

یہاں تیرے عشق سے ہوئے جو تائب
 مجرم تیرا ہوں اور تجھی میرے کسرا
 قدرت تو سب طرح کی ہے حادث ہوا
 تیرا کرم تجھی کو سزاوار ہے کہ ہے
 ہوتا ہے بونے بخت ظاہر سے دفاع
 بے غم ہے نفس ہو آسے قلب پاک
 یہ کچھ گناہ اور تیری رحمت پہ کرتیں
 قانع ہوں کیا تیرے کلمہ گوشت پر
 جب دی ہے تائب مرعلہ یا مٹی طلب
 کیا بخت و کلام سے ہوش بڑھے ہے
 ہر قدرے مصرع میں کار دم سکوت
 جہتی نہیں نظر رخ گزار و نماز پر
 از بسکہ تو کہیں نہیں اور بھر کہاں نہیں
 اٹھاری ہر سوز درد ہی میں لطفیاز نہیں
 آیا نہ راہ پر قدم طالبانِ تاب

احسانِ علیل میرے مزاجِ علیل کا
 لطفِ اِلہام ہے میرے کفیل کا
 منظور ہو تو سر ہو فیک پرخنیل کا
 مجھ کو بھی دلولہ ترے وصفِ علیل کا
 کچھ اور ہی مزاج ہے تیرے علیل کا
 قصہ ہے یاد کعبہ کو اصحابِ علیل کا
 عصیاں پہ سختی ہوں تو اب حریل کا
 اجر کثیر سننے میں خیر قلینل کا
 توڑا ہے پہلے پائے جسارتِ علیل کا
 غنچہ کیا ہے تو نے وہیں قالِ علیل کا
 بازار تو نے سر د کہا قالِ علیل کا
 دل سوختہ ہوں آتشِ جانِ علیل کا
 ہے بعد تجھ سے قرب جو ہی حریل کا
 ناریہ میں ہر گلستانِ علیل کا
 بکلا نہ پاؤں تجھ سے علیل کا

جو چشمِ آفتاب میں فزہ کی ہو نمود
 انور وہاں یہ تیرے ہر عرشِ علیل کا

نہ کچھ اخفاء کچھ لہجہ محمد دیکھا
 وادی صبر کو گلزار محمد دیکھا
 چشم حق میں کوئی سراسر بازار سے ہی
 ترکیں باغ بے چشمان ملاک سے فلک
 کون ہے منزلِ حقِ قدسی میں نکلیں
 مسکن عشقِ خدا ہے وطنِ حبِ نبی
 بلنبی عقل یہ نازاں ہے تو کشتی ہے تیار
 نیش کا جتنا پیہا ہے وہ بھری سے
 دیکھتا ہوں تجھے اے چرخ کہ دیکھا کیا کچھ
 حق سیتی نہیں کچھ کام کی بے حُبِ نبی

اور سب کچھ دم گنبار محمد دیکھا
 سخت تر جادہ پر خار محمد دیکھا
 خوش نگاہی کو جو ہنجر محمد دیکھا
 خلد ہی کو نہیں گلزار محمد دیکھا
 سرِ حق شامل اسرار محمد دیکھا
 پر فضا سنیہ ابرار محمد دیکھا
 بظہر قلمِ وحی محمد دیکھا
 ہے علیٰ ردفِ بازار محمد دیکھا
 خاک میں گوہر شہوار محمد دیکھا
 ہاں موت کو گنہگار محمد دیکھا

منزلِ قدس تک آساں ہے پہنچنا نور
 بشرع کو جادہ ہموار محمد دیکھا

دونوں عالم سے جدا کا محمد دیکھا
 اسکو زار اور اسے بیمار محمد دیکھا
 حق سے پیوستہ ہیں ہو جواب کی بیداری
 دُور وہ ہے کہ شفا کیجئے جس پر قربان
 باہ کو دیکھ کے معراج کی محنت ہے تمام

فکر کو قیصر کردار محمد دیکھا
 دونوں عالم کو طلبگار محمد دیکھا
 اثرِ طبعِ بیدار محمد دیکھا
 طالعِ فتنہ بیمار محمد دیکھا
 صاف نقیض مہر ہوار محمد دیکھا

کیا یہ احسان ہے تصور اگر سنا کہے غلام
 بار بختائیش عالم کو اٹھا رکھا ہے
 یہ جہاں گرد زمین پر وہ فلک پر جویاں
 آتش عشق جلالِ اَدیبی سے ہر دم
 اُبتی آپ کہیں سب کہیں نفسی نفسی
 غنچہ آسا ہوئے لب بستہ نصیبِ جانِ لب
 یہ فُری نور ہے مونسِ پیرِ باجوسُور
 دُورۃ السَّجج ہو دیہیم شفاعت کے لئے

ہر سر و دوش یہ اک بار محمدؐ دیکھا
 نو لعجب و تسبیح گرانہار محمدؐ دیکھا
 رخصتِ عیسیٰ کو طلبِ گیارِ محمدؐ دیکھا
 گرم ہنگامہ بازارِ محمدؐ دیکھا
 بڑھ کے مخلوق سے کردار محمدؐ دیکھا
 تدریشِ پیرِ پینی گفتار محمدؐ دیکھا
 اے تماشائی دیدار محمدؐ دیکھا
 اسکے قابلِ دُور شہوار محمدؐ دیکھا

صدقے اس لکھ کے اس شوق کے قرباں نور
 کہ قصور ہی میں دیدار محمدؐ دیکھا۔

ہاں کچھ اے واقف اسرار محمدؐ دیکھا
 نورِ حق شاملِ انوار محمدؐ دیکھا
 طور پر عرشِ پدیدار محمدؐ دیکھا
 ولیس ہے آپ کے اُلفت کی کھٹکٹِ درِ
 دیدیا جان و جگر کو روح میں خستِ خوش
 دل میں حیرت سی ہے اُردنہ سے نہیں
 گو وہ۔ خالقِ نہسی واسطہ خلق تو ہے

کہ کہاں جلوۂ انوار محمدؐ دیکھا
 جب کھٹلا پر دُور اسرار محمدؐ دیکھا
 جابجا جلوۂ انوارِ محمدؐ دیکھا
 پھول سے بڑھ کے کہیں خارِ محمدؐ دیکھا
 سہل تر سہل سے دُشوار محمدؐ دیکھا
 دُور تماشایہ بازارِ محمدؐ دیکھا
 سب کو اک منظرِ انوار محمدؐ دیکھا

نور حق نے محل اپنا کوئی دیکھا نہ مگر
 غور کر حمد و محمد پہ خدا نے یعنی
 وہ بھی اک رنگ کہ بنوی سے چھپا یا نور
 رنگ پر ہے شیعہ حلاج چمن بندئی انس
 بسکہ لولاک ہے بستہ احسان جناب
 دوست ہلکے تو کیا دوست سے کھتا ہے غر
 آج ہمسائی عرش پر یہ عجز دنیا ز
 آپ جو کرتے ہیں اللہ وہی کرتا ہے
 جو دقیقہ کہ کسی پر نہ کھلیگا نہ کھلا
 دوست کا بار شناخت بھی اٹھاتے ہی
 شمع و پروانہ کے برتاویہ کیا بات ہوئی
 حق کو سمجھتے ہیں وہ کچھ اور اہیں حق سمجھا
 آمد شد ہوئی اک چہنم زدن میں تب وصل

سینہ آئینہ کردار محمد دیکھا
 اپنی نسبت کو سزاوار محمد دیکھا
 یہہ بھی اک جلوہ کہ دیدار محمد دیکھا
 عالم قدس پر گلزار محمد دیکھا
 عرش و کرسی کو تہ بار محمد دیکھا
 حق نے کیا کچھ نہ سزاوار محمد دیکھا
 خاک پر ساء دیوار محمد دیکھا
 عقل کو حیرتی کار محمد دیکھا
 آشنائے لب اطہار محمد دیکھا
 حق کو لذت کش تکرار محمد دیکھا
 ذوق جاہل بازی انصاری محمد دیکھا
 ماعزہا کہ سے اطہار محمد دیکھا
 کس نے ہنگامہ رفتار محمد دیکھا

جلوہ حق ہے محمد میں نمایاں انور

چار سو جلوہ دیدار محمد دیکھا

بتری صورت کو دیکھا اور آنکھیں کھل گئیں کیا کیا

نظر آیا جمال معنی حسن آفریں کیا کیا

دل آزاری کی پریشانی ایک دن ہوگی تو وہاں کیا غم رہا۔۔۔۔۔
 کئے ہیں ظلم اُس نے بے حساب اور دلنشیں کیا کیا
 قوی ہے سوئے سجدہ صُغف سے میرے کہ اُس پر
 زگرہ پڑتی ہے میرے گرنے سے پہلے جس کی کیا
 وہاں سستی کے عالم میں بھی راکِ رنگِ ہوا ہے
 جھکی جاتی ہے پیشِ خیرِ چشمِ شرمگین کیا کیا
 جو سچ و حقیقہ تو کچھ عادت سے ڈر کر تم جھاکش ہو
 کہ اتنی تار کی ریختہ کی باتیں یہیں کیا کیا
 ٹر جاتی اُس تہ قدر کم نگاہی کہیں مت دریا رب
 کہ اُس کی ترکِ خود بینی پہ ہوتا ہے یثیں کیا کیا
 نمودِ شہر ہے موقوف اُس کن چال پرستار
 کہ دل کی شورتیں اُٹھ اُٹھ کے دل میں پگیں کیا کیا
 محبت حد سے گزری عرصہ فرقت کہاں پہنچتا
 وہ مجھ سے دُور میں کیا کچھ کہ میں دل کے قرب کیا کیا
 تعلق اُن سے اُس کو اور چھپا پا جاوے دل سے
 مجھے آفت میں لا یا ہے غم پر و دلشیں کیا کیا
 مجھے دشتِ تمہیں نخوت کے الام کچھ دے

۱۔ ۲۔ ۳۔ ہم از خود رستہ کا ہیں تم بھی کہے میں نہیں کیا کیا
 باہونا ہے دیر چرخ میں اک حشر بھی مجھ پر ۔ ۔ ۔
 بھرنے بیٹھا ہوں دل میں نالہائے آتش کیا کیا
 تصورِ شہر و مہری کا شری ہے زندگی اپنی
 ہوئے ہیں دل میں ٹھنڈے مالہائے آتش کیا کیا
 نظر سے ہی وہ کچھ ہو گیا جو کچھ کہہ سکتا تھا
 پشتِ میان ہو رہا ہے دیدہ انجم ہیں کیا کیا
 مجھے بھی ضعف و رسوائی نے تجھ سا ہی بنایا ہے
 کہ تو حسن و جفا سے ظاہر و پناہاں نہیں کیا کیا
 ہر گناہِ زخمِ دل ناکامِ لطیفِ مقرر سی کیوں ۔
 کہ مشکِ افشان ہے ہر سو بوئے حدِ غمیر کیا کیا
 اتھیں بچھے نہیں دیتا کسی جا اضطرابِ آینا
 پریتاں دل میں ہے وہاں فکر انداز کیوں کیا کیا
 کیا غماز اپنا ہم نے پیدا ماتھے سے اپنے
 زبانِ بکر کے دیتا ہے چاکِ استیں کیا کیا
 نہیں گو ضعف سے لیکن اسی سماں سے پھر کچھ ہو
 ہوئے ہیں پردہ دور و اماں و حریفِ استیں کیا کیا

جھاسے دُورِ جمل ہیں کون اب جاتا ہے محشر تک

ہمارا فصلہ بس ہو گیا انور یہیں کیا کیا

جہاں دُورِ مڑھا پایا اُسکو دیکھا تو یہیں کیا کیا ^x

پھری ہے دُور جا جا کر نگاہ دُور میں کیا کیا

یہاں سینہ میں رازِ غم ہے اور پیدا نہیں کیا کیا ^{۱۲}

کسے دیتی ہے دل کی صورتِ اندوگیں کیا کیا

اجل ہے سر پہ تو بھی زیت کا سا ماں نہیں کیا کیا

اُمیدیں رکھتی ہیں دل کو مرے اندوگیں کیا کیا

وہ آتوبِ تھکی جلوہ آرائے نمائش ہے

مرے پانوں نلے کی بھکی جاتی ہے زمیں کیا کیا

ترے کوچہ میں ہر ہر نقش پا پر سجدہ کرتا ہوں

رلاتا خاک میں ہے مجھ کو یہ شوقِ جیس کیا کیا

مجھری میرے گلے پر پھیر دے اور اُن نہ کرنے دے (جواب)

ادا کرتی ہے مطلبِ نگاہِ سرمہ گیس کیا کیا

بایں طاعت نہ پوچھتا دمِ مردن جو اُس بُت نے

تو پیمانِ ازل یا د آئے وقتِ واپس کیا کیا

دل و جاں جل چکی ہیں غم بھی اُس کا جل گیا ہوگا

کہے گہر ٹھونکنے پر تیز آہ آتشیں کیا کیا

چمک اٹھتا ہے رنگ حسن و دنیا وہ خواری سے

مگر ہے غارِ خونِ یہ آبِ آتشیں کیا کیا

مقابل اپنے جلوہ کے نظر آتا نہیں کچھ بھی

ہماری حسرتیں انکی نظر میں چھا گئیں کیا کیا

ترے آنے کی شکر ساتھ ہی آنکھوں میں دم آیا

مگر سرگرم استقبال ہے جانِ حسنین کیا کیا

حیا سے ہے وہ سر زانو پہ اور کچھ کچھ نمایاں ہے

ہلال آسا نظر آتا ہے وہ ماہِ حبیب کیا کیا

مجھے اُس کی نگاہِ صلت اندیش نے مارا

لڑیں آنکھیں عدو سے مجھ سے مگر ٹھج گئیں کیا کیا

نہ فکر اُس کا نہ غم اس کا محیطِ دل ترا غم ہے۔

کوئی دیکھے تو دل خوش ہیں ترے اندوہ گیس کیا کیا

یہ کافر باجر آئے طاعتِ امنام ہیں انور

ہوے تھے حق سے آخر عہدِ پیمانِ میں کیا کیا

ہوا روزِ یہ اپنا بھی جاؤ آفریں کیا کیا

کہ میرے ہوش بکراڑ گئے ہیں ہمنشیں کیا کیا

یہ حسن اور اس سے بیدار غمہ سحر آفریں کیا کیا

تسکتے ہو گیا پیمان ارباب یقیں کیا کیا
ہوئے اوج بعد قتل یہاں سر میں نہیں کیا کیا

غبار آسا اڑیگی یہ قتل کی زمیں کیا کیا
دو چار اس چشم سے ہوتے ہی اک چپ لگ گئی گویا

خدا جانے نگاہیں چُپکے چُپکے کہہ گئیں کیا کیا
پیام قتل پر ہی شکرِ رعبِ حسنِ ماں لارم

جو پوچھیں تو مرے دل میں تمنائیں نہیں کیا کیا
نہیں ممکن کہ گزرے ایک دن یہاں زمانے میں

کہ پھرتا ہے تمہاری وضع پر حیرتیں کیا کیا
ادھر تنوخی اٹھاتی ہے اُدھر تمکین بٹھاتی ہے

کینا کش میں ہے اپنے ہاتھ سے وہ بازیں کیا کیا
مری جانب سے شائد کاروانِ مصر کھینچ جاوے

کندالکن ہے ہر سو پوئے بعدِ عنبریں کیا کیا
دکھانے کو حیا ہے پر اٹھائے بار کون اتنا

جُھکا جاتا ہے نازِ حسن سے وہ بازیں کیا کیا
رہے امروز و فردا مشق ضبطِ شکوہ اچھا ہے

کہ ہوگی میری تیس رو دو روز آخری کیا کیا

مجالِ نمرودن ہے وقتِ نادرِ حور و گی مشکل

-- ہوئی ہے دل میں اپنے خوں صدائے آفریں کیا

نہ انا مدعی ہستی تلخ و کامِ دوست بے شیریں

سخن میں بھر دیا۔ انور نے زہرِ دوا بھس کیا کیا

نہ لب پہ پوڈ کر مہر و کیس کا نہ دیکھئے اک اشکِ منہ نہیں کا ۲

وہ ضبط ہو عاشقِ حزیں کا یہ ربطِ جویشم و استیں کا

ہوا جو پیوند میں زمیں کا طفیل ہے فہمِ دور ہیں کا

اشارہ اُس چشمِ شریکین کا شریک ہے بندِ باطن کا

نہ ہو جگر میں جو تلم تو کیا ہے کہ تنگیِ دل ہی گریز ہے

کہ خونِ گھٹ گھٹ کے ہو رہا ہے خیالِ دلیں کہیں کہیں کا

ہوا ہے بے ڈھب بی ماجر کچھ کہ غدر پھیکے ہیں اکٹے کیا کچھ

نصیبِ دشمن مگر ہوا کچھ اتڑ نہیں لب میں ابگیں کا

وصال بے سوز ہو رہا ہے پیام کچھ روز ہو رہا ہے

عدو بد آموز ہو رہا ہے کہ حرفِ سکھا نہیں نہیں کا

گمان کچھ کچھ جو آگیا ہے نو دروہ ہے جو مری دوا ہے

کہ مجھ کو اک زہرِ جانگزا ہے خیالِ لبائے شکرین کا

یہاں تقاضائے مرگ سر پر وہ شوق صبد انگنی میں مصطر
 گر گنگا نظروں سے مجھ سے بڑھ کر جو فکر دیاں دلیس ہے کہیں کا
 نہ ہو جو امکاں میں نہ ہو لہے تحیر آنکھوں میں چھایا ہے
 جو پردہ اُس نے اٹھا دیا ہے حجاب ہے روتے سرگین کا
 وہ ناتوانی سے بے نشان ہوں کہ لاکھ ڈھونڈو مگر کہاں ہیں
 یہ دیکھنے میں جو کچھ عیاں ہوں طلسم ہے حیب و استیں کا
 یہ شوق دیدار میں ہوں فانی کہ ہو گیا عین بے نشانی
 کہوں اگر تیں بھی تیرانی تو لب بے کچھہ خوردہ میں کا
 ہوا ہے قتل جہاں مناسب کے خوں بہا کا ہے کون طالب
 دیت ہے اپنی تو اُنہی واجب کہ خوں ہوا طبع نازیں کا
 رقیب ہے اپنے فن میں کامل ہزار میں ہے یہ ایک قاتل
 دم سوالِ مصالِ جاہل سخن سمجھتا نہیں نہیں کا
 ستم ہے عادتِ ستمگری کی یہ چھوڑ دے طرزِ خود سری کی
 یہ غیر نے آکے ابتری کی کہ خوں ہوا عاشقِ حزیں کا
 جگر ہے خوں در دجاں ستاں سے عیاں ہے اُس عشوہ نہاں کا
 کہ دستِ مرگانِ خمُن فشاں سے رہا نہ ہو دامنِ استیں کا
 اگرچہ کیا کچھ ہے زورِ وحشتِ خیالِ افشاں ہے لیکن آفت

مجھے تو اٹھتا بھی ہے قیامت کو خوف بیٹھا ہنسی کا
 بجا ہوا مجھ کو خاک ہونا کہ تھا مقدّر میں یوں ہی لکھا
 رقم ہی خطِ خبار سے مخا نوشتہ گر دیکھتے جہیں کا
 ہوئے اُس خاک و در کے بعد سے ملال اوماں صفائی تن سے
 غبار جو کچھ ہے دل میں اُنکے وہ پر تو اہے مہجے جس کا
 کہیں سر طوِ جلوہ انگن کہیں ویران سے روکش
 وہاں تہ ہے جائے جائے مسکس ہیں تو رکھا نہیں نہیں کا
 ابھی ہے کچھ رسم و راہ باقی کہ دل میں ہے اشکِ آہ باقی
 رہی ہے کچھ کچھ جو چاہ باقی۔ نو دارا و چھا ہے تیغ کی کا
 اگرچہ کٹھے نہ نیت پاسے نہ جائے ہر چہ اپنی جاسے
 ملا ہے لیکن ہزارے سے اشارہ اُس چشمِ شریکس کا
 نہیں کوئی سامنے تو کیا ہے جہاں ترا صید ہو چکا ہے
 کہ دام گسترده جا بجا ہے شیم گیسوئے عنبریں کا
 خیال گیسو جو یہاں رہا ہے تو دل یہ خوشبو سے بس گیا ہے
 کہ داغ جو عشق سے پڑا ہے ہوا ہے نادر و مشکیں کا
 جو ماتھے گئے وسیلہ انور۔ غوغی پستی میں ہو مقرر
 کہ اُس کے کوچہ کی خاک ہو کر داغ ہے عرش پر نہیں کا

دُور جاوے زخسار آتشیں کا دُور عکس ریتا ب اُس جس کا

یہ صاعقہ رخت کُنرو دیں کا حیران دُور خلوت یقیں کا

میں ہے یا مند دُور کہیں کا جہاں میں بر تو ہے اُس حسین کا

کہ سطح سطح زمیں زمیں کا ہوا ہے حصہ ہر سری عجمیں کا

حسین

جو بے بازی سے یہاں نہ آیا تو متوق میداد کھینچ لایا

کہ صید جب کوئی بھی نہ پایا تو اُس نے رس نہ لیا یہیں کا

ہیں بے دست میں ہوش اصلاً نظر میں یکساں ہے پست بالا

زمیں پہ دھوکا مجھے فلک کا فلک پہ ہوتا ہے شکنیں کا

یہ حکمِ عمرت کہ نام کچھ لے رہا ہے حذبِ دل سے چھٹکے

تو پوچھتا ہے کسی کسی سے کہ گھر کہاں ہے کسی تہیں کا

ٹھٹکے ٹھٹکے آئے ہیں حیا سے عیاں ہے صیدِ لگی ادا سے

کھلا - بے طرزِ دلربا سے کہاں بھی اک ٹھٹکے کہیں کا

یہ طعنہ کم ہے کہ بے دہن ہو شرم کیسی کہ چھٹکے بیٹھو

زباں کو دُستام ہی یہ کھولو ہیں نو ہو بد مکنتہ حسین کا

ظہور ہے عین پردہ داری حجاب میں زباں ہے بے حجابی

ادا میں ایک چھٹکے حیا کی حیا میں ایک نور ہے جس کا

نظر ہے یہاں تیرے لوح و شاں پر قضاں سے برپا کیا جو عشر

کہ سر پہ کوچہ ترا اٹھا کر بنا دیا آسماں زمیں کا
جو دل میں مجھ سے کہ دُور تائی تو وہاں زیاں ہے نہ زیاں لڑائی

میکس نے قدرِ مکاں گھٹائی مکاں سے تیرے بڑھا مکبں کا
یہ سرِ دل ہے جو عبرت افزا کہ دل بچھا عشق سے غدو کا

ہوا ہے بازارِ سرِ دُکھا تھہارے خسار آتیں کا
جو کچھ اظہارِ مطلب اُن سے تو چاہتے پہلے صبح کر کے

یہ مستِ مہوشِ حُسن کچھ کہ مہوشِ باقی یہ ہونہیں کا
جہاں کُشتہ ترا نہیں ہے یہ ہاتھ اپنے میں تیج کیس ہے

اگر تو بیدا و آفریں ہے قصور ہے اپنی آفریں کا
نفسِ نفس میں ہے شورِ محشرِ سخن سخن میں ہے اُس سے بڑھ کر

لیا بشتِ خُونِ خلقِ سر پہ کہ قصہ چھیڑا دلِ حزیں کا
ہوا جو انکارِ حد سے باہر تو مثلِ اقرارِ خودِ سمجھ کر

ہوا ہے عرضِ طلبِ کورِ طبرِ سبقِ انکی نہیں کا
گری ہے یہ سبقِ دل پہ انورِ نظرِ لگ جائے مقرر

خیالِ خسارِ آتشیں بر سپندِ چشمِ مالِ ہیں کا
یوسفِ حُسن کا حُسنِ آپ خریدار رہا پہلے بازارِ ازلِ مصر کا بازار رہا

بہلِ نازِ رہا کُشتہ فرستار رہا زندگی بھر مجھے مرنے سے سروکار رہا

جرم ما کردہ عقوبت کا سزاوار رہا
 پر دُچشم جو پاس ادب یار رہا
 دل یہ شادی جرات سے ہولیا
 گر کے نظروں سے تری پھر نہ بس اٹھا
 آج ہی آج ہے فروائے قیامت مخدو
 طوہ تو برفِ تجلی سے ہوا خاکِ ستر
 رحم اس سادہ دلی پر کہ میرا زخمِ جگر
 میں وہ ایک مجرمِ تعذیرِ طلبِ کس
 بسکہ دل میں رہی ایک کشمکشِ مایوس
 اب وہ فردا بھی نہیں مذکی تسکین کیلئے
 پی بھی جا شیخ کہ ساتی کی عنایت ہے سزا
 خوش ہوں چپ ہے سے اس کو پیغامِ مال
 سر پہ پھر تابی رہا اور نہ گرا مجھ پہ کبھی
 گرچہ کیا کچھ تھے مگر آپ کو کچھ بھی لگنا
 تم نے یوں گھر میں تو کیا کچھ اٹھائے
 ہائے دُچشم کہ دیکھتے تھے سرگرمِ ادا
 میں رہا بھی تو رہا خارِ کیصوت کہ سدا

شیخ سرشارِ میستی پندار رہا
 میں رہا سامنے تو بھی پس دیوار رہا
 کہ ترا تیر ہیساں تال لبِ سو فار رہا
 میں بیک بھی جو ہوا تو بھی گرا تبار رہا
 دو گھڑی اور جو ہنگامہ رفتا رہا
 اور میں سوختہ حسرت و بدار رہا
 غیر سے چارہ و درماں کا طلبگار رہا
 بدلے دشمن کے عقوبت کا سزاوار رہا
 در و جو دل میں رہا جان سے بیزار رہا
 اب فقط حسرت ہی پر وعدہ دیدار رہا
 میں ترے بدلے قیامت میں گنہگار رہا
 کہ یہ انکار تو کچھ شاملِ اقرار رہا
 آسمان بکے تیرا سا دِیوار رہا
 عشقِ برہمِ زن کا شانہ پندار رہا
 ایک قیامت کا اٹھانا سرازار رہا
 دوائے وہِ دل کہ ترا محرمِ اسرار رہا
 تیری نظروں میں بیک ٹل پہ ترے بار رہا

چشم پر نشہ ساقی جو رہی کس فگن
ہوں میں و جنس کہ ہوں رونق باز کرنا
کچھ خبر ہوئی تو میں اسی خبر کیوں کھتا

چورستی سے ہر اک ساغر شرابا
ہوں وہ سودا کہ حسد یدار بھی ہزارا
یہ بھی اک بخبری غمی کہ خبر دار رہا

تھک کے بیٹھے ہو درِ صنومہ پر کیا انور
و دق دم اور کہ یہ خانہ خمار رہا

خندک نگہ دل کٹا ہو گیا
مجھے صید کرنا بجا ہو گیا
محبت میں بھی کیا سے کیا ہو گیا
زمانہ ترا مبتلا ہو گیا
وہ اکھیں سچیں ہائے کیا ہو گیا
میرا جسے ہند کا کہ تو مجھ سے مل
یہ مانو نکا فرما دھا کوہ کن
مری جان کے وہ ہوتے رہی
تمہیں یہاں تک قیامت سی
ستم کی طرف ناز اٹھایگا کون
کبھی یاس ہے اور کبھی ہے اُتید
تمہیں توڑنا رشتہ اتحاد

ستم قیابِ مرجا ہو گیا
نشانہ ترا بے خطا ہو گیا
ستم عاشقوں کو وفا ہو گیا
مجھے ظلم اٹھانا بجا ہو گیا
وہ کافر تو اب کچھ نیا ہو گیا
فلک پار اغیار کا ہو گیا
کہ دن کاٹنا یہاں بلا ہو گیا
مگر غیبر کا مدعا ہو گیا
ہیں دھیتے جانیں کیا ہو گیا
مزاج اب یہاں غیر کا ہو گیا
وہم اس کشمکش میں خفا ہو گیا
میری توبہ کا توڑنا ہو گیا

سچ

سچ

کہ اک زیت کا شغلہ ہو گیا
 نیا ایک عدد نقش پام ہو گیا
 کہ اب خوشیوں سے جدا ہو گیا
 چلن اک جہاں سے جدا ہو گیا
 کہوں کیا کہ تو بوجا ہو گیا
 غضب دہاں جو کم ایک ذرا ہو گیا
 غم و عصبہ ہری غذا ہو گیا
 تیرے حجب اپنا گلا ہو گیا
 نہ کہنا بھی کہنا سہرا ہو گیا
 تو وہ پائے بند جیا ہو گیا
 مگر ضعف زور آزا ہو گیا
 میں اپنی نظر پر فدا ہو گیا
 نگہ پر تیری آسرا ہو گیا
 جو دل سنگیا دم حفا ہو گیا
 وہ اتنا ہی نا آشنا ہو گیا
 تر اعلف قہر حفا ہو گیا
 وہ اُس کج ادا سے ادا ہو گیا

گئی زندگی موت کی حکم میں
 جہیں سائے خاک رہا رہے
 وہ پہلو میں ہے نو بھی یہ ٹکڑے
 رہیں پر ادھر چلتے ہیں نارے
 کہو یہ کہ ہے غیر کا حال کیا
 امیدیں ادھر کچھ سے کچھ گئیں
 بشرموں نکھاؤں نو کبوتر چڑیا
 خوشی میں نہ سمجھے دم فوج ہم
 اشاروں پہیں سر کٹے بے کسے
 نزاکت سے پردہ جو اٹھتا ہیں
 گرا کر مجھے اٹھنے دیتا نہیں
 اسی بُت کو تا کا ستم بھی کیا
 لبوں پر یہاں جان ہے ابھی
 شبِ علم میں کس کس کی ہو کو تھا
 محبت یہاں جتنی بڑھتی گئی
 یہ ان میٹھی نظروں نے مارا مجھے
 قضا سے قضا جو ہوا ہے ستم

مجھے بکسی بوقتى ہے دل کو میں	۳۰
وہ بگڑے تو خوش ہوں مگر غیر	۳۱
قیامت کے آنے میں کیا دیر ہے	۳۲
نہ اٹھو ذرا پہلوئے غیر سے	۳۳
حنایتِ قدموں سے ہے پائمال	۳۴
ستم ہے کہ چھتا نہیں ہاتھ سے	۳۵
پس مرگ آنا تو اٹکا بخیر	۳۶
نہ چھوٹا یہاں جادوہ راستی	۳۷
قیامت بھی اکدن کہیں آچکے	۳۸
ربانیتى میں بھی یہاں نگنود	۳۹
بہری موت آنی تھی اب لگنی	۴۰
بہری ابتدا اسسا ہو گئی	۴۱
مدار اک نظر پر ہے یہاں موت کا	۴۲
ہوا بھجابی سے دونا حجاب	۴۳
گلابے مرا حلق دشمن نہیں	۴۴
یہ اُس رہ میں ہوں صرف داندلی	۴۵
یوں ہی زندگی کاٹے تاجستر	۴۶
میرا گھر بھی ماتم سرا ہو گیا	
ٹھکانا میری بات کا ہو گیا	
اگر یہاں سے جانا ترا ہو گیا	
یہ دیکھو کہ طوفان بپا ہو گیا	
کوئی پائمال حنا ہو گیا	
یہ خنجر بھی رنگ حنا ہو گیا	
سہارا مجھے موت کا ہو گیا	
فلک اور بھی کج ادا ہو گیا	
میں آہنہ تو نذر بلا ہو گیا	
کہ میں مٹ کے نقش فنا ہو گیا	
ترى کم نگاہی سے کیا ہو گیا	
نظر ملتے ہی فیصلہ ہو گیا	
تجھے فرض ادھر دیکھنا ہو گیا	
کہاں ہم کہ جب سامنا ہو گیا	
خنجر خنجر یار کیا ہو گیا	
کہ ہنگامہ ہر نقش باہو گیا	
کہ اب اٹکا وعدہ وفا ہو گیا	

نہیں انور اُس کی نظر سے دو جا
اجل سے مگر سامنا ہو گیا

۱	دیکھا جو بعد مرگ تو مرنا زیاں نہ تھا	۱	فانی کے بدلے ملک تھا کچھ گراں نہ تھا
۲	شب کو بعل میں تھا بھی تو دُور لستان تھا	۲	شوخِ یہ کہہ رہی تھی یہ کیا تھا وہاں نہ تھا
۳	پوچھ نہہ چھائے سے جو کھا نہاں تھا	۳	پر خیر تھی کچھ اس میں کہ میں ہاں نہ تھا
۴	یہ تو نہس کر آب کے مطلق وہاں نہ تھا	۴	لیکن سوال و صل یہ کہنے کو ہاں نہ تھا
۵	وہ بت ہی کیوں نہیں پہچانے گراں نہ تھا	۵	ہمسگ لیکن اسکا مگر آہاں نہ تھا
۶	حسرت کے صدقے آنکھ کے ملتے ہی کھل گیا	۶	وہ کچھ کہ ممکنات سے جسکا ہاں نہ تھا
۷	نالہ جو اپنا یا یہ تاثیر سے گرا	۷	اتنا سبک ہوا کہ میں اتنا گراں نہ تھا
۸	تھے بزم میں وہ غمچہ افسردہ شرم سے	۸	کیونکر کہوں بہا میں رنگِ خلائ نہ تھا
۹	کبھی حیا کہاں کی وہاں خلق کیا	۹	ہاں یہ سہی کہ آب کو آنا ہاں نہ تھا
۱۰	سب کام اپنی ایک نگہ پر ہیں منحصر	۱۰	گویا مرے لئے لو بنا آسمان نہ تھا
۱۱	کیوں مجھ پہ تیر کی نگہ تھری چھری	۱۱	میں دُور چرخ میں کوئی سنگِ فساں نہ تھا
۱۲	کچھ اپنے دل کے ولولے کچھ زاہد فکری ضد	۱۲	سر بھوڑے کو ورنہ وہی آستان نہ تھا
۱۳	آئینہ کو وہ دیکھتے ہیں انکی شکل ہم	۱۳	تھا ہم کو وہ گماں کہ انہیں نہ گماں نہ تھا
۱۴	اکھار محض محض غلط مینیاں سہی	۱۴	مانا کہ بزمِ غیر میں تو یہاں نہ تھا
۱۵	دشمنِ حریف راہِ و فلبہ خدا کی تاں	۱۵	وہاں جس پہ تھا یقین مجھے اسکا گماں نہ تھا

حیران ہوں حجابِ جُدائی اٹھائی کیوں ۱۶ وہ مازیں تھے میں لو کوئی ناتواں نہ تھا
 اب آسمان بسکے سرِ امدادی بسا ۱۷ تھی لب یہ کچھ فغاں تو فلک کا شان نہ تھا
 چمکا زین پہ گر فلک پر کو نوکیلا ۱۸ پھر یہ کہیں گے سب کہ وہ کچھ نوجوان نہ تھا
 کچھ جذبِ دل میں جا کے سمجھے تھے گویا ۱۹ ایک دم سے یقین پہ کیا کچھ گماں نہ تھا
 گردوں سے آج ہے فلکِ ظلم پھٹ پڑا ۲۰ سینہ میں آج ہی دم آتشِ فشاں نہ تھا
 جُسن جہاں فروز سے جس جانتے تھے وہ تھے ۲۱ میں نے تنائوں سے جہاں تھا وہاں نہ تھا
 یوں خاستی سے خوش کہ وہ تصویر تھے مگر ۲۲ یوں بات سے تنگ کہ گویا وہاں نہ تھا
 بھاری ہوئے ہماں تو سبک ہو گئی زندگی ۲۳ وہاں تو نظر سے ہم کو گرا کر اس نہ تھا
 تھے بخود ہی میں یاس نہ ہوتی تھی تو گئے ۲۴ چوکے غضب ہی ہوتی میں آیا ہماں نہ تھا
 آنا یہ اُنکا صبح کو میری اجل کے ساتھ ۲۵ یعنی کہ نالائشِ خنہم راہِ گماں نہ تھا
 تھا کچھ شکستِ دل سے میرا امتحان صبر ۲۶ وہاں اسی ناز کی کا نقطہ استخاں نہ تھا
 یہہریوں نہ ہو کہ یہ خوش ہو کے میں کہوں ۲۷ شاید کہ تو قریب پہ بھی مہرباں نہ تھا
 میں اور فردِ وصلِ عداوتِ سبِ فراق ۲۸ یہاں آسمان نہ تھا کہ وہاں آسمان نہ تھا
 فرما دو کہ کن بھائیہ اک ہلکی بات ہے ۲۹ عاشق تھا میتوں کا اٹھنا گراں نہ تھا
 شبِ مجھ سے آگہ ملتے رہی دلِ بقیہ سے ۳۰ یہاں یوں سہم رہا کہ کسی پر عیاں نہ تھا
 تھا دوستوں کا یاہِ طرین اور دلوں سے ۳۱ کیا تھا جو میں غبارِ پس کا رواں نہ تھا
 حیران ہوں کہ دم میں تیرے کیونکہ آگیا ۳۲ بہنِ ورنہ اپنے دلیں کہاں سے کہاں نہ تھا

۲۲	۲۳	مرد ہوں یوں کہ کیوں نہ رہا دلیر تیرا	آرام جان بچا کوئی آزارِ جاں نہ تھا
۲۵	۲۶	دیکھا اکٹھ اٹھا کے مجھے ہار کی بے جھوٹ	ایسا تو کچھ نگاہ کا اٹھانا گراں نہ تھا
۲۷	۲۸	خالی دراکھا پایا تو دلِ دہم سے رکا	تھا پاسبان میں آبِ جود ہاں پاسبانِ تھا
۲۹	۳۰	کس بیدلی سے ہجر میں کی ہم نے زندگی	دل تھا کہاں کہ یہاں وہ بُتِ ہلاکت تھا
۳۱	۳۲	مٹ جانا اپنا اسکارِ ماسک کے دلِ بچت	ابک یہ بھی تھا نشان کہ سرِ کچھ نشان تھا
۳۳	۳۴	کچھ ہم سبناؤں تم تھا کہ وقتِ دوح	میرے گلو یہ خجرتِ آمل رواں نہ تھا

۳۶ - انور بنے بد لے جاں کے لی جنسِ بڑل

اور اس پہ نازیہ کہ یہ سودا گراں نہ تھا

۱	۲	ہو رہا ہے ٹکڑے ٹکڑے دل میرے خوار کا	۱	ہے مرے زخمِ حکم میں کاٹ تیغِ یار کا
۳	۴	شہ ہے عل ہے جہاں میں مردنِ ستار کا	۲	ایک چلتا وار ہے بیخِ نگاہِ یار کا
۵	۶	بنغمہِ دل کس ہے دشمنِ عنایتِ یار کا	۳	ہے قفس میں بند ہونا کھولنا متار کا
۷	۸	مست کچھ ایسا ہوں چشمِ نیم ستار کا	۴	طرفِ عالی جانتا ہوں ساغرِ ستار کا
۹	۱۰	کہا کہوں کیا حال ہے مجھ ناتوانِ زار کا	۵	ہوں نگاہِ واپس اپنی دلِ بیمار کا
۱۱	۱۲	آسماں پھرتا ہے حسبِ رعائے مٹی	۶	راہ پر لانا غضب ہے ایسے کھنڈار کا
۱۳	۱۴	بل بے بد خوئی مزاجِ یار میں سولِ پرک	۷	ایک بل نکلا جو تار گیسوئے خمدار کا
۱۵	۱۶	دستِ ساتی پر لگائے آنکھ ہوتا ہے ام	۸	جامِ مے ہے دیدہ حسرتِ کسی میخوار کا
۱۷	۱۸	کہ قدرِ بشارت ہے اسرار سے خالی نہیں	۹	نگ میرا لگ گیا منہ دیکھ کر سوار کا

۱ میں گرفتار وفا ہوں چھٹ کے جاؤنگا کہا
 کوئی اک گردش نو ہو ایسی بھی ہاں اپنے چشم
 ۲ واہ رے قسمت کہ وہ میرے تقدیر میں
 ۳ لے چلو واعظ کو ہاتھوں ہاتھ اٹھائے میکشو
 ۴ جان سننے والوں کی واعظ لبوں پر
 ۵ ہے جو افتادوں سے کچھ نفرت تنفرت ہی
 ۶ شکل مرہم دیکھ کر ڈرتا ہے میرا زخم دل
 ۷ ناہ میرے لب تک آتا ہے جو سو سونا رہے
 ۸ یہ تو ظاہر ہے کہ وصل اکا کہاں دہم کہاں
 ۹ دل کو لیجا مجھ سے یا تو آپ لے یا باٹ دے
 ۱۰ الامان اس بخش تیغ نظر سے الامان
 ۱۱ گریہی انجیم الفت آن ٹھہرا ہے نوخیز
 ۱۲ ہاتھ سنبھلا رکھیو لے مشاطہ جادو طراز
 ۱۳ ہوں تو دیوانہ دلے ہیشیاری مطلب تو کچھ
 ۱۴ کچھ ادھر سے عرض مطلب ادھر سے کچھ
 ۱۵ کتنا گستاخی سے کہی چاہے تجھے گفتگو میں
 ۱۶ کیوں نہیں گزرتا مرے آفت زدوں کے پاس

۱ بال باندھا چور ہوں ہزار زلف یار کا
 ۲ شیخ پوچھے مجھ سے سرتہ خانہ خمار کا
 ۳ آہ نے جو بل نکالا صرخ کج رفتار کا
 ۴ پاسبان چل کر بتا دو خانہ خستار کا
 ۵ واہ کیا کہنا ہے حضرت آپ کی ایفثار کا
 ۶ کیوں زمیں پر گر پڑا سا تیری دیوار کا
 ۷ کھول کر آنکھ اپنی دیکھا ہے جو منہ سفاک
 ۸ کوئی پر تو لے اڑا شاید تری رفتار کا
 ۹ یکن اس پیغام میں کچھ لطف ہے تکرار کا
 ۱۰ پر یہ حصہ ہے تری گیسو کے اک اک تار کا
 ۱۱ مانتی ہے برق بھی لوہا تری تلوار کا
 ۱۲ آج ہی گشتہ بھی میں یار کی تلوار کا
 ۱۳ ایک جہاں دل ہے بستہ طرہ طرار کا
 ۱۴ سر بھی پھوڑا ڈھونڈ حکم حق تری دیوار کا
 ۱۵ اک جہاں نہ منزل ہے وصل میں تکرار کا
 ۱۶ میں گلے کا ہار ہوں تیرے گلے کے ہار کا
 ۱۷ آسمان بھی ہے مگر سایہ تری دیوار کا

۲۷	مجد گئی کا فرہوا کس کی نگاہ گرم سے	۲۷	پھول کھلایا ہوا ہے کچھ گلِ حصار کا
۲۸	مٹی ہے آخر کو کچھ کیفیتِ سوز و گداز	۲۸	صاف حق ہے پہلا طالبِ دیدار کا
۲۹	ایک جلوہ پر چمک اٹھی سے سبِ عالمِ عشق	۲۹	باو کنگھاں سے ہے شہر و مہر کے بار کا
۳۰	آسمان پر کھنسا ہے آنکھیں مہر سے اُس کے	۳۰	کون عالم ہے ہمارے دیدہ مدار کا
۳۱	حُسن میں خود رفتگی ہے تو نہیں مانعِ حجاب	۳۱	بُوبے گل کو مینا نیا کیا باغ کی دیوار کا
۳۲	وہ ہی اپنی خیال ہے کوئی مرے کوئی حے	۳۲	لے اڑے سارا چلن تم صبحِ کھر فیار کا

۳۳	ناجین شیرِ قاتل کو دعا دیتے ہیں ہم	۳۳	عقیدہ کھولا خوب انور مردن و شوار کا
----	------------------------------------	----	-------------------------------------

۱	کس رنگ پر ہے اس تپنِ دل کو دیکھنا	۱	رنگِ اڑ گیا ہے صورتِ فانی کو دیکھنا
۲	وقتِ نویدِ قتلِ ذرا دل کو دیکھنا	۲	قاتل کو گاہِ خنجرِ قاتل کو دیکھنا
۳	یہاں تو کبھی جگر کو کبھی دل کو دیکھنا	۳	ہے وہ کس اضطراب میں قاتل کو دیکھنا
۴	جنجربختِ فہ اور طلبِ بوسہ وادِ واد	۴	حیراں ہوں جرأتِ لبِ سائل کو دیکھنا
۵	کیا جانے کہا سوال ہے اس خوں گنہگار کا	۵	کس طرح دیکھتے ہیں دُوساں کو دیکھنا
۶	اللہ سے فرطِ شوقِ اسیری کہ شوق میں	۶	پروں اٹھا اٹھا کے سدا سل کو دیکھنا
۷	وہاں دل میں عقیدہ اور گرہاں زبانِ عین	۷	مشکلِ غضب کی ہے سری مشکل کو دیکھنا
۸	دمِ سینہ میں گرہ ہے تباہیے دید پر	۸	دستِ کیشاد ہے سری مشکل کو دیکھنا
۹	عادت ہے ساتھ تادمِ آخر کو دیکھ لے	۹	خنجر گئے پر اور ترے بسمل کو دیکھنا

۱	لغزش قدم قدم پہ ہے قاتل کو دیکھنا	۱	سر چڑھ رہا ہے خون کسی مستِ عشق کا
۱۱	اٹا ہوا دق سلے محل کو دیکھنا	۱۱	اٹھی ہے اُسکے صفحہِ رخ سے کہیں نقاب
۱۲	میں اور یاس سے تری محل کو دیکھنا	۱۲	تو اور عدو سے گئے ہنگامہ ہائے ہائے
۲۲	وہ اور آئینہ میں مقابل کو دیکھنا	۲۲	نادان و خود پسند حسین و تنک مزاج
۱۲	کیا بے نگ ہے شورِ غدا دل کو دیکھنا	۱۲	ستا دخنہ زن نگل و غنچہ نالہ کش

انور یہ ایک تہر ہے اسخ و پسند کو
یوں آئینہ میں عکس مقابل کو دیکھنا

۱۲

۱	یا خیر اجل ہے یا تیر ہے قضا کا	۱	ہر ایک موئے مرگاں اس شوخِ یرجفا کا
۲	وہ تیرہ جنت مارا ہے اک اک بلا کا	۲	دل زلف کا سے مالِ باقیمِ سرِ سیا کا
۳	دل کیوں نہ ہو پھر اپنا بسل تری ادا کا	۳	وہ عمرہ ہے تو دلکش وہ عشوہ ہے توجاؤ
۴	یابلِ سترِ محالا یا کا کل دو تانا کا	۴	آئے دل پریشاں آج اُس سے جھلکے لہجیں
۵	کس کس کی خاک کا وہ دیکھیں اڑاں خا کا	۵	سامانِ صد کدورت بیٹھے ہیں دلیرِ بحر کا
۱	مٹ مٹ کہم نے سیکھا اندازِ نقش پا کا	۱	تقلیدِ خاکساری ہوتی ہے خاک ہو کر
۲	بزار کج کل ہے چمکا ہوا قضا کا	۲	قاتلِ جنایہ مالِ مشتاقِ خوئے گرفتہ
۸	اور اُس پہ ہو کو دعویٰ اٹھا رہا مدعا کا	۸	ہر سخن پہ لغزشِ ہر بات پر ہے لگت

کس کس کا رنگ کیجئے کس کس کا شکوہ انور
مفتونِ اک جہاں ہے اس کی ادا کا

۹

۱	چلنے والا ہوں واوئی دل کا	۱	مبتدا اعتہا ہے منزل کا
۲	دشمنہ زک رک گیا ہے قاتل کا	۲	دیکھنا اضطرابِ رسل کا
۳	زخم کاری ہے تیغ قاتل کا	۳	کیوں کہ کہوں کر کچھ نہیں ہے لگاؤ
۴	گر نہیں ہے رواجِ باطل کا	۴	ہے ابا الحق سراپا کیوں جیاد
۵	کام کرتی ہے حد فاصل کا	۵	دلِ فاصل ہے کہ رخِ شری دل
۶	نام کیا ہے حلِ مشکل کا	۶	عقدہ دلِ زباں یہ آتا ہے
۷	کون طالب ہے فیضِ شامل کا	۷	مالم آتو ہے نظر تو معاف
۸	جان شاری ہے جرمِ مائل کا	۸	بے نیازی پہ ناز کتنا ہے
۹	وڈھی پر وہ ہے چشمِ شامل کا	۹	دلِ پینا سے جو حجاب اٹھا
۱۰	سایہ دریا میں دیکھ شامل کا	۱۰	یر توہ آب کا سراپ میں دیکھ
۱۱	حال گرداب میں ہے ساحل کا	۱۱	دورِ ساغر ہے زندگی اپنی
۱۲	نام دریا ہے نامِ ساحل کا	۱۲	جُرو ذاتِ جیب ہے عاشق
۱۳	حکم رکھتے ہیں سوسلاسل کا	۱۳	میں اور الجھاؤ دلی خست میں
۱۴	منہ کہاں ہے کسی مقابل کا	۱۴	آینہ دیکھتے ہو عکس کہاں
نہ بھی دیر کعبہ جو کے چلو		پھیرے انور ایک منزل کا	
جذب دیکھا نہیں مرے دل کا		ہے سہا ما حجابِ باطل کا	

۲	حالِ بیل سے پوچھئے بیل کا	۲	روئے عاشق میں دیکھ غم دل کا
۳	خواب ہے ہر خیال غفل کا	۳	نہ کھلی لکھہ تاکہ کچھ دیکھے
۴	گل سے دل بھنگیا عناول کا	۴	ہے فغاں میں مرے ستم مخفی
۵	ہے یقیں تمکے قولِ باطل کا	۵	حق تو یوں ہے کہ حق ہے ملت سن
۶	ماتے ہنگامہ اس کی محفل کا	۶	جیشیر کو مانتا ہوں بے دیکھے
۷	نام ہے یہاں شفا کے عاقل کا	۷	تنگ یہ زندگی سے ہوں کہ اجل
۸	ہے کوئی مدد عامرے دل کا	۸	چشم میں اشک کیوں اٹکتا ہے
۹	تیرے کوچے کے پائے درگل کا	۹	آسماں پر ہے فرقِ ناز و غرور
۱۰	یہ ہے مشکل میں عقدہ مشکل کا	۱۰	کھٹکاش ہے کہ کچھ کہوں کہوں
۱۱	دل بڑھاتی ہے تیرے پائل کا	۱۱	ادنیٰ سمجھے رکلیسم اللہ
۱۲	ستور ہے دل نشیں سلال کا	۱۲	کتنے دل خوش ہیں تیرے ندانی
۱۳	لیگیا ساتھ ساتھ محل کا	۱۳	قیس ایک مُشتِ خاک اور یہ غم
۱۴	وقت ہے وقت حل مشکل کا	۱۴	ایک ذرا اور ظلم لے شبِ ہجر
۱۵	اس گرفتاری سلال کا	۱۵	بند و ربند ہوں کہ ہوں پایند
۱۶	لے اڑا اشتیاقِ منزل کا	۱۶	سیدہ گرچہ تھی صعوبتِ راہ
۱۷	کیوں ہے پردہ حجابِ گل کا	۱۷	کم نگاہی کا پردہ کیا کم ہے
۱۸	اس سے پوچھو نہ حالِ منزل کا	۱۸	بہر سے راہِ وفا میں جو گذرا

۱۱	یہیں کہاں آپ شوخنے دل ہے	۱	رنگ جتنا نہیں ہے محفل کا
۲	خاک ہے زندگی یہاں کی	۲	آئینہ ہے ایک بحر وصال کا
۳	اسکو سنا بھی جہل ہے انور	۳	میں صبح سخن ہے جاہل کا
۴	کچھ خوشی کچھ ہے خوفِ بمل کا	۴	رنگ اڑنے لگا ہے قاتل کا
۵	دل کو دیکر مزا لیا دل کا	۵	کھوکے پایا سراغ منزل کا
۶	کب ٹھکتا ہے بل ترے دل کا	۶	ایک عقدہ ہے لاکھ مشکل کا
۷	گرچہ بے اصل ہوں مگر دل پر	۷	نقش ہے سجدہ ہائے باطل کا
۸	اور ہے لطف مست و بازوئی	۸	کیوں تکے منہ غریبِ حال کا
۹	جان بکلی نہ کیوں نفاں کچھ تھ	۹	حوصلہ تنگ ہے عناد دل کا
۱۰	حلو آرائی رفیقے پوچھ	۱۰	گل ہوا ہے حیران محفل کا
۱۱	طبع وقت پسند ہے دمِ قتل	۱۱	مدعا سوچتا ہوں قاتل کا
۱۲	حسنِ دہ خود مآوہ جذبہ عشق	۱۲	جاودہ راک ابھر ہے منزل کا
۱۳	ہمنفس ہے نہ ضد نہ میں برصبر	۱۳	کیوں کہوں قصہ اپنی مشکل کا
۱۴	مجھے یہ بے دانشی کا احساں ہے	۱۴	کہتے ہیں دشمن اسکو قاتل کا
۱۵	تک و حق سے کہیں نہ مانگ اٹھے	۱۵	حوصلہ بڑھ گیا ہے سائل کا
۱۶	مشکلیں یہ پریں کہ ہوش نہیں	۱۶	سہل پڑھتا ہوں لفظ مشکل کا

۱۳	کھل گیا منہ پر راز شونے قتل	۱۳	دکھنا رنگ میرے قاتل کا
۱۴	آخر اغوش ہم بھی سکتے ہیں	۱۴	رشتہ ہے ربطا بحر و ساحل کا
۱۵	جسم سوئے فلک ہے سوز وصال	۱۵	منظر ہوں بلائے نازل کا
۱۶	نا توانی کے صدقے ہوں کہ نہیں	۱۶	فکر پابندی سلاسل کا
۱۷	نفس اٹھوا بیکار سیری تم سے	۱۷	یہ نہ اٹھنا حجاب حائل کا
۱۸	حسن عالم فردوز کو دیکھو	۱۸	کیا تماشا ہے ماہ کامل کا
۱۹	چھپ رہا حشر آتے آتے کہیں	۱۹	شور و سنکر مری سلاسل کا
۲۰	ساوہ دل میں عدو کی بات سنی	۲۰	چل گیا نقش نقش باطل کا
۲۱	آئینہ دیکھت کہ غش آنا	۲۱	حال بوجھو ذرا متابل کا
۲۲	چونک اٹھے فتنے مانے خد حشر	۲۲	غل ساغل ہے ہماری سلاسل کا

ایک قدم ہمت اور بھی انور
 ے چمکے ہیں سوا و منزل کا

— ۲۵

۱	شوق تھا نام تمام سبیل کا	۱	ہاتھ اوجھلا پڑا ہے قاتل کا
۲	صاف ہے نفس نفس دل کا	۲	آپ دشمن ہوں اپنی حاصل کا
۳	زیت ہے شعل بیکار زنی دل	۳	کام کرتی ہے موج ساحل کا
۴	یہ غلط چپا کھے وہی سے	۴	حشر ہے مجھ پر آفت دل کا
۵	پہلے حسرت کے آئینے گدرا	۵	دشمن کتنا رواں ہے قاتل کا

۶	تھی خنیب طرز پرست چہرہ	۱	لب تک آیا ہے مدعا دل کا
۷	اتنی اک آرزو پہ جتا ہوں	۲	کہ بھروسا ہے عشق کامل کا
۸	عام کتنی ہوئی جلالت درد	۳	یو الوہس اور شکر قاتل کا
۹	یار بے درد چارہ گرو مشق	۴	کیس کو سوئوں معاہدہ دل کا
۱۰	سب کو معصود ہے ہر اجلنا	۵	یگناہ ہوں چراغ محفل کا
۱۱	ہم ہی بخود تھے ورنہ سو با	۶	پردہ اٹھ اٹھ گیا ہے محل کا
۱۲	وہم قتل عدو سے مرتا ہوں	۷	ہاتھ جھوٹا ہڑا ہے قاتل کا
۱۳	واجب القتل ضبط آدہ ہے ہوا	۸	خون سر پر ہے حسرت دل کا
۱۴	حصر اک راہبر سہی لیکن	۹	بس نشاں یو جتا ہوں منزل کا
۱۵	برق گرنے لگی ہے جنوں پر	۱۰	پردہ اٹھنے لگا ہے محل کا
۱۶	کیا شب و سدا بیٹھا ہوں	۱۱	کیا بھروسا ہے جذب کامل کا
۱۷	اک نظارہ بہ منحصرے مرگ	۱۲	سیل سیل ہے چارہ مشکل کا
۱۸	فصل گل ہے بند حایاں	۱۳	انگوں کا مجھے سلاسل کا
۱۹	عرق دہاں ہوں جہاں لگاؤ نہیں	۱۴	کشتی و بادبان و ساحل کا
۲۰	تبری نیزنگ نے مٹا یارنگ	۱۵	قیس ویلی و بند و محل کا
۲۱	لفظ مشکل پہ بھی کھل نہکا	۱۶	ذکر کیسا کثرت و مشکل کا
۲۲	پئے ہرزہ خیرام کو توڑا	۱۷	مجھے احسان ہے سلاسل کا

کچھ تو ہومزد بخش بازو ۲۲ کچھ تمنا شا تو بکھ بسمل کا

ہم چلے اپنے ہاتھ سے اور ۲۳
اثر اٹا ہے جذبہ دل کا

۱ اشد زے روز شور سیم بہار کا
۲ دل نذر کیوں نہ ہو صغیر گان کا
۳ حد سے گزر گیا ہے قلق انتظار کا
۴ ہے رشک یا اثر ہے یہ کچھ حیران کا
۵ سچ سچ کہیں گے گرچہ ترا شکوہ ہو تو ہو
۶ چنبے شکست خاطر دشمن کی مشن ہو
۷ آیا ہے ہر فاتحہ وہ مردوش کیس
۸ کیا جانے کس کے دم سے تیرا کیڑ
۹ ملتے ہی آنکھ اُس سے حواس اپنے اٹکے
۱۰ تھوڑی رہی ہے کشمکش پاس و آرزو
۱۱ کیا تجھے یاد اور مجھے پہنکی بروزِ حشر
۱۲ اب کہتے ہو کہ غیر کے ہم آشنا نہیں
۱۳ تم اور سوچ سوچ کے کہنا کہ ہاں سہت
۱۴ مخفی نشانِ ثنائی کو اتے ہیں شکوہ

۱ دُنیا میں غلغلہ ہے شکستِ خمار کا
۲ آخر لڑا ہوا ہے مقدر ہزار کا
۳ کھلتا ہے آج پردہ ترے پروردگار کا
۴ رلتا نہیں مزاج مرے رازدار کا
۵ یہ سامنا ہے داورِ روزِ شمار کا
۶ ہے توڑنا مرے دل اُمیدوار کا
۷ بے نور ہے چراغِ ہماری مزار کا
۸ سانی و طیفہ بند نہ کر بادِ خوار کا
۹ آغاز نام ہے مرے انجام کار کا
۱۰ اب کیا پتہ ہے دل میں شکیبِ قرار کا
۱۱ دامن بہ تیرے ہاتھ پڑ گیا ہزار کا
۱۲ جیت بھیج دیکھ ل گیا قرۃ العین کا
۱۳ میں اور چہا چہا کے گلا روزگار کا
۱۴ روشن ہے چراغِ ہماری مزار کا

برتے کو انتہا ہے یقین ہے کہ وصل ہو	۱	عصہ بہت کچنچا ہے مری ہتھار کا
نالہ سے جو ریشخ کا دیتا نہیں جواب	۲	اقتدر سے دل غ ترے خاکسار کا
دباں دل یہ مان لوں کہ کدورتیں	۳	اُلجھا ہوا ہے ہاتھ ہمارے خُبار کا
مگر اب ہے تو کسی سے عدو میں ہو گئیں	۴	کچھ مُنہ بڑا ہوا ہے مرے رازدار کا
سوچنی تو اب سے بات نہ پوچھے قریب کی	۵	تیرا ہی تو گلاب ہے گلا رازگار کا

انور نہ بیٹھ یوں غم عصیاں میں مہند

دروازہ واسے رحمت پروردگار کا

میں سے کہا کہ غیر سے پردہ نہیں ہوا	۱	کہنے لگے کہ آپ کو پھر کیا نہیں ہوا
پہنچے اڑ کے باغ میں پیا بر ضعیف	۲	پروا نہیں گرا ایک بھی پردہ نہیں ہوا
ہمرازیں رقیب تنگ ظرف و خود نما	۳	کیونکر تمہاری بات کا چرچا نہیں ہوا
دُئیوں ہنسے عدو سے کہ گویا نہیں سنے	۴	یہاں ظلم وہ ہوا ہے کہ گویا نہیں ہوا
یوں دہم ہو مگر خیر وصل ہے دروغ	۵	اخلاص انکو غیر سے ایسا نہیں ہوا
ٹھہرے اُس سے بوسہ یہاں کالین	۶	چھوٹوں بھی جو کہ ہاتھ کاٹتی نہیں ہوا
سجدے کئے رقیب کو کہنے سے یار کے	۷	کیا کچھ مرے نصیب کا لکھا نہیں ہوا
اتنا تو ہم بھی جانتے ہیں اوستم شعار	۸	زخمی تیری نگاہ کا اچھا نہیں ہوا
گر مرتے گرتے ابھی پڑے تیری گم	۹	آنکھیں ہیں یہ ہم پہ کہ اٹھنا نہیں ہوا
سو باتیں چُپکے چُپکے ہوئیں ہر قتل کی	۱۰	کہنے کو انکا غمچہ لب و آن نہیں ہوا

کیا سخت یہ حیا ہے کہ پھر قصہ دے میں
انور گل اُسکے کوچے میں کیا کیا نہیں ہوا

-۱۱-

- | | | | |
|----|--------------------------------|----|-------------------------------|
| ۱ | یہ تھرہ ہے مری آہ و نغاس کا | ۱ | ہوا ہوں بار خاطر اک جہاں کا |
| ۲ | کہ یہ بھی ناز ہے اُس دستان کا | ۲ | سہا اس بیچ میں ظلم آسماں کا |
| ۳ | ستم یہاں تک اٹھایا پسبیاں کا | ۳ | قدم اٹھتا نہیں اس دم سے اپنا |
| ۴ | کھلا عقدہ لب گوہر نشاں کا | ۴ | نہ بولیں آپ سب معوے ہیں باطل |
| ۵ | یہ عالم ہے تمہارے ناتواں کا | ۵ | گرا پڑتا ہے اک اک سانس کے سحر |
| ۶ | کہ ہے آنکھوں میں دم اس نجاں کا | ۶ | تماشے پر فقط اب زندگی ہے |
| ۷ | مکان مہاں نے چھینا میزبان کا | ۷ | نکالا تیر نے حسرت کو دل سے |
| ۸ | نیا رنگِ ستم ہے باغباں کا | ۸ | کہنی بیل سے گل چیں کی حکایت |
| ۹ | یہ ہے اک لطف عمر جاودان کا | ۹ | کسی کا فریہ مرے اور نہ مرے |
| ۱۰ | زمین کرنے لگی کام آسماں کا | ۱۰ | زتری رفتار نے چکرا دیا ہے |
| ۱۱ | اثر اٹا ہے اپنی داستان کا | ۱۱ | ستائین سخت خوابیدہ کو پہلے |
| ۱۲ | کہ فصل گل میں عالم ہے خزاں کا | ۱۲ | یہ کلفت خیز ہے فریادِ بیل |
| ۱۳ | خدا حافظ ہے ہم سے ہر گماں کا | ۱۳ | چھپایا زخمِ دل کو چارہ گر سے |
| ۱۴ | کہ پل میں بل نکالا آسماں کا | ۱۴ | میں ان باکی اداؤں کے تصدق |
| ۱۵ | گمیریاں خال ہے سنگِ نساں کا | ۱۵ | چھری ہوتی ہے اُنکی تیز ہم پر |

۱۶	خداوند ہے یہ اپنی دستاں کا	۱۶	میسجائی کرو مرتے ہیں تم پر
۱۷	اٹھانا بار ہے خواب گراں کا	۱۷	وہ ہیں بچیں اپنی ناز کی سے
۱۸	سخن میں گل موانچہ دہاں کا	۱۸	ہوا غیمہ گل مارض حیا سے
۱۹	ستارہ ہے بلند ہی پرغناں کا	۱۹	وہ آئے ہیں تماشے کو لب بام
۲۰	کہ عالم ہے مکاں میں لامکاں کا	۲۰	یہ کس حیرت فزا سے خلوتی ہوں
۲۱	ہوا پر باندھنا ہے آشتیاں کا	۲۱	تباتِ فصل گل پر زعم بلبس

۲۲ نظر اس شوح سے ملنی تھی انور
۲۳ کوڑا ایک مینہ تیر و سناں کا

۱	ہیں بھی دلولہ ہے صبر آزمائیکا	۱	نہ توڑنا کبھی یہاں نہ آئیکا
۲	تو پنچہ آپ میں پھولا نہیں سمایکا	۲	چمن میں قصہ ہوا بھی جو اُنکو آئیکا
۳	بدل گیا ہے مگر رنگ ہی زمانیکا	۳	حدو کو حوصلہ تیرے ستم اٹھائیکا
۴	خباں دل میں ہے کیا کہیں کے جایکا	۴	یہ زلف و رخ کی تو آرائشیں نہیں خالی
۵	خوشی سے آپ وہ گھر میں نہیں سمایکا	۵	حدو کے گھر میں چلے ہو تو پھر ہو گئے کمال
۶	یہ لطف ہونٹوں ہی ہونٹوں میں سکرائیکا	۶	جراحت بدل عاشق سے پونچھ پونچھ
۷	قفس میں بچول گیا نام آشتیاں کا	۷	وہ عند لب اسیری پسند ہوں کہ مجھے
۸	ادھر یہ ضد کہ نہیں محکم لب بالائیکا	۸	ادھر یہ شوق کہ ایک غم کی داستان ہے
۹	ہاں خیال نہیں خواب میں بھی آئیکا	۹	تھارے آئیکے وعدے پہ کون جانا

۱۰	یوہیں مہوں میں شہیل کی سحر آخر	۱۰	وہ کا فرایک ہی دم باز ہے زمانیکا
۱۱	مزاج شوخ سہی پر کچھ ایسے کل کیلے	۱۱	کہ بات بات پہ عالم ہے لوٹ جائیکا
۱۲	ہوا بھی دینگے نہ ہم دل کی جھو لکرم کو	۱۲	مال سوچ گئے ہیں نظر چرائے کا
۱۳	کیا جو ضبط انہیں تو ٹپک پڑے آنسو	۱۳	یہ کون ڈھنگ ہوا راز دل چھپانیکا
۱۴	خندنگ ناز سے بچتا ہے کوئی دل میرا	۱۴	بندھا ہوا ہے یہ صید آپ کے نشانیکا
۱۵	وہ لطیف دے ستم کچھ اشارے انگلیوں	۱۵	مزا وہ ہائے رے شرما کے سر جھکانیکا
۱۶	خدا نہ کر وہ دلسوز غیریوں ہو یا	۱۶	یہ رنگ ڈھنگ ہے سارا میرے جلدانیکا
۱۷	صفائی طبع سے آپ اپنے گھر کا شہنشاہ	۱۷	نظر میں خار ہے خاشاک اُٹھانے کا
۱۸	ہری نوڈ سے پیدا ہے رنگ ناکامی	۱۸	پسا ہوا ہوں کسی کے حنا لگانے کا
۱۹	جہاں کو سر پہ اٹھالیں یہ پامال ترے	۱۹	ذرا بھی پائیں جو مقدمہ سر اٹھانیکا
۲۰	یہ کو کہن سے نہیں کم وصال تیرا	۲۰	پہاڑ اٹھایا ہے خسرو نے ناز اٹھانیکا
۲۱	بلاتے درو کو دل پر خوشی خوشی بیجے	۲۱	بڑا گناہ ہے اُلفت میں مل چرانے کا
۲۲	نفس نفس میں یہاں تیرے ظلم کی فریاد	۲۲	سخن سخن میں عیاں شکر ہے ستانیکا
۲۳	یہ وقت رحم ہے اے سخت جانے عاتق	۲۳	یہ پہلا وار ہے تیغ اُسکے آزمانے کا
۲۴	تمہارے آگے یہ ہستی پہ اپنی ہنستا ہے	۲۴	عجب ہے کیوں تمہیں غنچہ کے مسکرائیکا
۲۵	ہوا بندھی یہ دم شعلہ بار کی اپنے	۲۵	چمن میں فکر ہے بلبُل کو اُٹھانیکا
۲۶	آہی آہی تھی کیا مرے گنہ کی سزا	۲۶	کہ انتظار دیا ہے کسی کے آنے کا

کسی اشارہ و تمکناں کا وار کیا ہے ۱۷
 چمن میں جاتی ہے لیکر تیریم گیسو تیار ۱۸
 بے اپنا زخم جگر چارہ گر چھپانے کا
 صبا کو فکر ہے بھر کوئی گل کھلانی کا

خدا بھائے کسی کو نہ پاس انور کے

۲۵

یہ ایک زندہ ہے بگڑا تر اسکا نے کا

حسرتوں کوں مرے حال کا پُرساں ہوگا ۱
 اُسے کیا کیا نہ دُداں گریہ پہ نازاں ہوگا ۲
 اور مجھ سانہ جہاں میں کوئی انسان ہوگا ۳
 بزمِ احباب جوں کا مرے مرماں ہوگا ۴
 ہوں میں ایذا طلب ایسا ہی سے نہاں ہوگا ۵
 بے نقاب اُسکا مگر عارضِ آباں ہوگا ۶
 اب تو آگِ بوسہ پہ پورا میرا ارمان ہوگا ۷
 قد قیامت ترا اور اُس پہ خراباں ہوگا ۸
 ہم بھی ہو گئے ہیں خنجرِ مرگناں ہوگا ۹
 آتشی دماغ سے تن سروچہ اسماں ہوگا ۱۰
 اُسے تو غیر کے گھڑب کو جو ہماں ہوگا ۱۱
 مایہ زبست مجھے موت کا سماں ہوگا ۱۲
 اُسے مرتے ہیں کہ کیوں تو تے جہاں کھلا ۱۳
 یہاں کچھ انصاف ہوا ہے کہ جو کچھ دیاں ہوگا
 جسکی آنکھوں پہ ترا گوشہ داماں ہوگا
 گریہ آئیگا تو سر پر سرے احسان ہوگا
 نامح آئیگے دلع اور پریشاں ہوگا
 توں بھی حشمت پہ چھڑ کوئے تو لسان ہوگا
 مہر بھی ایک چہرہ غنیمت داماں ہوگا
 حسرتیں بڑھ گئیں لو اور بھی مرماں ہوگا
 جدھر آجائیگا اک حشر کا سماں ہوگا
 آج پر کیوں نہ ہو کل ہم پہ جو ایمان ہوگا
 سوزِ اُلفت ہے بہر رنگ نمایاں ہوگا
 دل میں کافر نے نہ چھوڑا کوئی ایمان ہوگا
 ہر نفس سینہ میں تجھ بن مجھے پیکان ہوگا
 ماتھے کس کس کے ترا حشر کو داماں ہوگا

۱۴	مجھ کو زنداں میں نہ لیجاؤ کو نامہ میرا	اور زندانیوں کا سلسلہ جنباں ہوگا
۱۵	لاہ ہے داغ بدل نغمی ہے گل نغمہ خجرت	کچھ کرشمہ ترا ہے زکس قتاں ہوگا
۱۶	بُٹ سیرتی ہے یہ ایک کفر ہے کیسی الفت	دل نہ دیگا جو کوئی صاحبِ پیاں ہوگا
۱۷	گو کہ ہے آب گلا کا ٹٹا اپنا مشکل	کاٹنے سے شبِ فرقت کے تو آساں ہوگا
۱۸	حسرتیں اپنی تو نکلیں نگہِ قاتل سے	رہ گیا دل میں کسی کے کوئی ارماں ہوگا
۱۹	زیت ہے یوں ہی ترے ہاتھ سے مرنا ہوگا	مرنے اس پر میں کہ پھر کوئی پشیمان ہوگا
۲۰	کیسا زنداں کہ ہیں ہنر فلک میں کلام	دیکھنا جو دم فریادِ اسیراں ہوگا
۲۱	ترے جھگڑے تو چلے جائینگے تار و زما	فیصلہ اپنا بھی کچھ لے شبِ ہجراں ہوگا
۲۲	آئینہ ہاتھ میں کیا لیتے ہو خجری نہ لو	آخر شِ قتل کا عالم ہی کے ارماں ہوگا
۲۳	وسعتِ سینہ کم اور ایک سے یہاں ایک عزیز	اب جگر ہوگا کہ دل ہوگا کہ پرکاں ہوگا
۲۴	کچھ کہے یا نہ کہے آپ کا دُنا نہ چشم	اپنی آنکھوں میں تو ایک خنجر بُراں ہوگا
۲۵	تم نہ آؤ گے تو کیا رات ہی کٹنے کی نہیں	کیا نہ ہسلو میں کوئی خنجر بُراں ہوگا

نہیں بیوجہ یہ خونِ نابِ نشانیِ انور
لہو ہو ہو کے نکلتا کوئی ارماں ہوگا

—۲۶—

۱	دامنِ وسیع دیکھ کے عفوِ الہ کا	اساں ہے بیگناہ کے دل میں گناہ کا
۲	پرہیزِ شیع کو ہے تو زندوں کو ہے ضد	گدڑے گماں نہ میکدہ پر خاتقاہ کا
۳	خوش ہوں مگر رقیب کی جانب نظر ہے	ہے صاعقہ بھی نامِ تمھاری نگاہ کا

۲	ہمت بھی ہم سے دوسرے منزل کی طرح ہی	۲	قطع نظر بھی راہ سے ہے قطع راہ کا
۵	ہے بسکہ ستوقِ ذلت و خواریں گرا کر	۵	بیدہ میں حوں ہوا ہوں غر و جاہ کا
۶	یہ ملے ظہورِ علوہ سے آتی ہیں حسرتیں	۶	ٹھہرتے یاؤں ستاہ سے آگے سیاد کا
۷	چلنے سے یاؤں کٹ گئے منزل کی گئی	۷	تیغِ دودم ہے مجھ کو خطِ جاوہِ راہ کا
۸	قربانِ ایسے حسنِ تجلیِ فروز کے	۸	دھوکا تب وصال دیا بھگواہ کا
۹	جائے نگاہِ آہِ نخلتی ہے اکھ سے	۹	دل میں ہجوم ہے یہ غمِ صبر کا و کا
۱۰	بیٹھے ہیں داغِ رشکِ عدو صورتِ عدو	۱۰	بے رنگِ مبرے دل میں زنجیِ مگاہ کا
۱۱	عاشق کے اکھ دیکھنے میں گونہ کچھ کہے	۱۱	آئینہ حیرتی ہے کسی رشکِ ماہ کا
۱۲	منزلِ رسی یہ ہے کہ جہاں باگت ہو	۱۲	بے نعل و از گونہ نشاں اُسکی راہ کا
۱۳	وہ ہے کہ نقش ہے دل و جانِ قیام	۱۳	عالمِ زنجی ہے ہرے حالِ تباہ کا
۱۴	اب اور کس کو دیکھئے اور کس کو دیکھئے	۱۴	بیٹھا ہے نقشِ اکھوں میں اس نغمہ کا

۱۷۔ بے صرف ہم ٹاتے ہیں انورِ درِ سرسک
گو ہیں فقیرِ دل بے مگر بادشاہ کا

۱	گر یہ سے غصہ اُنکا مٹایا نہ جائیگا	۱	تعلہ بھڑک اٹھا ہے بجایا نہ جائیگا
۲	مر جائیگے جو درد اٹھایا نہ جائیگا	۲	الفت کے مرتبہ کو گھٹایا نہ جائیگا
۳	وقفِ صلائے لطف و غضب صرف دوس	۳	اس کشمکش میں دل کو بھینسایا نہ جائیگا
۴	ظلمِ نگاہِ لطف سوئے غیر یاد ہے	۴	سو حشر تک بھی دل سے بھلایا نہ جائیگا

۵	ہتک کہ جاؤں دیر سے اور اقول طہر	ذوق نظر تو بار حسد ایا نہ جائیگا
۱	چتون ہی کچھ بیگی جو اکھیں ٹھکی ہیں	تنگیوں سے شوخیوں کو دیا یا نہ جائیگا
۲	کیا پوچھنے ہو دل میں جو ہے ماجرائے شب	سور شک سے زبان پہ لایا نہ جائیگا
۸	نالا نہ آئے ضعف سے گوتا بہت آئے	کیا آسمان کو بھی جلا یا نہ جائیگا
۹	کچھ سوزِ عشق لائیے کچھ برقِ اضطراب	دل سرد مہیروں سے جلا یا نہ جائیگا
۱	ہوں خاک لکے کوہِ مہن ہوں گلِ نشیں	میرا غبار اُن سے اڑا یا نہ جائیگا
۱۱	دل ہے کہاں کہ کھوئیں جسے بات پر	سچ ہے تمھاری بات کو پایا نہ جائیگا
۱۲	شکلِ وفا جفا سے باز آئیں وہ کہیں	کچھ اُن کو حالِ زار سنایا نہ جائیگا
۱۳	اعبار کی نشت ہے ہاں یہاں تکست پا	ہم سے تمھاری بزم میں جایا نہ جائیگا
۱۴	ان سب کو خون کر کے بچا لینگے آنکھ سے	سینہ میں حسرتوں کو بٹھایا نہ جائیگا

انور طلب کرینگے ہم اک قلزمِ ترب
ساتی کے حوصلہ کو گھٹایا نہ جائیگا

—۱۰—

رویف بار

۱	اشکِ بیناب نگہِ بیاک چشمِ تر خراب	چشمِ بینا سے اگر دیکھو تو گھر کا گھر خراب
۲	گریہ بے تاثیر و فریادِ دلِ مُغضرب خراب	کارِ عشق و عاشقی ناقص تمام اگر خراب
۳	اک ہمارا نام جو پہنچے ز تیری بزمِ تک	اک ہماری خاک ہے جو پھرتی ہے در خراب

۱	یہ ہے ادب سے نطقِ بزدل کی بیاں ہو موعا	۲	یہ ہے بی بیاں ہو چکا گفتار کا دفتر خراب
۳	دل خراب اور سب ہوا و حرصِ دل بیکار ہے	۴	ہے فصاحت و ہر میں حالِ بُتِ بُتِ گز خراب
۵	جان ہی جاتی ہے گفتارِ شکرا و دیر	۶	ہوالموس سے نیتِ عاتق ہے کچھ بھگ خراب
۷	تب عدو کے ساتھ دنگو مجھے چھپتے پھرتے	۸	الحرص پھرتے ہو یوں ہی ات بھرن بھرن خراب
۹	دلِ حرا باتِ سُخاں سے ہم اٹھا کئے نہیں	۱۰	ہو گئے اس خاکدان میں چار دن بھر خراب
۱۱	پھوڑنا سر کا ہی اکٹھرا تو لاکھوں سگ ہیں	۱۲	کبھی کیوں آستانِ مار کا ہتھ خراب
۱۳	جو مقابل میں بلائے وہ موجود اس میں ہے	۱۴	دل ہوا اپنا صفا سے آئینہ بن کر خراب
۱۵	اک صنم کے ہاتھ بک جاتا پھرنا ویدر	۱۶	بُتِ فروشی سے ہوا ہے کس قدر آزار خراب
۱۷	لطفِ ساقی عام تھا پر وائے نوحِ غلیب	۱۸	جامِ گل بیکار بھلا سا غرِ بھر خراب
۱۹	میرے دل میں ایک دم آنے نہیں مل مراد	۲۰	ہو گئے اعیار کی آنکھوں میں تم بھر خراب
۲۱	تم کسی وعدے سے پھر جاؤ کہ جو باتِ تمام	۲۲	ہو اگر پھر نے میں میرے حلق پر خنجر خراب
۲۳	مخوف ہم دیکھتے ہیں کچھ نگاہِ تیز تیز	۲۴	کس رنگِ حال سے ہوا ہے یہ سرِ شتر خراب
۲۵	آرزو سے قتلِ برائی تو کیا برائی خاک	۲۶	کچھ یہاں قسمتِ بُری کچھ وہاں دمِ خنجر خراب

یوں خراباتِ سُخاں بھی ہے خرابِ وزگار
لیکن اُس سے بھی ہے کچھ تیرہ دل انور خراب

۱۷

روایف تمار -

دلِ سینہ میں ہے سر کر ائے قیامت | ۱ | آئینہ ہے ہر گاہ صحرائے قیامت

- ۲ کس وقت سے چلے آتے ہیں وہ بچاقت
۳ قیامت ہی لکھا ہم نے سدا جائے قیامت
۴ واعظ کو دکھائی گئے تماشائے قیامت
۵ آئی بھی تو ہمراہ سدا جائے قیامت
۶ ہیں داد طلب ایک ستم ایجاد کی یارب
۷ سچ ہے تو برا میں ترے بھل کی مزاؤں
۸ اڑتی سی جو دیدار کی سن لی ہے تو نہیں
۹ تو اور ستم ان رے کرم بلے ترسم
۱۰ گریہ کو کیا ضبط بکھنے لگے نامے
۱۱ خود دھڑکے بنجر یہ گلار کھدیا میں نے
۱۲ تم آج ہی چل پھر کے مٹا دو نہ یہ جھگڑا
۱۳ آتے ہیں نہ وہ ثابت یہاں ضبط فغان کی
۱۴ کیا آئے کہ یہ دل کی تمنا ہے وہ کافر
۱۵ تم بات کے پورے ہونے کو شب سدا
۱۶ کیا بات ہے کیا بات ہے اے طول شب بھر
- ۲ کھدو کسی گوشہ میں سر کر چاہے قیامت
۳ قیامت نے بھلایا ترے املائے قیامت
۴ گر پڑ گیا سا یہ ترا بالائے قیامت
۵ ایک اور بھی ساتھ اپنے لگا لائی قیامت
۶ ہو اور قیامت پس فردائے قیامت
۷ سنئے تو میں کچھ وسعت صحرائے قیامت
۸ اللہ رے اللہ تمنائے قیامت
۹ میں اور گلہ ہائے غضب وائے قیامت
۱۰ طوفان کا اتھا ہوا افتائے قیامت
۱۱ قاتل سے کچھ انداز وہ دکھائے قیامت
۱۲ کیوں کل پہ رکھو شور و غوغائے قیامت
۱۳ اگر آج ہی آجائے تو آجائے قیامت
۱۴ سو طرح حسابت کرے پائے قیامت
۱۵ تم آج ہی دیکھو نہ تماشائے قیامت
۱۶ اس آج سحر ہوتے تک آجائے قیامت

تو ہے کہ پھیلی یہ سیدہ کارنی انور
ہو روز قیامت شب یلدائے قیامت

۱	نظر آئے کیا مجھ سے فانی کی صورت	۱	کہ یہاں ہو درد نہانی کی صورت
۲	بنا ہوں وہ میں نانوائی کی صورت	۲	غضب ہی کچھ بے نشانی کی صورت
۳	نموشی جو ہے اقتضائے طبیعت	۳	تو انگوٹھی بے دہانی کی صورت
۴	نظر آئے کیا جلوہ حسنِ باقی	۴	کہ پردہ ہے دنیا سے فانی کی صورت
۵	تم اور ذکرِ اغیار پر چپ رہو گے	۵	کہے دیتی ہے بے دہانی کی صورت
۶	ہمارے گلے پر تو چلتی دکھاؤ	۶	کہاں تیغ میں ہے روانی کی صورت
۷	قیام اپنا اُس کوچہ میں پاگل ہے	۷	لے خاک میں ہم تو پانی کی صورت
۸	گدازِ دل تشنہ کا ماں غضب ہے	۸	وہ خنجر بہ جاتے پانی کی صورت
۹	برابر ہے یہاں بود و نابود اپنی	۹	نشاں ہے ہر اے نشانی کی صورت
۱۰	عرقِ شرم سے خاک ساری میں ہو نہیں	۱۰	ہو خاک بھی میں تو بانی کی صورت
۱۱	جو پوچھو تو اُس چشم کا دیکھنا ہے	۱۱	وہ ہے گردشِ آسمانی کی صورت
۱۲	ڈوبیا مجھے آب میں شرم سے وہ	۱۲	کھڑے ہیں ہرے سر پہ پانی کی صورت
۱۳	نمود اپنی واقع میں کچھ بھی نہیں ہے	۱۳	یہاں خواب ہے زندگانی کی صورت
۱۴	وہ دلِ رُونمائی میں لیتے ہیں پہلے	۱۴	دکھاتے ہیں جب جانستانی کی صورت
۱۵	مجھے گشتہ دیکھا تو قابل نے پوچھا	۱۵	یقین ہے یہاں بدگمانی کی صورت
۱۶	بڑے مر کے مٹنے کو ہم ٹھوکروں میں	۱۶	مگر کٹ گئی زندگانی کی صورت
۱۷	زباں پر ہے قاصد کی اپنی رسائی	۱۷	ہوا ہوں پیامِ زبانی کی صورت

۱۸	نظر آتی ہے زندگانی کی صورت	۱۸	مجمہی سوہوم آنے میں اُن کے
۱۹	بہت ہی بڑھی ناتوانی کی صورت	۱۹	ترے وعدے پر زیت ہے مرگ اپنی
۲۰	کہ اک آفت آسمانی کی صورت	۲۰	وہ اس شکل سے میری بایں پائے
۲۱	کسی عالم نوجوانی کی صورت	۲۱	نظر بن کے پھرتی ہے آنکھوں میں اپنی
۲۲	کہ ہے یار کی رازدانی کی صورت	۲۲	نہ ہو رشک نو کیچے دباں مدح دشمن
۲۳	یہ ہے زندہ جاودانی کی صورت	۲۳	مجھے دیکھو اور اُسکے وعدے پر جینا
۲۴	یقین ہو جہاں بدگمانی کی صورت	۲۴	دباں بدگمانی کی تعریف کیا ہو
۲۵	مگر میں وہ اک لن ترانی کی صورت	۲۵	نظر سوز وہ رخ وہ انکار بچہ
۲۶	کہ الفاظ جیسے معانی کی صورت	۲۶	دکھاتے ہیں وہ رخ سے یوں ناز نہاں
۲۷	کہ نظروں میں ہے سخت عانی کیفیت	۲۷	یہاں کیا سائی دم تیغ متال

جو فتنش قہا ہوں تو وہ دلپہ انور
کھینچی اور اک بدگمانی کی صورت

۶۲

رویف شمار

۱	تجھے فریاد ہے اے کون مکاں کے ہاٹ	۱	غم میں ل شاد ہے اے کون مکاں کے ہاٹ
۲	کہ مجھے یاد ہے اے کون مکاں کے ہاٹ	۲	ترسی انداد ہے اے کون مکاں کے ہاٹ
۳	تجھے سے ایجاد ہے اے کون مکاں کے ہاٹ	۳	روز و شب ارض و سما عالم ایجاد ہے میں

مرث جینے کا سہل انوش منوش کی مرث
 جسکا ہوگا کوئی اُس سے ہی کرے گا فریاد
 غنیمتِ دل کو کھلاتی ہے گنیمتِ شرب کے
 آج بن آئی بہارِ طربِ افروزی کی
 سب پاہاں ہے ترا نورِ مقدم سے ترس
 نورِ حق صبحِ ازل میں قدم سے تیرے
 کاخِ ہستی ہے جو ویرینہ و مضبوط بنا
 اہلِ میلادِ تیری اور ہی تھی یہ ظہور
 سببِ خلق ہے تو ذاتِ مقدسِ تیری
 آپ جس باغ میں ہیں ایک گلِ رعنا اس کا
 یہاں تو ٹھوٹے ہی نہیں حشر میں کیجئے کوئی
 کس کی نعمتِ سابق سے ہے حشر میں جمع
 کوئی دباں تھا سبقِ آموزِ بلیِ رذیلت
 یادِ اک لکھتِ قدیمی کی ساتی ہے مجھے
 تھے کہاں عقدہ کشایاں بھی مہینجِ دہلا
 اپنی آغاز میں مخلوق کی فکرِ انجام
 چرخِ قس و گلستانِ جہاںِ نون میں
 اک تری یاد ہے اے کونِ مکانِ کعبہ
 حرجِ جلاو ہے اے کونِ مکانِ کعبہ
 خاک ہے یادِ اے کونِ مکانِ کعبہ
 صبحِ میلادِ ہے اے کونِ مکانِ کعبہ
 مارِ اجدادِ ہے اے کونِ مکانِ کعبہ
 وقتِ میلادِ ہے اے کونِ مکانِ کعبہ
 تجھ سے بنیادِ ہے اے کونِ مکانِ کعبہ
 شرحِ میلادِ ہے اے کونِ مکانِ کعبہ
 شانِ اجدادِ ہے اے کونِ مکانِ کعبہ
 رنگِ ایجادِ ہے اے کونِ مکانِ کعبہ
 ہاںِ مسری یادِ ہے اے کونِ مکانِ کعبہ
 دلِ مرثادِ ہے اے کونِ مکانِ کعبہ
 خوبِ سایا دہے اے کونِ مکانِ کعبہ
 شوقِ کی دادِ ہے اے کونِ مکانِ کعبہ
 چشمِ امدادِ ہے اے کونِ مکانِ کعبہ
 وہِ کرم یادِ ہے اے کونِ مکانِ کعبہ
 تو ہی تمنا دہے اے کونِ مکانِ کعبہ

۴۱	یہ کیسی یہ جیسی گزیاں بھی وہاں بھی	۴۱	بزل ادا ہے اے کون مکاں کے عیش
۴۲	یہاں ذرا جذب محبت نے ٹھہرنے دیا	۴۲	وہاں بھی کیا یاد ہے اے کون مکاں کے عیش
۴۳	جو وہاں میں شامل ہے یہاں بھی ہے وہی	۴۳	یہ خدا واد ہے اے کون مکاں کے عیش
۴۴	واقعی قائمہ عرش ہے کہنا مضبوط	۴۴	کس سے بنیاد ہے اے کون مکاں کے عیش
۴۵	اپنے غم خیل کا شکوہ تجھے کرنا ہی پڑا	۴۵	جس جلاوت ہے اے کون مکاں کے عیش
۴۶	حصہ اجسام پہ کیا حلقہ اجرام میں بھی	۴۶	ذکر ادا ہے اے کون مکاں کے عیش
۴۷	دل میں اک لمحہ مہرازل رکھتی ہے	۴۷	خاک و لٹا ہے اے کون مکاں کے عیش
۴۸	ہم غلاموں میں ہیں کس دن کے ہمارا حق ہے	۴۸	سہو بھی یاد ہے اے کون مکاں کے عیش
۴۹	دماں سے آنے میں دیر اور جانے میں تباہ	۴۹	شوق ناشاد ہے اے کون مکاں کے عیش
۵۰	یہ عنایت یہ نقد یہ لطف یہ کرم	۵۰	جو ہے ایجاد ہے اے کون مکاں کے عیش
۵۱	ہو چکی بیچ سلم پہلے ہی سب کی	۵۱	کون آزاد ہے اے کون مکاں کے عیش
۵۲	عالم قدس سے پرنگ کون نقش نہیں	۵۲	کیا یہ ایجاد ہے اے کون مکاں کے عیش
۵۳	بیطلب کے وہ سفارش یہ شفاعت کے عرض	۵۳	لطف ایجاد ہے اے کون مکاں کے عیش
۵۴	مجمع کل ہے دماں بزم جہاں سے بزرگ	۵۴	عدم آباد ہے اے کون مکاں کے عیش
۵۵	ہو گیا آپ سے ہمیشہ کا پہلے ہی اسیر	۵۵	عشق آزاد ہے اے کون مکاں کے عیش
۵۶	مرقد پاک سے محمود جہان ارواح	۵۶	خاک آباد ہے اے کون مکاں کے عیش
۵۷	دیکھ کر بندہ نوازی تری کیونکر نہ کہوں	۵۷	خاک برباد ہے اے کون مکاں کے عیش

کس تقدّم کو دکھایا ہے کہ سب بلکہ	۱۸	سب آزاد ہے اے کون مکان کا
منہصر حشر ہے ہم کے ہریوں کی نجات	۱۹	کیا یہ میعاد ہے اے کون مکان کا
غنیمت کچھ دیکھ کے چپ ہے گزرتن	۲۰	اب فریاد ہے اے کون مکان کا
کچھ دل زار میں کچھ طرہ کچھ یہاں کچھ	۲۱	کس کی روداد ہے اے کون مکان کا
عشق کے دہری چلنے لگے ایک عالم پر	۲۲	صید صیاد ہے اے کون مکان کا
لکھتے منتخب نسخہ حق ہے تہری ذات	۲۳	مہر اک صا د ہے اے کون مکان کا
تجھ سے پہلے تجھے سب جان گنجان گئے	۲۴	تو وہ استاد ہے اے کون مکان کا

ایک زمانے کے ستم ٹوٹ پڑے انور پر
داویداد ہے اے کون مکان کا

رویف جیم

ہر بہت ہو کے جان دل یک جان آج	۱	گویا ہمارے حال پہ تم مہرباں ہو آج
ہر حال اپنا اس تب غم میں ہے نارسا	۲	اُس کو چمے کی زمیں نہ کہیں آسمان ہو آج
دل میں سمانی یہ طرب روز وصل چھوٹ	۳	قد ہے عدد ہیرا نہ کہیں ازوان ہو آج
صبح تب وصال علامت ہے حشر کی	۴	دیکھیں کہ آفتاب کہہ کر سے عیاں ہو آج
گزر ہے حد سے اب شبِ عدو میں انتظار	۵	اغلب ہے یہ کہ وصلِ شہادت ہو آج
مقصود کاش عدو فرما سے حشر ہو	۶	پھر کیا بعید ہے کہ نہ ضبط فغاں ہو آج

۷ ہے برعز حُسنِ دانے بیاں ضرور
 ۸ ہے روزِ چہرِ قہر ہے میدادِ نامِ سام
 ۹ دل کش نگاہیں ہے تری رگِ انقلاب
 ۱۰ یہاں تک عدو کے شک سے تم لے ہو جلوِ بینہ
 ۱۱ کیا قتل سے ڈراتے ہو کشتہ ازل سے ہوا
 ۱۲ تزیں کچھ اور کستی ہے دیکھو تو ایندہ
 ۱۳ یہ روزِ غم بھی شب ہو جو ہو یہ دُعا قبول
 ۱۴ حالِ شکر بھی تو کھلیگا دصالِ بس
 ۱۵ کیا کچھ سُبک ہیں مجھے شبِ بزمِ غیر میں
 ۱۶ تفسیرِ حال اس شبِ غم میں ضرور ہے
 ۱۷ وہ دن گئے کہ مصر کو پہنچا کوئی بخیر
 ۱۸ ہاں روئے دادِ بزمِ عدو کیوں کہو مسگر
 ۱۹ میں اور انتظارِ قیامت سے بحث کیا
 ۲۰ سونپا ہے اپنی بزم کا دشمن کو اہتمام

۷ تم شب کو جان غیر تھے میری زبان ہو آج
 ۸ اسے کاش مہرے سر پہ عدو آسماں ہو آج
 ۹ جو بیاں نہاں ہے سینہ میں شاید عیاں ہو آج
 ۱۰ دیکھو تو غور سے کہ کہاں سے کہاں ہو آج
 ۱۱ زندہ ہوں کونسا کہ مجھے ہم جاں ہو آج
 ۱۲ میں کیا کہ آیا اپنے سے تم بہ گماں ہو آج
 ۱۳ یا رب نئی زمین ہو نیا آسماں ہو آج
 ۱۴ وعدے سے ہاں سمجھتے ہیں شیریں ہو آج
 ۱۵ اِضاف ہو تو پیسے بھی دل پر گراں ہو آج
 ۱۶ دل مضطرب نہیں ہے تو برقِ تپان ہو آج
 ۱۷ تم دردِ آفت رہ صد کارواں ہو آج
 ۱۸ یہ تو کہو کہ شب کو کہاں تھے کہاں ہو آج
 ۱۹ کیوں مجھ کو کل کے وعدے پر ناگراں ہو آج
 ۲۰ مطلب یہ ہے کہ اور کے گھر مہماں ہو آج

انورِ خلوتِ غم و یاسے سوز و درد
 شایاں ہے گردِ باغِ سرِ لامکاں ہو آج

رویف را

۱ میں ہوں زندہ سو بلائے آسمانی دیکھ کر
 ۲ مرے ہم تو یہ رمزدل ستانی دیکھ کر
 ۳ ہر اونچم کا تقابل عاشق و جان میں ہے
 ۴ اک حجاب کے تغافل کا جلا سکتا ہے
 ۵ قریب اٹھتا نہیں تو بار احساں کی آٹھ
 ۶ نشہ اتراسا منے آتے ہی مست شوق کا
 ۷ بے حلاوت ایک دم کی زریں سجی کو غدا
 ۸ شوق پیہت بندھتا ہے کہ یہ کہنے یا
 ۹ نذر طرز جاں ستانی اب کہاں سے لائیں ہم
 ۱۰ رنگ یک ٹلی نظر میں چھا گیا اچھا ہوا
 ۱۱ کام اک ذرہ دیکھا چیز عبا رانگیسی
 ۱۲ عکس چشم ساتی ہوش ہوساری سستی
 ۱۳ رنگ خون تو بہ نقوی نظریں جم گیا
 ۱۴ چشم حسرت کس فکس کے ایک ایک جائے ترک
 ۱۵ دیکھتا ہوں انور اپنے ساتی ہیر کو خضر + گل گنیں انکھیں شرابا رخوانی دیکھ کر

موت کا منہ بھر گیا یہ سخت جانی دیکھ کر
 ۲ مسکرا کر دیکھنا آنکھیں جھکانی دیکھ کر
 ۳ بے نشان ہوں یار کی پر نوشتانی دیکھ کر
 ۴ آگ لگتی ہے مجھے آتش بیانی دیکھ کر
 ۵ لطف بھی کیجے تو میری ناتوانی دیکھ کر
 ۶ اُن رے کا فریوری تیری چڑھانی دیکھ کر
 ۷ ہم تو مرتے ہیں خضر کی زندگانی دیکھ کر
 ۸ چھوڑتا ہے دل پر اپنی ناتوانی دیکھ کر
 ۹ جان سے بیٹھے ادائے دل ستانی دیکھ کر
 ۱۰ شاد ہوں مرگاں کو وقف خون نشانی دیکھ کر
 ۱۱ عرصہ عالم کی ہم نے خاک چھانی دیکھ کر
 ۱۲ نشہ میں پلا دے گردہ پانی دیکھ کر
 ۱۳ جلوہ موج شراب ارغوانی دیکھ کر
 ۱۴ یادوں کچھ ہر جائے تو اسے یار جانی دیکھ کر

- ۱ یوں اشاروں میں تمھاری بات مانی دیکھ کر
 ۲ مر گئے ہم سُخِ نِزائے بار جالی دیکھ کر
 ۳ کیا کہو لگا اور مجھ سے حشر میں بچنے لگا
 ۴ کام لذت یاب ہو پائے نظر بھی آئے دیکھ کر
 ۵ ہوں ازل سے بسکینِ درد و آغوشِ غم
 ۶ ہے تری صُورتِ کشتی کا خلق کو اسپرِ گِل
 ۷ قطع سر سے دم نہ نکلا اُف سے حیرت کا جوم
 ۸ وہ ہر ائمہ ہے کہ ولیں آگے جاتا نہیں
 ۹ داعِ دل سالم جو دیکھا یہاں قہرِ حیرت گئی
 ۱۰ دیکھتے ہیں وہ کسی وعدے پر شمعِ کزباں
 ۱۱ ہیں عزیزِ دل وہاں بزمِ سازِ سحرِ قریب
 ۱۲ اس نگاہِ دیاس سے دیکھا کہ وہاں رحم آگیا
 ۱۳ اُسکے نظارہ سے کہنے کیا کہ یہاں کیا بلگئی
 ۱۴ بے عدد ہے سیرِ عالمِ خوار اور حیلہ ہے یہ
 ۱۵ غشِ بوں اس اُلٹی سمجھ میں کہ وہ غشا
 ۱۶ دیکھ کر جلوہ تیرا ہے ایسے دل پر نظر
 ۱۷ مانا ہوں اس نزاکت کو کہ استغاب سے
- ۱ آفریں کیجئے ہماری نکتہ دانی دیکھ کر
 ۲ موت بھی آئی تو شکلِ زندگانی دیکھ کر
 ۳ مر گیا ہوں ایک ادائے ہمدانی دیکھ کر
 ۴ چاہئے مینی شرابِ ارغوانی دیکھ کر
 ۵ خواب میں رہا ہوں مجھے شادمانی دیکھ کر
 ۶ نقشِ حیرت ہو گیا ہوں شکلِ مانی دیکھ کر
 ۷ رک گیا دم اسکی خنجر کی روانی دیکھ کر
 ۸ غیر کو دیجئے پیامِ مہمانی دیکھ کر
 ۹ دیکھتے ہیں مجھ کو وہ اپنی نشانی دیکھ کر
 ۱۰ پاگئے ہم بات انکی بے زبانی دیکھ کر
 ۱۱ خاک ہوتا ہوں میں انکی قدر وانی دیکھ کر
 ۱۲ ہم نے حکمت سے کیا آتش کو پانی دیکھ کر
 ۱۳ جو نہ آئے دھیا نہیں یہاں دل میں ٹھانی دیکھ کر
 ۱۴ دیکھنے میں کس کو ہم اپنی جوانی دیکھ کر
 ۱۵ مہرباں ہیں قابلِ نامہ ربانی دیکھ کر
 ۱۶ دل سے ہر شکلِ خیالی ہے مٹانی دیکھ کر
 ۱۷ آگیا غش اُسکو میری ناتوانی دیکھ کر

۱۰	ہم سراپا ہو گئے نظارہ فرط شوق سے	۱۰	اُس بُتِ خودِ بین کو صرف لبِ ترانی کچکر
۱۱	سر پہ عالم کا اٹھنا خضفِ بینِ فاضل سے	۱۱	اِس نزاکتِ برتھاری سرگرائی دیکر
۱۲	اُسکے تیر و لیشیں کو دل سمجھنا ہی نہ تھا	۱۲	عَلَمِ وہ کرتے ہیں میری قدرانی کچکر

۲۱	انور اس مہمانِ عالم کی طلب میں خواہوں	۲۱	ہر جگہ اک رسم و طرزِ میزبانی دیکھ کر
----	---------------------------------------	----	--------------------------------------

ردیفِ کاف

۱	کوئی تڑپے نہ کیوں لب و قواں تک	۱	نہ پوچھینگے نہ دیکھینگے کہاں تک
۲	مہ آئے وہ نہ آئیں گے فغاں تک	۲	فغاں کا زور ہے آخر کہاں تک
۳	جو پہنچے مر کے اس جانِ جہاں تک	۳	کوئی کیوں لے حیاتِ جاوداتی تک
۴	رسائی کو رسائی بھی کہاں تک	۴	کم پہنچائے تمھاری ہمتاں تک
۵	مرد اسے خفتہ سختی اور یہاں تک	۵	کو سو جائے کسی کا پاساں تک
۶	نظر ہو تو دو عالم میں وہ دیکھو	۶	وہی ہے اور وہ یہاں سے کہاں تک
۷	نہم دُنیا سے ہیں آزاد آزاد	۷	یہ سب جھگڑے جہاں کہیں ہوتاں تک
۸	میں وہ کیا کوشت کے اثر سے	۸	نہیں ملتا مزاجِ پاساں تک
۹	جہاں دیکھیں جہاں سمجھیں میں ہو	۹	مکان ہی تو کہاں ہے لامکان تک
۱۰	نہ یہاں ہے اور نہ وہاں اور کہاں ہے	۱۰	کہاں ہو جستجو اس کی کہاں تک

۱۱	ہمیں ہواور نہیں کھلتا کہاں ہو	۱۱	کھیں ہواور نہیں ملتا نشان تک
۱۶	کسی کی آمد و شد کا ہو کیا رشک	۱۶	گزر سکتا نہیں وہاں تو کہاں تک
۱۷	ہمارا ہاتھ اور دامن تمھارا	۱۷	دعا کا ہاتھ پہنچا ہے کہاں تک
۱۸	ہمارا حالِ دل مستے ہی مستے	۱۸	بہت مشکل سے لائے ہیں زبان تک
۱۹	وفا کا امتحان پر فیصلہ ہے	۱۹	کسی کا فیصلہ ہے امتحان تک
۲۰	گم گئے آنکھ سے بن بن کے آنسو	۲۰	امیدیں حسرتیں دل کی کہاں تک
۲۱	مزا ہے جان دینے کا کسی پر	۲۱	نلے عاشق حیاتِ جاوداں تک
۲۲	کہیں غمِ فرطِ حسرت سے وہیں	۲۲	نظر پہنچی ہوئی ہے گلستاں تک
۲۳	پہنتا ہے غبارِ اُڑ کر کسی کا	۲۳	پچائیگا کوئی دامن کہاں تک
۲۴	اسیری میں مقدر سے بنی بات	۲۴	قفس میں کھینچ کے آیا گلستاں تک
۲۵	چلے کیوں بواہوسِ عاشق کی چلیں	۲۵	کہ آخر نوبت آئی امتحان تک
۲۶	قدم اٹھیں اٹھیں شوق تو ہے	۲۶	ترپتے لوٹتے جائینگے داں تک
۲۷	کسے ہم ڈھونڈتے ہیں کس نظر سے	۲۷	نظر کیا آئیگا وہاں سے یہاں تک
۲۸	جہاں تم ہو وہیں تو ہیں طلبگار	۲۸	طلب کی حد بھی ہے کیا لامکاں تک
۲۹	نہیں یاں جزعِ بنامستی کچھ	۲۹	یہی خاک اُڑ رہی ہے آسمان تک

ہر کئے منزلِ الفت میں انور

جہاں تک ہو سکے چلے وہاں تک

رویف نون

۱	اُن سے ہم تو لگائے بیٹھے ہیں	۱	اُگ دل میں دبائے بیٹھے ہیں
۲	وہ جو گردن ٹھکائے بیٹھے ہیں	۲	حشر کیا کیا اٹھائے بیٹھے ہیں
۳	تیرے کویچے کے بیٹھنے والے	۳	اپنی ہستی ٹٹائے بیٹھے ہیں
۴	زور بل اُن سے اس راکت پر	۴	خلق کا دل دکھائے بیٹھے ہیں
۵	کیوں اُنھیں اکی بزم سے اغیا	۵	رنگ اسبا جمائے بیٹھے ہیں
۶	کچھ نہیں خاک دست الفت میں	۶	ہم ست خاک اڑائے بیٹھے ہیں
۷	ہم نہیں آپ میں خوتی سے کہ وہ	۷	گھر میں ہمان آئے بیٹھے ہیں
۸	کیوں پھیلاش یا توں بزم میں غیر	۸	آپ کے سر چڑھائے بیٹھے ہیں
۹	جنگو وہ ملاپ میں بھی رہے	۹	مجھ سے اکھیں لڑائے بیٹھے ہیں
۱۰	دل کے کوٹھے میں سب بسیم انعام	۱۰	خوب بزم آزمائے بیٹھے ہیں
۱۱	حسن نظارہ سوز ہے پر وہ	۱۱	گو وہ پردہ اٹھائے بیٹھے ہیں
۱۲	اُسکی سادھن سے روکشی کیسی	۱۲	گل پر ہم حنا کھائے بیٹھے ہیں
۱۳	جیتے ہیں نام کو دگر نہ مسم	۱۳	مشق میں جی کھپائے بیٹھے ہیں
۱۴	بار دیکھا بھی خوئے عاتق کا	۱۴	آپ اور سر مجھ کائے بیٹھے ہیں
۱۵	کیوں کہ بگڑا ہوا اُنہیں کئے	۱۵	بگڑے اور منہ نہ بنائے بیٹھے ہیں

۱۶	آپ آگئیں	جبرائے بیٹھے ہیں
۱۷	وہ بدن کو	چراغے بیٹھے ہیں
۱۸	موت آئیں	جائے بیٹھے ہیں
۱۹	عزت میکش	رُحائے بیٹھے ہیں
۲۰	جاں فدا جائے	جائے بیٹھے ہیں
۲۱	ایک طوفاں	اٹھائے بیٹھے ہیں
۲۲	اپنے کوہم	مٹائے بیٹھے ہیں
۲۳	آپ کیا منہ	چھپائے بیٹھے ہیں
۲۴	کمر خوں	بھائے بیٹھے ہیں
۲۵	آپ بیڑا	اٹھائے بیٹھے ہیں
۲۶	مفتِ حی کو	جلائے بیٹھے ہیں
۲۷	خود وہ سیکھ	سکھائے بیٹھے ہیں
۲۸	۲۹	

۲۸ ہے جہاں اس سے فیضیاب انور

۲۹ جس کے در پر ہم آئے بیٹھے ہیں

مخل میں تم کو آنکھ چرائی روا نہیں
 دو ایک بوسہ لبِ علیس سوا نہیں
 دل کو خدا خواستہ میں پوچھنا نہیں
 صاحبِ کواۃِ حُسن ہے یہ اسمیں کیا نہیں
 کچھ میرے پاس آپ نے رکھوادیا نہیں

۵	بیٹھا وہاں رقیب تو میں تنک سے ہٹا	۵	بختِ بُل بھی نعام کے بیٹھا گیا نہیں
۶	میں دُور ہوں تو پاس سرے مڑا تو تے	۶	تو شب کو تھا بل میں تو جیسے کرتا نہیں
۷	اے کاش غیر کو انہیں انکھوں سے دیکھ لو	۷	مجھ کو مرزا ملا ہے جو اُس کو بلا نہیں
۸	کھو لو تو باتھ دیکھیں کہ کیوں کُٹھی سدا	۸	دل لیگا اڑا کے جو دزدِ خانا نہیں
۹	اپے خدا سے دل سنم مانگتا ہوں میں	۹	نام نہ مر کر تجھ سے تو کچھ مانگتا نہیں
۱۰	کھوئے ہیں ایسے ہوت کسی کی تلاتیں	۱۰	دل کوئی لے بھی جاٹے نوٹیں۔
۱۱	گردش میں راتوں شب و زمرج کیوں	۱۱	اُس گردشِ نگاہ نے تو چکرا دیا نہیں
۱۲	اچھا تم اور آنکھیں دکھاؤ رقیب کو	۱۲	تم دل میں چاہتے ہو کہ میں چاہتا نہیں
۱۳	ہسکر نک چھڑکتے ہیں مید کیے آپ نے خم	۱۳	سج ہے کہ زخم کھانے برابر مرنا نہیں
۱۴	لو ابتدا سے ہم کہیں اب طمانِ عشق	۱۴	آخر شبِ فراق کی تو انتہا نہیں
۱۵	دیکھو نہ بیٹھو غیر کے پہلو میں ناز سے	۱۵	مازک ہو بار طعنہ اٹھیکا ذرا نہیں
۱۶	انساں تو کیا فرستے بھی اس چاہِ عشق میں	۱۶	اندھے ہی بکے گرتے ہیں کچھ سوچتا نہیں

انور کے دکھائیں یہ بختِ دل و جگر

ہدم کوئی نہیں کوئی دردِ آشنا نہیں

۱	گو سب ہا ہوئے کوئی قیدی رہا نہیں	۱	ہوں وہ اسیرِ شوق کہ دل چھوڑتا نہیں
۲	پالاکِ جہاں ہے اور پھر جفا نہیں	۲	کھلتے ہی کچھ بہ معنی ناز و ادا نہیں
۳	آنکھیں جھکائے جاتے ہوا آتی حیا نہیں	۳	تم نے چپا کے پردے میں کیا کچھ کیا نہیں

۲ ک صرف جنبل کے بھر سون میں زندگی
 ۵ بکت ہے کیوں ندیم ہر سہ پہر کو آئے ہائے
 ۶ یہاں بھی وہ آئیے جو گئے ہیں غم کے گھر
 ۷ خنجر کی تیزیوں سے ہر دم اٹ گیا
 ۸ تقریب ہے کہ بہت فریاد دیکھنا
 ۹ نادان خود پسند ہونا زک مزاج ہو
 ۱۰ دیوانگی کے پردے میں کھا ہے چاکر دل
 ۱۱ دل بے نیاز عشق اور اللہ سے ناز
 ۱۲ یہاں ہے وہی ثبات قدم را عشق میں
 ۱۳ کیا مر رہا ہے حسرتِ نظار میں قریب
 ۱۴ دونوں میں دل کو ایک نے مارا ہے کوئی ہو
 ۱۵ مجھ کو نکالنے تو مری حسرتوں کے تھے
 ۱۶ اب ساتھ پردہ میں بھی چھپو تو نظر میں
 ۱۷ بد لایہ ہے کہ اور کوئی جہر دل پسند
 ۱۸ قاصد تو نامہ لیتے ہی اک برق بنگیا
 ۱۹ نخوت سے کیا ادھر چلے کوئے غیریں
 ۲۰ دوزخ پہ کیوں لکھی ہے سزلے صنم پرست

۲ اور ایک دن بھی آکے وہ یہاں تک پھر نہیں
 ۵ میری خوشیوں نے تو کچھ کہہ دیا نہیں
 ۶ سوچی سے ٹھہرتے وہ کہیں ایک جا نہیں
 ۷ نظارہ تھا فرد پر کہ یہاں کچھ بھی تھا نہیں
 ۸ اسے آرزوئے دل سنا یا سنا نہیں
 ۹ کینہ دیکھنا تمہیں ہرگز روا نہیں
 ۱۰ اپنا کسی پر رازِ محبت کھنا نہیں
 ۱۱ اُس بُت کو پوجتا ہوں کہ وہ پوچھتا ہے
 ۱۲ اُنکے شکستِ عہد سے دل ٹوٹا نہیں
 ۱۳ نادان نے ذکرِ طور و تجلی سنا نہیں
 ۱۴ انداز کا ہے کشتہ اگر ناز کا نہیں
 ۱۵ آخر سمجھتے ہو کہ یہاں دل میں کیا نہیں
 ۱۶ واسن کے چاک نے کوئی پردہ دکھائیں
 ۱۷ عذرِ جفا تلافی جو رجھنا نہیں
 ۱۸ مضمونِ اضطراب تو کچھ لکھ دیا نہیں
 ۱۹ میں دیکھتا زمیں پر کہیں نقشِ پائیں
 ۲۰ گرمی ہوتوں کے حُسن میں کیا اپنہ نہیں

۲۱	قاتل بھی لوٹنے پر سرے لوٹنے لگا	شائد ادا شناس ہے ظلم آشنا نہیں
۲۲	صدقے ترے کن آنکھوں سے نکلیا کیجے	برق بلاگر گرفتہ زنا نہیں
۲۳	آخر بتوں سے دل کا اٹھانا تو بار ہے	میں ضعف میں جہاں سے خود اٹھ گیا
۲۴	کس حسرتی کی آنکھ سے کیس اشک پایا	کچھ دیکھتا ہوں تو خستے نگہ نہیں
۲۵	مائیوسیاں یہ شام سے یہاں آگے چلیں	گھر میں شب فراق کے آئینے نہیں
۲۶	واعظ کسی خرام کی محشر پر لا دلیل	دعویٰ بلا دلیل تو میں مانتا نہیں

الفٹ کی رو میں پاؤں اٹھائے چلے بھی آؤ
انور خدا ہی جانے کہ پھر کیا ہی کیا نہیں

۱	شوخی سے تیری بھر کا کھٹکا گیا نہیں	۱	ہے ہل بھی تو وصل کی شادی نہیں
۲	بیٹھے ہو بند کھولے بند قب نہیں	۲	اشدرے طلبم حیا ٹوٹا نہیں
۳	ہاک بوئے رشک آتی ہے خط کی نور کے	۳	ہے ہے کہیں عدو سے تو کھو دیا نہیں
۴	جان و جگر میں رہنے کو آئے خدنگ یا	۴	جانیکو یہاں جو آئے تو آئے کو جانیں
۵	کرتے ہیں جمع حوصلہ ضبط رنگ رنگ	۵	آخر سمجھ چکے ہیں کہ وہاں دلیل کیا نہیں
۶	دل ہم نہ دینگے اور کے دینے کے واسطے	۶	یہ تو نہ ہوگا اور کبھی حاشا ہو نہیں
۷	مکلیف دست و بازوئے قاتل کا فکر ہے	۷	قابل سے دعویٰ ویت و خوں بہا نہیں
۸	سنبھلو سنبھا لو اپنے کو گرتے ہو غیر پر	۸	سچ ہے کہ تم نے ہوش سنبھالا نہ نہیں
۹	اس سادگی پر مہر تانوں کیسا گمان ہم	۹	وہاں پھٹا ہے اور سری جاں سیا نہیں

۱۰۔ کشتی و ناخدا نہ سہی کیا خدا نہیں
 ۱۱۔ کہتے تھے یہاں قبول ہی ہوتی نہیں
 ۱۲۔ چوری سے بوسہ لٹنگا میں اب لگتا نہیں
 ۱۳۔ بسمل کے ب پہ زمزمہ مرجا نہیں
 ۱۴۔ تم اور وعدے سیکڑوں اور اک دیا نہیں
 ۱۵۔ اے نرگس چمن مجھے اکھیں دکھا نہیں
 ۱۶۔ اچھا بری جرات دل کی دہا نہیں
 ۱۷۔ یہ بھی قسم بجا ہے کہ چشم آشنا نہیں
 ۱۸۔ ہوں توبہ توڑتا کوئی دل توڑتا نہیں
 ۱۹۔ وہاں شوق آزمائش بازو رہا نہیں
 ۲۰۔ دشمن سے سیدھی سیدھی یہ ملنا نہیں

۱۔ ہاشم کیلے کو دیروں بحر عشق میں
 ۲۔ ہم بھی نہیں تباؤ تو کیوں آج آئے ہو
 ۳۔ دکھیں ہل آگھیں آپ کے دزد نگاہ کی
 ۴۔ کہا بوج کرنے ہو نگہ سرسری سے تم
 ۵۔ میں اور قرار ایک نہیں اور وفا ہزار
 ۶۔ اک شوخ شوخ چشم کا نظارہ گی ہوں میں
 ۷۔ اچھا بری طرف نگہ نیز تیز کیوں
 ۸۔ تم اکھیں بند کر کے گرے ہو قریب
 ۹۔ کیوں بلے بلے ہائے حضرت واعظ کو پکڑی
 ۱۰۔ لے دل ہی دل میں خون چائے آرتے قفل
 ۱۱۔ ہم سے یہ چرچی تر چھی لگایاں بھی ہیں

۲۱۔
 ۱۔ اک اس تو ہے وعدے پہ انور بندھی ہوئی
 ۲۔ گوجاں بلب ہوں برا بھی مرنا روا نہیں

۱۔ انکو مال دل مجروح رقم کرنے ہیں
 ۲۔ تہر کا ظلم قیامت کا ستم کرتے ہیں
 ۳۔ ہم یہ تو ظلم بھی ہے تو بھی کرم کرتے ہیں
 ۴۔ کچھ یہ کرتے ہیں کہ سجدہ گو گرے پڑتے ہیں

۱۔ انگلیاں جلے ظلم اپنی ظلم کرتے ہیں
 ۲۔ وہ خدا سے نہیں ہوتا جو صنم کرتے ہیں
 ۳۔ کوئی کہدو یہ ستم ہے جو ستم کرتے ہیں
 ۴۔ کیا کہیں کچھ جو ترے نقش قدم ہیں

۵	ہم۔ عاشق نہ وفا ویراؤ تو ابھی	۵	فرس بکھیں دشتِ لست قدم کرتے ہیں
۶	لیسکے عایس بری اس حسن گر پایہ درو	۶	جمعِ دل میں دمِ داغ دم کرتے ہیں
۷	کس و ناکس کو لگاتے ہیں ہر سنگر	۷	کرتے جو ہیں یہ تیرے لست قدم کرتے ہیں
۸	حشر کیا تے بے ڈوب تے ہے کاوندہ کما	۸	بلکے فریاد تیری کشتہ عم کرتے ہیں
۹	کوئے اُلفت میں نہ اُٹے کہ نہ تھا کچھ جھگڑا	۹	گبر و زاہد ہو بس ویر و حرم کرتے ہیں
۱۰	یہی تیج۔ انداز بھی تو قاتل ہے	۱۰	گو مہنی سے ہی وہ تلوارِ علم کرتے ہیں
۱۱	عمر اک غیر سہی آنکھ ملائی جی رادھر	۱۱	آب کیوں ہنکے سرِ ناز کو خم کرتے ہیں
۱۲	عرص گستاخی باغ اور سد و ستانِ خدرا	۱۲	یہی کمد و نہ کہ جو کرتے ہیں ہم کرتے ہیں

چشم بہ دور فلک سے مجھے ڈر ہے انور
آنکھِ دل سے وہ ابکا وِستم کرتے ہیں

۱	جیاں ریح میں سرے جب فز کو دیکھتے ہیں	۱	تو اک صداوتِ شام و سحر کو دیکھتے ہیں
۲	وہ تر جھی تر جھی نظر سے جدھر کو دیکھتے ہیں	۲	ہم اک جہان او دھر کا ادھر کو دیکھتے ہیں
۳	جو غور کر کے ہم اس چشم تر کو دیکھتے ہیں	۳	تو ایک دشتِ سراپا گھر کو دیکھتے ہیں
۴	یہ میں کو یہ سرِ ناز کے پائے نار سے ہے	۴	کہ آسماں پہ ہم اُس بگنڈر کو دیکھتے ہیں
۵	کیا ہے میں نے ہو پانی ایک اُلفت میں	۵	ہنر سب سرے اس ہنر کو دیکھتے ہیں
۶	لبوں پہ طعن سے یاروں کے حاس و اپنی	۶	کہا۔ اُس صنمِ فتنہ گر کو دیکھتے ہیں
۷	طریقِ عشق میں جیتے ہیں ہو کے بے سرو یا	۷	نہ پایوں کو تیرے عاشق نہ کو دیکھتے ہیں

فلک کو پاتے ہیں ہم ایک خاک کا تودہ	۸	جس سینے ناز آتس نس از کو دیکھتے ہیں
ریف روتے ہیں اپنے دل گرفتہ کو	۹	ہرے جو حندہ زخم جگر کو دیکھتے ہیں
یہ انکے جلوے نے دیوانہ کر دیا ہم کو	۱۰	کہ انکے سامنے دیوار دور کو دیکھتے ہیں
یہ دیکھتے ہیں کہ ہمیں بابے کیا بانی	۱۱	وہ بار بار جو پھر کر ادھر کو دیکھتے ہیں
بنایا ہمیں عالم فلک دکھانا ہے	۱۲	کبھی جو خواب میں اُس فتنہ کو دیکھتے ہیں
قدم قدم یہ برابر ہے فرشِ مہر و دل	۱۳	سُئی ریش پتیری رہ گدڑ کو دیکھتے ہیں
ہم اک زمانہ کو یا نے ہیں گشتہ ایسا	۱۴	ہم آکل تری طرزِ نظر کو دیکھتے ہیں
دل و جگر نہیں دامن میں اب کوئی خم	۱۵	اب اور رنگ یہ ہم چشمہ ترکو دیکھتے ہیں
میں اس ادا کے تصدق ہزار جاں کا گڑ	۱۶	خوشی خوشی سری زخم جگر کو دیکھتے ہیں
تم اپنے مار و بخت سے اور کچھ بیٹھو	۱۷	ہم اپنے جذبہ دل کے اثر کو دیکھتے ہیں
ہوا جو دل میسر تو دیکھنا قسمت	۱۸	ہم اپنی شام سے رنگِ سحر کو دیکھتے ہیں

یہ ہم دکھاتے ہیں جو پارہ ہائے دل انور
عبارتِ سنش اہل نظر کو دیکھتے ہیں

—۱۹—

حسرت دیکھتے کیا فتنے بیا کرے میں	۱	فتنے ہر دم تری شکر سیٹھا کر رہیں
میں اٹھاتا ہوں جو دشمن پہنچا کرتے ہیں	۲	میرے جینے کی ہوس کار و عاکرتے ہیں
ناتواں دیکھ کے لہجہ حفا کرتے ہیں	۳	مجھ پر وہ لطف و کرم سے سوا کرتے ہیں
بے نیازی پہ عبتِ ناز کیا کرتے ہیں	۴	یاد و مجھ کو پہ صرف بھنا کرتے ہیں

۵ جو ریر جو رجھا پر وہ جفا کرتے ہیں
 ۶ اس کے غم سر حوگاں ہوا تو اب ہاں محیط
 ۷ حال کیا کچھ نہ کچھ جستم خارا ایں سے
 ۸ لطف و میداد سے کیا بحث مغرور ہے انکو
 ۹ جاں ستاں جانے ہیں دفع ملاستی
 ۱۰ دور و رفقت میں ہے اب وہ دکھائیں نہ کیا
 ۱۱ حشر اٹھوائے کاتس اُن سے اٹھا کر انکو
 ۱۲ عجز سے مار بڑھا اسکو دے غصہ ارکا
 ۱۳ بھول جاتا ہوں اسی سب الیم درد و فراق
 ۱۴ ہے تم کش میں جہت تو تتم بھی ہے کرم
 ۱۵ کوئے دہن میں بلا اس سنگناں وہ دوست
 ۱۶ شرط ہے حسن سلیقہ بھی شکر گاری میں
 ۱۷ ہے تصور کہ وہ یہ بیٹھے ہیں یہیں اغیار
 ۱۸ لینے مٹنے پہ وہ یار میں ہے ناز تو ہم
 ۱۹ موت کیا چیز ہے ہنگام قلق ہم دل پر
 ۲۰ آسماں ضد پہ ہم جانتے ہیں اور وصال
 ۲۱ کاتس اُمید شکستہ پہ بول یاں سا فگن

۵ اسیہ بھولے ہیں کہ ہم یاد کا کرتے ہیں
 ۶ بھچے طوفان تری نعل میں اٹھا کرتے ہیں
 ۷ بے یہی راز چھپا یا کہ حیا کرتے ہیں
 ۸ حور سرے حق میں وہ کرے ہیں بجا کرتے ہیں
 ۹ یہ جفا کم ہے کہ وہ عذر جفا کرنے ہیں
 ۱۰ وصل میں مجھ سے بجا شرم دیا کرتے ہیں
 ۱۱ یوں مد و بزم میں میٹھے ہوئے کیا کرتے ہیں
 ۱۲ وہ بھی سب ہیچ انداز یہ بھی خطا کرتے ہیں
 ۱۳ کوئی کدے کہ تمہیں ما دیا کرتے ہیں
 ۱۴ نار ہم جانتے ہیں اور وہ جفا کرتے ہیں
 ۱۵ جان ہم نذر نقوش کف یا کرتے ہیں
 ۱۶ خوگر جو رہوں وہ عذر جفا کرتے ہیں
 ۱۷ ولیس ہم اپنے بہ ہنگامہ پاکرتے ہیں
 ۱۸ سجدے کیا کیا سر نقش کف پاکرتے ہیں
 ۱۹ جان کو صدقے پے دفع بلا کرتے ہیں
 ۲۰ آپ ہمانے تہہ لائے بلا کرتے ہیں
 ۲۱ وہ ترے عہد کہ دشمن سے ہوا کرتے ہیں

۱۲ یوں تو دشمن سے بھی ملنے کو ملا کرتے ہیں	۱۲ مجھ سے یوں ملنے کو ہزاروں دلوں میں رز
۱۳ کہ وہ کہتے ہیں کہ اظہارِ وفا کرتے ہیں	۱۳ رشتہ دتمں پہ بھی چپ رہے کا موقع نہ رہا
۱۴ ستاد میں دل میں کہنا ستاد رہا کرتے ہیں	۱۴ کچھ نہیں ہے سرِ رخِ شاخِ فلک کو ہم سے
۱۵ متوڑے دل سے شبِ روز رہا کرتے ہیں	۱۵ ہم یہ آتی ہے قیامت کوئی دن جانا
۱۶ امتحاں اثرِ جذبِ موت کرتے ہیں	۱۶ چپ یوں ہی بیٹھے ہیں ہم کچھ غلط ہے طلب
۱۷ کہتے ہیں قصہِ دشمن دُہسنا کرتے ہیں	۱۷ کاش بوں ہو کہ اسی پردہ میں کچھ اپنی ہو
۱۸ اب کوئی دن ہے کہ وہ ترک حیا کرتے ہیں	۱۸ کم کم اس دیکھے کو اُنکے بہت کچھ سمجھو
۱۹ آپ ہم کہتے ہیں اور آپ سنا کہے ہیں	۱۹ ذوقِ تفریحِ عجم یا میں شرکت کیسی
۲۰ ظلم جو رہ گئے اب اُنکو ادا کرتے ہیں	۲۰ یوں ہری نعلش پہ وہ نوکناں کُنویں ہیں
۲۱ راکِ ستم سہتے ہیں اور لاکھ دُعا کرتے ہیں	۲۱ نہیں غافلِ دل اگر ارباب سے ہم بھی
۲۲ کچھ شائے ہیں کہ آنکھوں میں ہوا کرتے ہیں	۲۲ ہم بھی اسرارِ محبت سے ہیں واقف اتنے
۲۳ تادمِ آخر عشاقِ وفا کرتے ہیں	۲۳ لے میں میری دہم نزع تو مقصد ہے کہ ہم
۲۴ کہ ستم ناز کے پردے میں کیا کرتے ہیں	۲۴ فکر ہے پریشِ فردائے قیامت کی مگر

غم سے سیسے میں گھٹے دل تو فغاں کرانور

درد ہوتا ہے تو کچھ اُس کی دوا کرتے ہیں

۱ گویا کہ وہ نہاے ہوئے ہیں شراب میں	۱ یہستیوں کا رنگ ہے جوشِ تباہ میں
۲ اپنے کو آپ بھول گیا اضطراب میں	۲ شکوے کئے یہ اُنسے کہ چپ میں جواب میں

۱ میں جتنی تک تمہارے جادوں پر قسم
 ۲ یہاں انکی خدمت سے سوز محبت ہوا نصیب
 ۳ کیا عم وراز دوستی یا یہ عیب کما
 ۴ آنکھوں میں ہو سائی ہوئی ولین ہو گیا
 ۵ ہے کشمکش میں جان کا ارد میں ہے گن
 ۶ لائے ہیں میرے قتل یہ تم کو کس کس کشاں
 ۷ سانی نہ پوچھو واروئے افسرہ خاطر
 ۸ گھڑے ہوئے مزاج بہ جتوں ہی ہوئی
 ۹ اب بھی جو ہو وصال تو یہی حیرت کیا
 ۱۰ تبصر ہے کہ مضطربانہ حیوں سدا
 ۱۱ کیا کیا ہیں رقب کی ناک مزاحاں
 ۱۲ نسرت صم عذاب جہنم ہے بر قبول
 ۱۳ زور آزمادہ شوخی و شرم اور دہنازی
 ۱۴ قدموں پہ گر پڑوں کو وہ تامل اور گریہ
 ۱۵ منظور ہے کہ خواب پہ ملزم کریں مجھے
 ۱۶

۱۷

انور بس اب تو بیٹھ کمیں جھک کے ابک جا
 تھوڑی اڑائی خاک زمان شباب میں

کچھ کچھ دُچھڑی لطف کے کم کم عتاب میں
 ہں وقت شکوہ گاہ خجل گہ عتاب میں
 دریائے حرم ہو تو سکھا دے ہولائے عفو
 کیا شکر کیجئے ساقیِ مدیا نوال کا
 دکھ گنگا جو رہ سگار مانے کے انقلاب
 بار بار وفائے وعدہ کی فردا ہے انتہا
 اول ہے نازِ سلسلہ جنہاں سبار کا
 ناصح نئے ٹھہ کے کوئی نہ ہو گا مرِ حریف
 یڑتی ہے اپنی آنکھ تو دسمن کی آنکھ پر
 سنا ہے اُن سے جوشِ غضب میں علی و کالی
 ہے دل کشی نگاہ میں او دِل کی ہٹس
 دشمن سے چاہو کے لئے مجھ سے کس طرح
 گھر لگئے رقبے اُٹھتے ہی بزم سے
 اب کچھ ہوئے ہیں غیر سے پیمانِ اتحاد
 بے پردہ ہیں تو شرم سے مٹی نہیں نظر
 جتنا ہے حشر تک مجھے بیدار اُٹھانے کو
 میرے پرکاش پر تو صورتِ پُرمی نہ ہو

۱ جی ہے اُس دوا سے کس کس عتاب میں
 ۲ سو سو سوال رو کئے اک اک جواب میں
 ۳ رز دوا ہی سری ہے ہاں کس حساب میں
 ۴ دُوا ہو ہوں سر سے دم تک تیرا میں
 ۵ مرتابوں اُس گاہ کے اک انقلاب میں
 ۶ اک روز آدھ بھی سہی میرے حیات میں
 ۷ یوسف گئے ہیں پہلے زلیخا کے خواب میں
 ۸ کہنا ہے مجھ سے قطعِ محبت کے مات میں
 ۹ دلہنیاں سی ہیں نگہ کامیاب میں
 ۱۰ لانا ہے چھڑ چھڑ کے انکو عتاب میں
 ۱۱ حیراں ہوں کہ رُسے کہوں کیا جواب میں
 ۱۲ جو آنکھ لیت پاس نہ اٹھی حجاب میں
 ۱۳ اک اک سے بات بات کہی اصغر امین
 ۱۴ اب کہے مجھ سے قطعِ محبت کے بات میں
 ۱۵ گویا چھپے ہوئے ہیں نگہ کے حجاب میں
 ۱۶ کیوں فرق آئے اُنکے شمار حساب میں
 ۱۷ کچھ اور بگئے وہ بگڑ کر عتاب میں

۱۶	مضطرب ہے جلوہ ہر نائن دکھائی دو	۱۶	کیوں کر جھینگلی برق تھلی نقاب میں
۱۷	کھتا ہوں بعد عرص خلک غیر سے ملو	۱۷	وہی کہو جو پہلے کہا تھا جواب میں
۱۸	یانی نجات حوت ہی واعظ کے ہاتھ سے	۱۸	دامن ہے غرق تا بگریاں تہراب میں
۱۹	ارسال نامہ سے رقتی ہوئی تو ہم	۱۹	قاصد کے ساتھ ساتھ چلے اضطراب میں
۲۰	دیکھو تو سیری بات کا کھلا میں جواب	۲۰	سوچو تو ہے سخن دہس لاجواب میں
۲۱	کچھ ایسے دل بھریں تو کہیں نہ کیا کہیں	۲۱	گردش میں ہے فلک کہ جہاں انقلاب میں
۲۲	بیکار ہم ہیں اور اسے کہتے ہیں خاکداں	۲۲	جی بھر کے خاک اٹائیں جہاں جہاں اب میں

ساتی کی آنکھ پر رہے انور سدا نظر

جیکو گھلا نہ مسکر عذاب و ثواب میں

خونفشی میری داخل میرے لفتساں میں نہیں

ابتو دامن میں ہے وہ کچھ جو بدخشاں میں نہیں

کیا ہے اسے دست جنوں تار جو داماں میں نہیں

فرق ایسا بھی تو ناصح کے گریباں میں نہیں

سج ہے کیونکر نہ رہے برہمی زلف کا ہوس

تم نے دیکھا ہی مجھے حال پریشاں میں نہیں

لیگئی کیا کسی مجسروح کی پہلی قسمت

کہ ذرا شور و غیبت لب خنداں میں نہیں

جو تہ دل کے مرے لے ڈوبے مرے مطلب کو

کہ شکایت کے سوا بات کی عنوان میں نہیں

گھٹ گیوئے منکیں نے بگاڑا ہے دماغ

اب دوائے دل مجسودِ وح نمکداں میں نہیں

حوصلے تو نے بڑھائے ہیں دکھا کر جلوے

کچھ سماتا نظر صاحبِ سرفاں میں نہیں

چارہ گریشِ محبت کی کھٹک کیا جانے

کہ تری نشترِ دل دوزِ رگ جاں میں نہیں

تھامری عرضِ تمنا کا جو بیکار جواب

لکھ دیا پہلے ہی مکتوب کے عنوان میں نہیں

ایک نہیں تو نہیں کجسودِ وح کی قسمت میں شریک

ورنہ کیا کچھ ترے حسنِ نمک افشاں میں نہیں

دستِ حوصلہ سے یاس ہے اتیثہ اپنی

بسرے دل میں وہ کچھ آیا ہے جو امکاں میں نہیں

سلوکِ عشق کو مانا کہ زلیخا کی طرح

چہن کچھ حضرت یوسف کو بھی زنداں میں نہیں

نالہ ہائے پئے ہم کتنی شکِ طہنی ہے

ٹھہرتا کچھ بھی دل عاشق نالاں میں ہیں
ایک یہ بے کہ شہادت نہیں دعوئے پیرے
مصلحت کیو مکر ترے عشوہ پنہاں میں نہیں

ظہیرتس ہے میری خوشی میں مگر انور میں
درد چھوڑا ہی دل گبر و سلاں میں نہیں

کون ہمد ہے کہ وہ دشمنی جان میں نہیں
بے رگ برق نفس سینہ سوزاں میں نہیں

مجھ سے سادہ و ناز و ہشیار ہوا مکاں میں نہیں
خاک اڑاتا ہوں مگر کوچہ جاناں میں ہیں

صرف دلجوئی اغیار نہ ہوتی کیا کیا
خوش بوں یوں ہی کہ صفا خاطر جاناں میں نہیں

چاک دل سینے کو ہے رشتہ جاں نظر
تار دامن میں نہیں جیب و گریباں میں نہیں

خود ہی تکرار ہے جلوے میں تو یہاں بس کیا ہے
گرچہ کچھ تائب نظر دیدہ حیراں میں نہیں

کوئی جا ہو دل بیتاب ٹہر جائے کہیں
کیا گلستاں میں رکھا ہے کہ بیا بیاں میں نہیں

بیٹھنا سجد میں کیا جب مندم اُٹھے اُٹھے
 اپنے کاشانہ میں ہے قیس بیابان میں نہیں
 اب جو سنے ہے یہ نکلی بھی تو کس کام آئی
 اب خلش ہی سرے دل میں ترے پکایاں نہیں
 جو کہے سچ ہے نہ بے پی نہ کہیں دل اٹکا نہ
 گفتگو کچھ سخن نامح ناداں میں نہیں
 جب چلے ہیں تو بصد شوق سرشت تیز
 دامن اُلجھا ہی کبھی غارتغینلاں میں نہیں
 دست بیداد سے کافر کے ہوں اتنا دل تنگ
 بددعا دل سے نکلتی حق دربان میں نہیں
 ہے تذبذب کہ انہیں دیکھ کے کچھ کہ نہ اٹھوں ۲
 گرچہ ایک کوئی لغزش سرے ایاں میں نہیں
 آسماں کیا سرے مطلب پہ نہیں پھر سکتا
 یہ کرشمہ ہی تیری زگسفتاں میں نہیں
 دی جنوں نے سری ہمت کے موافق تکلیف
 میں بیابان میں ہوں وہ تنگ کہ زنداں میں نہیں
 بر ملا غیر سے کیوں بلکے مجھے قتل کیا

کچھ کمی تو ستم غمزدہ پنہاں میں نہیں

عمر کرتا ہوں بسرِ بخیلِ رانہ انور ؎

جان کچھ کشمکش مشکل دامکاں میں نہیں

کرے ریشہ دوانی اب ہٹا کا پر پرستاں میں ؎

قلم صرف رقم سے وصف شاہ شیرینِ رواں میں

وہ ہے ذاتِ پیدائش ہی میں جو ہے بند امکاں میں

یہ اللہ ہے دم اور کیا کچھ نہیں ہے دستِ یزواں میں

فتارِ جذبِ دل یا رکعتِ پا ہے بیاباں میں ؎

خلش باقی نہیں چھوڑی کسی خارِ مغیلاں میں

مگر زاہد اڑے گا اب پری بنکر پرستاں میں ؎

اڑا دمی آدمیت سب ہوائے باغِ رضواں میں

محبتِ فرق کچھ رکھتی نہیں عشاقِ وجاناں میں

بسی ہے جوئے پیرا، ہن قبائے پیرِ کنساں میں

لگا یا دل ٹھکانے یہاں خیالِ زلفِ پچاں میں

ملی جمیعتِ خاطر مجھے خوابِ پریشاں میں ؎

یہ کچھ آرائشیں ہیں کس کی جہانی کے سماں میں

کہ سو سوزِ نگ ہیں یہاں دیدہ خونِ نابِ افتاں میں

نہیں انجسم۔ رو رو کر کسی کے یاد دہاں میں

بھرے ہیں ہم نے موتی دامنِ شب ہائے ہجران میں

ہر اک جانب ہے ہے نقشِ عمرِ ^{الاطلوب} عکس آرا ^{انما هم لطلب}

دلِ اک آئینہ خازن ہے تجلی گاہِ عسراں میں

نہری الفت میں جو سوسے گریباں ہاتھ جاتا ہے

سماتا ہی نہیں اک نارِ شادی سے گریباں میں

نظر کیا فرقتِ یوسف میں کرتی حال پر اپنے

کہ تھی چشمِ زلیخا روزِ دیوارِ زنداں میں

ہوا دم بند اپنا کثرتِ محرابِ نورِ دی سے

مجھے ان پانوں کے ہاتھوں ملا زندانِ بیاباں میں

اگر نہ نظر ہے زینتِ ہزمِ سدا موشی

لگا دو نقشِ یادِ مدعی تم طاقِ نسیاں میں

اگر تصویر میں بھی ہے تو وہ پروازِ شوخی سے

ملتا ہی نہیں صورتِ کسی صورت سے انس نہیں

یہ بھولے ہوشِ صدموں سے کہ سب کچھ یک قلم بھولے

گمراہاں جانِ دینی یاد آئی روزِ ہجران میں

اڑتا خاک ہی ہوں جس قدر ہے دشتِ پیائی

کھنکھتے ہیں ہاتھ بھی پاؤں کے ساتھ اپنے بیاباں میں
 اگر دیکھو تو اب ایک بات ہے دلجوئے عاشق
 کہ دل خوں ہو کے آیا دیدہ خرمناہ اشاں میں
 طریقِ راستی منجھ کو ملا برگشتہ راہی سے
 حہ ایا دا گیا یادِ بتِ برگشتہ مڑگاں میں
 ہوا مجبور ایسا اُس ادا ئے کاسر از سے
 کہ زہد چھوڑ بیٹھا دل حیا لِ حفظِ ایماں میں
 عدو سے راز کا اخفا ناماش ہم سے الفت کی
 کنا سے سیکڑوں ہیں وہاں اشار تھائے پنہا نہیں
 جُدا ایک دم گزریاں سے نہیں ہوتا نہیں ہوتا
 جنوں نے ہاتھ میرا ہی دیا شائد گریباں میں
 چورایتے ہیں مجھ سے آنکھ اور میں جان دیتا ہوں
 کہ اپنی زبیت ہے اُس کی ادا ئے چشمِ فغاں میں
 مرا اور ہر بُتِ مخمور کا ہے ایک ساعِ عالم
 جو وہاں اغزشِ قدم میں ہے تو یہاں ہے پائے اپنا نہیں
 کہاں پست و بلند سیرِ عالم اور کہاں یوسف
 مگر ہونا تھا ماہِ مصر گر ناچا و کنعاناں میں

چمکتا دیکھتا ہوں غنیمت بخت مدعی اس میں ء
 نظر آتا ہے کیا کچھ تیری پشانی کے افشاں میں
 یہ قطرات عرق سے کیوں عرق آلودہ نخلت ہے
 مگر مڑا ہے کچھ پانی معتبر راس زرخداں میں
 دُور چشم مدعا میں سکندر پر ہوئی پردہ ء
 اڑائی خاک جتنی جستجوئے آب حیوان میں
 بڑھے جو شوق کے ہاتھوں وہ ناکامی سے بٹ ائے
 قدم اک شکس میں پڑ گئے ہیں کوئے عاناں میں
 خضر ذوق حیات جاوداں پر جان دے تے ہیں
 مگر زہر ہلاکت تھا حجاب آب حیوان میں ء
 ثبات سردی ہے خاک راویار میں ہونا ء
 کیا ہے سعی کو مٹی تلاش آب حیوان میں
 جھلک جاتے ہیں تارے دن کو پیش چشم صدمے سے
 بھلا کیا فرق ہے تام وصال و صبح حیران میں
 اگر یہاں آستیں ہے پردہ دار جو شیش طوفاں
 چھپا رکھا ہے تم نے شورِ محشر دُور داماں میں
 اُلجھے رشک میں کس کس سے کس سے بل میں بل کئے

جاں اُلجھا ہوا ہے اُس جم گیسوئے چپاں میں

حجابِ رُخ اٹھا کر بہ حیا سے چشم پوشی کی ۲۵

کہ سونچتے نکالے ہیں نہ دروغِ ماہِ تاباں میں

ہوئیں پستیں از نظرِ اربہ بند آنکھیں ایک یرقو سے ۲۵

کہیں کیا ہم تجبلی ہے تمہارے روئے حیراں میں

اٹھا ہوں خوابِ سنگین عدم سے پائسم کہہ کر ۲۶

یڑی یہاں طرزِ مسماری بنائے قسریاں میں

ہوایا ہاں اک نظرِ دے کلیسم و طور کا عالم ۳۰

سمائی ہے تجبلی کس طرح اُس روئے تاباں میں

دُعا سے بند یہاں بہائے جسم اور وہ نمک انشاں ۳۰

مگر قندِ مکرز بھر دیا اُس نے مک داں میں

لگائے تیر اُس نے یا نگاہِ قمرِ آلود ۳۱

لگایا اور ایک پیکانِ زہرِ آلود پیکاں میں

نظر ہو تو نظر آتی ہے کینیت و دو عالم کی

جیلا نور تماشا دیکھ آئیں بزمِ رنداں میں

کیا ہے ذوقِ سحر میں مہلِ مہلِ کہاں

دل ہے تو ساتھ دل کے ہے ہاں تہمت

بمیں میں جاں و باں سرائی کُن کہاں

باقی ہے یادِ زلفِ شکن و شکن کہاں

کچھ اُس سے فرط شوق ستم کا گلاں ۳
 پیر بزرگ پیکر و فروت سال ہے ۴
 بل اس میں آگئے ہیں تمھاری مزاج کے ۵
 اک بات تلخ کامی انسیر باد تھی اُسے ۶
 تم چشم پوشیاں نہ کر مجھ کو دیکھ کر ۷
 دلچسپ لب میں بات سمعہ و کیوں نہ ہو ۸
 ہے بخت و اتفاق کہ بختہ جائے جند بوز ۹
 ہے اضطراب و وحشت دل بعد مرگ بھی ۱۰
 دل سوز غم سے خاک ہے اور وہ ہی بیخ و تاب ۱۱
 قریب عدم ہے دور ہوں ہستی سے حقیقتاً ۱۲

۳ ہے آپ میں وہ دلبر بیدا و فن کہاں
 ۴ جائیگا ہم سے بچکے سپہر کہن کہاں
 ۵ پائیں مزاج بعد سراپا شکس کہاں
 ۶ شیریں تھی نام کے لئے شیریں دہن کہاں
 ۷ پوشش برائے نام کہاں اپنا تن کہاں
 ۸ حائے تو اُس کے لب سے گلگد سخن کہاں
 ۹ در نہ کہاں میں اور تمھارے چلن کہاں
 ۱۰ ایسے ہماری نفس کو دفن و کفن کہاں
 ۱۱ جاتا ہے جلکے بھی خم قباب سن کہاں
 ۱۲ چھوڑوں وطن کو میں مجھے چھوڑے وطن کہاں

۱۳۔ اور شکایت ستم یا رخسار ہے
 سوچیں تو دلیں آپ کہ ہینیا سخن کہاں

۱ سب خوبیاں ہیں آپ میں حائے سخن کہاں
 ۲ بیدا و دوست ہوں مجھے تاب سخن کہاں
 ۳ فرخت یہاں نصیب دل پر حزن کہاں
 ۴ پیچھے پڑی ہے اُسکے شب وصل موعی
 ۵ حسرت میں صید ہوئیے ہوں ایک سے ہزار

۱ پر انہیں کیا کہو گے جو کئے دہن کہاں
 ۲ دم ہے تو ہو مگر نفس دم زون کہاں
 ۳ گنج نفس میں آئے فضاے چمن کہاں
 ۴ وہاں پشت پر ہے بعد سراپا شکس کہاں
 ۵ جائیگا مجھ سے بچکے وہ نادک فگن کہاں

۶	ہم تو زباں دراز ہیں پرواں سخن کہاں	۶	جرم اسلئے کیا کر سنیں اس کے مستہ کچھ
۷	یہ بچا ہے زور جذب دل کو کہن کہاں	۷	شیریں کے بدلے تلخی جاں کھچکے آگئی
۸	واقع میں انجن ہے تری انجن کہاں	۸	مجبور چند بیٹھے ہیں اک بت کے سنے
۹	مر کر اٹھیں گناہش سے بار کفن کہاں	۹	ہے زندگی میں تن پہ گراں تاپیر ہن
۱۰	جاتی ہے آپ سے نگہ سحر فن کہاں	۱۰	مستاز ایک ایک پہ گرتی ہی دیکھ لو
۱۱	جائے تو دل سے سوزش داغ کہن کہاں	۱۱	ہر بھر کے یہ ہی گھر ہے گندی ہے ایک عمر
۱۲	پڑتا ہے پاؤں دیکھ تولے کو کہن کہاں	۱۲	سر بھوڑنے پہ قطع رہ عشق کا مدار
۱۳	یار ہے ایک جلوہ بخود و فغن کہاں	۱۳	کتاب ہے اپنی اپنی ہر اک مددناشتاں
۱۴	پر خار ہے طریق وہ گل پیر ہن کہاں	۱۴	راہ و فاپا آئے وہ یہ بھی نہیں قبول
۱۵	اچھوٹا ہے پر مقدر دار و رسن کہاں	۱۵	منصور اور سیاست افتائے راز خیر

انور اک آفتاب قیامت سے خوف تھا

جائے گا سایہ مسلم بختن کہاں

۱	یعنی انساں ہوں مجبور ہوں مختار نہیں	۱	ول یہ کہ وہ غم اور حلق پہ تلواریں
۲	ہے تو ہے پاس نہیں نو کیس تو یار نہیں	۲	مانع وصل و بجز مردہ پسندار نہیں
۳	ہوں فقور سے میں اس درجہ جاں باز نہیں	۳	زندگی ضعف سے ہے بار نہ ہمار نہیں
۴	چین دیتی ہی کسی کو تری فقاہ نہیں	۴	چونکہ اٹھے طالع خوابیدہ تو دشوار نہیں
۵	جاننا ہے کہ پناہ نگہ یار نہیں	۵	نظر اس خوف سے اب اس سے رہا نہیں غیر

وہ تبسم نہ نکے نہ نہ مشک افشان لطف
 نہیں ممکن کہ نہیں دل میں ترے لطف غیر
 دم ہے آنکھوں میں تو ہو دل اسی امید ہے
 دل گرفتہ ہوں کہ شاید نہیں میں قابلِ عید
 سخنِ مصلحت آمیز ہے انکار انکار
 فکر یہ ہے کہ نہ پوچھیں وہ نشانی اپنی
 سعیِ مجید سے ہاتھ ہوئی غائب اتو
 خار بھی ہوں تو ہوں یہ بیخِ سانی سے نفور
 نازیباں رہے کاہے رکھے زمیں پر کیوں پاؤں
 دیکھ کر غیر کو ہم کیوں نہ بگڑتے ضد سے
 کاش دیوار ترے گھر کی برسے سر پہ گرے
 حصارِ ایک دل پہ ہے کیا حشر اٹھانیکے لئے
 یوں مارا ہو مری لاگ سے تو غیر سے ہو
 جاوہ اکِ ستعلہ کسش ہو پر انکو منظور
 پہلے کچھ حوصلہ و ضبط تو پیدا کر لیں
 مستیار ایک نہ ایک ہے پڑے قتلِ عاشق
 زیست یہاں انکی محبت ہے فو میرے قتل

کچھ بھی دربانِ دل وسیۂ افکار نہیں
 دل ملا نا ہی ترے دل سے سزاوار نہیں
 اور دودم کوئی کچھ بچ جائیں تو دشوار نہیں
 کہ گرفتِ رخمِ طسره طرار نہیں
 لطفِ اقرار ہی کیا ہے اگر انکار نہیں
 مجھ کو منظور علاجِ دل انکار نہیں
 اور ابھی شوق یہ کہتا ہے کہ چلی ہا نہیں
 کہ دلِ بلبل و گلچیں میں فراخِ اندیش
 تیرے کوچے میں کہیں سایہ دیوار نہیں
 برہمی اپنی محفل میں سزاوار نہیں
 نہ سہی غیر کا گرسایہ دیوار نہیں
 آج کل دیکھتا ہوں شوخیِ رفتار نہیں
 پر مردت تو تری چشم میں زنا نہیں
 امتحانِ اثرِ گرمی رفتار نہیں
 جب کہیں یہ کہ دکھاتے ہمیں دیار نہیں
 ہاتھ میں ہاں دل دشمن ہے جو تلوار نہیں
 آپکو کھینچتے ہیں کھینچتے تلوار نہیں

اس تغافل منشی یہ ترے عالم قرباں ۱۲ سرد مہری تو کیس گرمی باز نہیں

بند کے بند ہیں دود اور یہاں طلب دل اور
یوں کو اُن سے کہ ہم طالب دیدار نہیں

بات ہم سے ہے تو خیزست اغیار نہیں
ہاں جو بھولے سے ہے اک بار تو سو ہاں نہیں
مک کو بھی یوں ہی نظر جاب اغیار نہیں
قتل کرتا ہے تو پھر آج سے فردا کیوں تو
خوش ہوں کیا میں کہ تیرے ہاتھ میں لکھا
تلخی کو کھن و عمر خنسر دی مجھ کو
دل بے بیدر تو سالم ہی نہیں فتنہ
وہ عیادت کو گئے ہیں جو عہد ہے بیمار
یہ ہی کام ایگا اک دن دم پیغام قریب
زیست ممکن نہیں پر جیتے ہیں تم پر مرک
دم پیغام جو ہاں کی تو نہیں کچھ تسلیں
گو تھیں ہو مگر ایک شکل مقابل نو ہے
گو بلا ہے مگر ایک مونس تنہائی تو ہے
کیا عجب گرمی غمناک کا گل ہونہ چرخ

تم دہن رکھتے ہو یہاں لب اظہار نہیں
لفظ اقرار مگر دھنسل گفت نہیں
ہم کیس جیسے کہ کچھ تم سے سرکار نہیں
جاں ستانی ہے کوئی وعدہ دیدار نہیں
ورنہ تو اور سر دعویٰ اغیار نہیں
نہیں ملنا انہیں منظور اور انکار نہیں
ایک آزار ہے یہ بھی کہ کچھ آزار نہیں
ہم میں اس فکر میں بیمار کہ بیمار نہیں
بات اچھی ہے کہ وہ جانتے اقرار نہیں
ہم کو دشوار سا دشوار بھی دشوار نہیں
ایک یہ بھی تری شہوخی ہے کچھ اقرار نہیں
آئینہ دیکھتے ہو شرم نہیں عار نہیں
مجھ کو یلی کے برابر ہے شب تار نہیں
کہ مجھے نام سے نزہت کے سرکار نہیں

۱۶	آنکھ پھر نیکا زمانے کی ہے کیوں مجھ پیدار	۱۶	گردش چشم میں کچھ نقطہ پر کار نہیں
۱۷	زیر ایواں ترے رک اور بلا مجھ کو قریب	۱۷	چشم عاشق ہے مگر رندان دیوار نہیں
۱۸	بات میں چال وہ چلتے ہیں کہ زرقا کر ہوں	۱۸	چال میں بات و وجہ قابل گفتار نہیں
۱۹	دیکھنے میں انہیں تو دیکھتے کیا کیا نہیں ہم	۱۹	نظر آتے نہیں تو زیست کے آثار نہیں
۲۰	کاش آوارہ نہ کرنا برسی عادت ہوتا	۲۰	قہر یہ ہے کہ کہیں ہے کہیں اقرار نہیں
۲۱	قابل رشک ہے یہاں انکی گرفتار حسن	۲۱	بے بہا ہیں تو کوئی انکا خریدار نہیں
۲۲	یہ تو کچھ اور ہیں واعظانہ الجھناں کے	۲۲	کہ کچھ اپنے ہی میں رندان قبح خوار نہیں
۲۳	گھر میں ہشت کاساں مجھے ہشت کے سبب	۲۳	ہاتھ دامن سے الجھتا ہے اگر خار نہیں
۲۴	تیغ دہاں ہاتھ میں ہے دلیں غم پریش حشر	۲۴	میں خطا وار سہی گرچہ خطا وار نہیں
۲۵	عالم آشوب ہے نیرنگ نگاہ و محذور	۲۵	مست تو مست ہے ہشیار بھی ہشیار نہیں
۲۶	واجب الرحم ہوئے جو دم و خطا سے اغیا	۲۶	میں خطا وار ہوں اس میں کہ خطا وار نہیں
۲۷	اپنے اس کثرت نظارہ نے سب بند کئے	۲۷	دیکھتا ہوں کہ کوئی روزن دیوار نہیں

بندہ بت ہوئے کچھ یاد نہیں ریو و فریب
اب نئے سرے تو انور کوئی اقرار نہیں

۱	سچ تو ہے جو خوف یار ہے گویا نہیں	۱	بزم عاشق ہے کچھ آغوش ہوس کار نہیں
۲	کیا سبک دوش ہوں الفت میں کہ سدا نہیں	۲	سرنیس یہاں جو مصلحت کار نہیں
۳	جلوہ دکھلانے سے دہاں بطلب بکار نہیں	۳	ہم بھی کہتے ہیں کہ ہم طالب دیدار نہیں

۱	خارہوں زارہوں پر اسکی نظر پڑی نہیں	۱	کیونکہ کہدوں کہ پناہ نگہ یار نہیں
۲	مے ہی میٹھے گا کبھی گریہ ستاح اپنا	۲	ہے فلک کچھ ترے کشتانہ کی دیوار نہیں
۳	طلبِ وصل پہ خاموش ہیں اور میں کم گو	۳	یہ بھی اقرار ہے ایسا کہ کچھ اقرار نہیں
۴	جان دیتے ہیں بس اب اہل ہوس بھی بچھیر	۴	گرچہ مرنے والوں یہ مرنے بھی سزاوار نہیں
۵	سینہ میں جان کا ہو جائے گا ہر مشکل	۵	دل کا لانا تو تری بزم سے دشوار نہیں
۶	محفلِ غیر سے اس حال سے لاؤں اسکو	۶	کہ قیامت کے برابر تری رفتار نہیں
۷	برق و عشرت کھوں کچھ سوچ کے گر کچھ دم لے	۷	ٹھہرتی دل میں تو وہ شوخی رفتار نہیں
۸	معاذِ عاقبت جلوہ سے غل جاتا ہے	۸	میں تو موسیٰ کی طرح طالبِ دیدار نہیں
۹	یہ نزاکت نہیں ضد ہے کہ سرے قتلِ پیم	۹	بات نہ اٹھالیتے ہو تلوار سے تلوار نہیں
۱۰	لاکھ پھرتا ہوں پر آغاز اور انجام ہے ایک	۱۰	حاصلِ کار بجز گردشِ پرکار نہیں
۱۱	آبشیاں اپنا سراپا ہے اگر خار تو کیا	۱۱	اکٹھ میں برق کی کھٹکا کرے دُشوار نہیں

اک غزل اور کہ آخر یہ سخن ہے انور

سخن اک بات ہے اور بات تو دشوار نہیں

۱	وصلِ اغیار سے گر مطلب اٹکا نہیں	۱	ہم بھی کہتے ہیں کہ ہم طالبِ دیدار نہیں
۲	ایک یہ بھی تری شوخی ہے کہ تلوار نہیں	۲	مجھ کو بھی کچھ خلشِ عاقبت کا نہیں
۳	گر یہی دورہ اغیار ہے مثلِ پرکار	۳	آپ پھر کیا ہیں اگر نقطہ پر کار نہیں
۴	کیا ہوا ہو گیا اگر تانیں سر پہ مرے	۴	آسمان پر تو کہیں سایہ دیوار نہیں

۵	عشق میں بلبے درستی شکستِ باز	۵	جنس غمِ مفت ہے اور کوئی خرید نہیں
۶	شائد آجاؤں کنبِ پا میں تیرے اسلئے میں	۶	تا تو انی سے ترے راہ میں ہوا خا نہیں
۷	ہم فغاں کرتے ہیں ایسا ہے کہ ہو لیکھا	۷	بختہ وہ کانوں پر رکھتے ہں خبر دار نہیں
۸	سینے میں دل سے لگاتا جگر کچھ بھی نہیں	۸	تیری ممانی کو اسے تیر نظر کچھ بھی نہیں
۹	کہتے ہو پاس عدو مد نظر کچھ بھی نہیں	۹	کیا یہ چمک یہ اشارے میں اگر کچھ بھی نہیں
۱۰	کیا یہ کہتے ہو محبت میں اگر کچھ بھی نہیں	۱۰	الو راقت کی قدرت پہ نظر کچھ بھی نہیں
۱۱	دل کو کیا جانتے ہو دل کی خبر کچھ بھی نہیں	۱۱	کچھ قیامت سے سوا ہے یہ اگر کچھ بھی نہیں
۱۲	دل ہے یک قطرہ خوں سینے میں کام کا	۱۲	بس ترے رونیکو اے دیدہ تر کچھ بھی نہیں
۱۳	دم گے دم ٹھہرے تو مرنے ہی کی تدبیر کروں	۱۳	کچھ تو مہلت دے مجھے دردِ جگر کچھ بھی نہیں
۱۴	میرھی تر چھی کوئی پڑ جائے تو دیکھے و غلط	۱۴	اور یوں کہنے کو تو بزنق نظر کچھ بھی نہیں
۱۵	کچھ کہیں کیا کہ اسی میں ہے نہاں کچھ سرا	۱۵	نظر آتا ہے تو مضمون کر کچھ بھی نہیں
۱۶	ہے ہواک مہر جیس جلودہ فرد زابام	۱۶	تو سمانا مری نظروں میں تو کچھ بھی نہیں
۱۷	بارش تیر جفا بارشِ باراں ہی سہی	۱۷	پر سمجھتی یہ تری سینہ سپر کچھ بھی نہیں
۱۸	مژدہ اے بختِ عدو وہاں پہنائشِ نظر	۱۸	حسرت اے جذبہ دل تجھے میں اگر کچھ بھی نہیں
۱۹	تیروری چڑھنے لگی عرضِ تنہا کیا ہو	۱۹	خیر کچھ بھی نہیں اے عہدہ گر کچھ بھی نہیں
۲۰	نہ مری جان کی خواہش نہ مری لگی طلب	۲۰	دل میں کیا کچھ ہے کہ منظور نظر کچھ بھی نہیں
۲۱	یہ چلن کیا یہ روش کیا یہ طریقہ کیا	۲۱	ابھی طوفاں ابھی اے دیدہ تر کچھ بھی نہیں

زندگی چند نفس اور ہوا میں سرشار

دل ہوا خون جگر آب ہوا جان ہوا

گریہ بے رنگ ہر نالہ مرا بے تاثیر

تو اور ایک حسن کہ عالم کی نظر میں کیا کچھ

تیری رفتار ہے اثبات قیامت پُرل

دھوم ہے مہم کیوں ہوگا اگر یوں ہوگا

مجھ کو کچھ کچھ نظر آتا ہے یہ کیوں کر کم دلی

تیغ و خنجر کی عبت فکر ہے عاشق کے

ہیں سرے سینہ میں جان بگڑا دل باقی

کفر توڑا نہ برہمن کا نہ کبیر زاد

قتل کرتا ہے دم غرق یہ کس تیرا

وہاں تسم اور ادھر وصل کے سامان کیا کچھ

نہ تو سینہ میرا دھویا نہ غبارِ دل یار

دیکھ تو کون ہے آشوبِ تجبلی منظور

غیر سے یہ بھی ہے اک گھات کہ چرا کا

دل تو ایک کاش جانِ جان ہے اک نزل

بات تو یہ ہے کہ کچھ کھوی کے کچھ پاتے ہیں

اک جناب لب دریا ہے ہنر کچھ بھی نہیں

کچھ کا کچھ یہاں تو ہوا کھو خبر کچھ بھی نہیں

ہوں میں کہنے کو ہنر مند ہنر کچھ بھی نہیں

میں اور ایک جاں کہ پھرتی ہی نظر کچھ بھی نہیں

کہ یہ بچہ شعبہ دہ کیا ہے وہ اگر کچھ بھی نہیں

بس بس اسے نالہ ناکام اثر کچھ بھی نہیں

آئینہ پیشِ نظر مد نظر کچھ بھی نہیں

ہے کرتیخ اگر زیب کر کچھ بھی نہیں

حضرتِ عشق کے آثار مگر کچھ بھی نہیں

ہاں سلیقہ تجھے لے شعبہ دہ اگر کچھ بھی نہیں

ہائے کیا کیجے کہ یہاں زیب کر کچھ بھی نہیں

یہاں تمنا اور ادھر مد نظر کچھ بھی نہیں

نوجو سب کچھ ہے قواسِ دہر کچھ بھی نہیں

پاک اسے دیدہ بے باک نظر کچھ بھی نہیں

ہے شرارت کہ نظر میں تری شر کچھ بھی نہیں

روزِ آغاز ملا مجھ کو مگر کچھ بھی نہیں

جائے گر عشق میں دل جائے ضرر کچھ بھی نہیں

دور کر حید سے اب آپ لپٹ جا آخر	۲۲	تیری ترکش میں کماندار اگر کچھ بھی نہیں
اجل پائے سکتے کا عصا ہی ہوتا	۲۳	ماتے یہ نالہ گم کردہ اثر کچھ بھی نہیں
تم قویوں محو ستم ہو کہ مگر پیش خدا	۲۴	اہل فریاد دل در درو جگر کچھ بھی نہیں
ڈالے مانہ تو ہو تلبہ ہے کچھ انور حاصل	۲۵	کیوں کہوں اشک نشا کا ثمر کچھ بھی نہیں

اس سب غم میں بچے ہیں نہ بچیکے انور
جم گئی شام سے دل پر کہ سحر کچھ بھی نہیں

ردیف واو

رہبری کیا رہروان منزل تسلیم کو	۱	جاوہ جاوہ خضر ہے اس راہ کی تعلیم کو
خاک ہو کر بھی نہ چھوڑا بغرت و کیرم کو	۲	خود بگواہ بکے اٹھے اپنی ہم تقسیم کو
چھینا ہے ہم کو ذکر طول شہا فراق	۳	دیکھتا ہے ایک دن روز امید و سیم کو
کیا کہوں کہتے ہی میں ساتی فریاد نہیں	۴	ورنہ واحظ یہاں دکھا دوں کون تسلیم کو
جب تواضع سے جھکے خجالت سے دامن گیا	۵	تیغ کا خم جانتے ہیں ہم ختم تسلیم کو
رنگ بدلا و ماں طبیعت نے ہوائے غریب	۶	آج وہ محفل میں کیوں اٹھے ہسری تعلیم کو
کچھ کا کچھ کرتی ہے دم میں گردن ختم ختم	۷	اے ختم بھونکے تو سال کی تسویم کو
دشمن ہسرخچے جا اتولے بالا بلند	۸	آسماں پہلے ہی سے خم ہو گا تسلیم کو
دو ادھر سے آئینے او چار ادھر کو ادھر	۹	بن پڑ گئی کیا تھیں روز اسبہ و ہم کو
جو بلا اتری نلک سے جھک گئی گردن مری	۱۰	جو اٹھا فتنہ زمیں سے میں اٹھا تقسیم کو

۱۰	ظرف عالی رکھتے ہیں اتنی ترے عقیدہ دل	ایک چسکی میں اڑا دیں کوثر و تسنیم کو
۱۱	طالع بد اپنا سوگروں میں رہ ہی رہا	میم ہی گویا کہ میم آیا جب اٹل میم کو
۱۲	کون آتا ہے سرے بالیں یہ ہم کو	وہ دھکے دھکے اٹھا آتا ہے مجھے تعظیم کو
۱۳	برق کو بکھر ہونہ وہ قاتل کہ خود بخوبی پست	اور روزگار نازہ بسمل کی طرح تعلیم کو
۱۴	ایک دل اور روزگار و حقہ موتے مرہ	ماں باب اے تیغ نگہ و کھیں تیری یوم کو
۱۵	رسم درہ آدمیت میں نہ جو کہ ہم کہیں	وہ بد دل اٹھا تو یہاں اٹھنا ہوا تعظیم کو
۱۶	جادو خاموشی ہے اور بانگ شکست آزد	اک جرس ہے کاروان منزل تسلیم کو
۱۷	سادول دہوں کہ میں سمجھاہ وقت قتل بھی	باتھ اٹھایا قتل کو قتل تل نے تسلیم کو
۱۸	دل میں تیرے اے صنم گرفتار خدا بکنا خیل	نوڑنا تھا اپنی جانب پہلے ابراہیم کو
۱۹	ناہد اپنی فکر کر اور یہاں تو وقت بار برس	کہ اٹھنے کے کچھ نہ کچھ روز امجد ویم کو
۲۰	ایسی قربانی کے صدقے دوست نسبت	ہیں فوج اللہ کہتے ہیں ابراہیم کو
۲۱	ہم سب خان کی میں کیا تو میں کا ہے فکر	اپنی اکبہ سے نکالا ہم نے تاویم کو
۲۲	حق تو یوں ہے حشر تک نہتے نہیں آداب حق	وہ لحد پر آئیں اور اٹھیں ہم تعظیم کو

دل میں بحر الفت سانی ہے انور موج زند
جانتا ہوں ایک قلعہ کوثر و تسنیم کو

۱	محبت ہو تو برق جسم و جان ہو	وہ آتش کیا کہ سیبہ میں ساں ہو
۲	نہیں ہوا در پھر کہنے کو یہاں ہو	حریف بد گماں کے ہم گماں ہو

تجربہ فرط شوق دید سے ہوں

سُنی جاتی ہو جب محشر میں دُ

وہ ہستی سہی یوں گئی ہے

جو سچ ہو وعدہ دیدار اُن کا

منجھ سے پھوڑنے میں عُذر کیا ہے

تھیں وہ پردہ یہاں ہے یزداری

مڑکا جاتا ہے دم سینہ میں کیا کیا

چھبائے ہم سے کیا کیا راز اپنے

رہے کیوں تلمیٰ فریاد کا ذکر

زلیخا پر نہ ہو کیوں نازش عشق

عدو خوش خوش ہے کچھ کمزور

دلا ہے بیٹھے رہنے کا سہارا

اسی میں قبضہ سمجھا ہوں اُل کا

یہاں بیٹھے ہو کچھ اُکھڑے اُکھڑے

وہیں مجھ کو بھی دیکھو تم جہاں ہو

تو اپنی ختم کیونکر دستاں ہو

جو پھر ہو تو انہیں پر کچھ گماں ہو

تو باتوں میں قلیت کیوں حیاں ہو

مگر اُکا ہی سنگ آستان ہو

میرے دل میں نہیں تو پھر کہاں ہو

گلے پر کاش خبر ہی رواں ہو

اگر کوئی ہمارا راز داں ہو

اگر شیریں کی ہشیریں طاساں ہو

کہ جب یوسف متاع کار داں ہو

ناموں کا بھی تم بے دماں ہو

جہاں ہو اور تمھارا آستان ہو

کہاں تک دیکھے ضبطِ فغان ہو

نظر ملتی نہیں دل سے کہاں ہو

سرِ اُپسوز ہے اُفت میں انور

عجب کیا ہے اگر آتشِ نیاں ہو

بلکے تم سے یہ کیونکر گماں ہو

گماں جس جان پہنچے تم دماں ہو

۱	ہیں میں اور کہتے ہو کہاں ہو	۱	مگر تم بھی مجھی سے بدگماں ہو
۲	شکستِ دل سے لب تک بھر رہی ہے	۲	کہوں کیا کچھ جو کہنے میں زبان ہو
۳	یہی چپے تو اپنا رازِ الفت	۳	نہاں ہے سب اور بے بیان ہو
۴	کسی پر وہ ہیں ہو گوسا سے ہو	۴	کہیں ہو پر تصور سے یہاں ہو
۵	یہ حسرتِ خوں نہ ہو دلیں تم ہو کیا	۵	کہ میرا سر اور اُنکا آستان ہو
۶	ہو امارا ستمِ عرض و فسا پر	۶	نہ اُنکو ہو فانی کا گماں ہو
۷	نظر میں فرطِ مستوری سے ہو تم	۷	نہاں جتنے ہوا تھے ہی حیاں ہو
۸	نظر بکرا ملا ہے مجھ سے دشمن	۸	کہ تم اُنکوں میں کافر کی نہاں ہو
۹	چلو و اعطا کو بزمِ انگی دکھائیں	۹	کہ روزِ حشر میرا ہنر باں ہو
۱۰	کبھی کا دوست تھا درباں بھی نہ	۱۰	ہمارا سر اور اُنکا آستان ہو
۱۱	یمن میں ہے عرضِ مسکن سے اتنی	۱۱	کہ تدرجِ ریتِ آد آشتیاں ہو
۱۲	مذاقِ عشقِ دباں پہنچا کہ مجھ کو	۱۲	حدیثِ تلخ و دشمنِ نوشجاں ہو
۱۳	نہ اُنٹھے پہلوئے دشمن سے ہرگز	۱۳	سبک ہو کس قدر کہتے گراں ہو
۱۴	نہ ملنے کا نیا یہ عذر دیکھو	۱۴	دو مجھ سے ملے کہتے ہیں کہاں ہو
۱۵	لحد میں یاس سے دیکھئے کیسکو	۱۵	کوئی زیرِ زمیں بھی آسماں ہو
۱۶	یہ از خود رفتگی اتنی لمبے ہے	۱۶	کہ تم مجھ سے کبھی پوچھو کہاں ہو
۱۷	سہ یوں ذکرِ خاموشی میں اُنکا	۱۷	کہ دل سے جاری اور ساکت زبان ہو

۱۶	قباحت لہجہاں کی اور مجھے سہل	۱	محبت کا بری کیا امتحاں ہو
۲۰	کوئی سمجھے کہیں یوں اپنے دل سے	۲	وگر نہ تم اسی جا ہو جہاں ہو
۲۱	نگاہوں سے مجھے کیونکر گرایا	۳	نراکت میں جو یکتا ہے جہاں ہو
۲۲	تم اور خلوت میں آئینہ سے کیا کام	۴	کوئی دیکھے تو کیا کچھ بدگمان ہو
۲۳	خمار سے کا پردہ ہے وگر نہ	۵	حقیقت میں مجھ سے سرگراں ہو
۲۴	بجرا سکے کہ ہے خلوت میں ہر دم	۶	وفائے غیر کا کچھ تو میاں ہو
۲۵	حدیث شوق کا مہر جان دل ہے	۷	رہی کچھ دلیں نہاں کچھ عیاں ہو
۲۶	مگر درباں مرا بخت سلا ہے	۸	کہ سر میرا اور انکا آستان ہو
۲۷	لے اے درد دل اتنی تو صدمت	۹	کہ دل خوں ہو کے آنکھوں سے روان ہو

۲۸ — یہ تھوڑا ہے کہ جو چپ چپ ہے انور
خدا ناکر وہ جو گرم فغاں ہو

۱	ہو گئی آتش بیانی قمر مجھ دلیگر کو	۱	کان رکھ کر وہ نہیں سنتے بری تقریر کو
۲	قابل تحسین کیا ہے لطف زخم تیر کو	۲	لوٹنے کا حوصلہ دونا ہوا انجیر کو
۳	ہر صدا اسکی بلاتی ہے سپر پیر کو	۳	نانہ دل سے بنایا ہے بری زنجیر کو
۴	لائے ہیں باتوں سے ماں اس عالم تصویر کو	۴	وختیں میں ہیں غنیمت شہنشاہ تقریر کو
۵	دل مراد توڑے غم وشت گردی چھینا	۵	توڑ دے اسے دست دشت بازئی زنجیر کو
۶	غیر اس صدم چرائے اور یہاں سا نیت	۶	ہم تو اپنا دم سمجھتے ہیں تم شیر کو

۴	کیا مل جائے ہم اس کے دل سے نقش یا غیر	۵	جب مٹا سکتے نہیں اپنے خط و تیر کو
۶	گر فلک سے ہم بڑے میٹھیں تو کہنے کی بات	۷	تم تو آخر جانتے ہو ناز و شبگیر کو
۸	گو بظاہر ہے حریف سر شکن یہاں	۹	ایک ربط معنوی ہے شمع سے گلگیر کو
۱۰	کہتے ہو وقت سوال و دل کٹیں ہر نہیں	۱۱	پڑھ لیا ہے تم نے کیا میرے خط و تیر کو

ہم سے انور کو کہن کو عشق میں مبتلا نہیں

کون مانے عہد کی تقدیم اور تاخیر کو

۱	ضعف میں کہنے رہا کی قید کی تدبیر کو	۱	دستوں سے بھر دیا ہے خانہ زنجیر کو
۲	تابِ نظارہ نہیں خود عاشق و لگیر کو	۲	بے نقاب اس نے رکھا ہے کٹے پر تو زور کو
۳	وہ اور آنکھوں سے لگائے غیر کی تسویر کو	۳	دیکھتا ہوں زور و کلب کا تب تقدیر کو
۴	پٹے الفت درمیان ہے گو جنوں کا زور	۴	کوئی خالی چھوڑتا ہوں خانہ زنجیر کو
۵	دیکھ کر تنہا فی سرا کہتے ہیں دیکھا ایک ہے	۵	سنگِ سر سجھا ہوں اپنے رنگ کی تفسیر کو
۶	وہم یہ گداز کہ صورت آشنا ہو گا جہاں	۶	ہم نے اک عالم میں جب دیکھا تیری تصویر کو
۷	وصل کی شب صبح ہو نیکی خوشی اللہ کے	۷	دل سے سنا ہے اذان صبح کی بے ر کو
۸	اک تیری پاس ناکت سے دلی محبت میں	۸	دل نے چھوڑا آہ کو اور آہ نے تاثیر کو
۹	اسے دُعا ہے صبح کا ہی مجھ کو اب بھی کچھ	۹	بے اثر سمجھا ہوا ہوں ناز و شبگیر کو
۱۰	دل بھرا آتا ہے اُس صیاد نو آموز کا	۱۰	یار اب اک دل کے عوض سو دل میں زنجیر کو
۱۱	کیا وہ اک پروانہ کا مرنا کہ جو بس کا قصا	۱۱	اُپڑی ہے لاک ہی شمع سے گلگیر کو

غیر کی تقدیر میں جو کچھ کہ چاہا لکھ دیا	۱۲	داوری سچا کہوں میں کاتب تقدیر کو
کاوشوں ہی کاوشوں سے مرسو کبریا	۱۳	دل سے لایا ہے مگر فواد جوئے شیر کو
وہاں بکھائی بے نیازی یہاں تائی دلتی	۱۴	پیر و مرشد جاتا ہوں آسمان پیر کو
رہا پیوستہ اسے اور چند جو سر نہ لے	۱۵	ہے بہت مشکل تری چٹکی سے چٹنا تیر کو

اک غزل ہوا اور بھی کچھ قول ناصح تو نہیں
انور اس قنول میں کیا دخل ہے تقصیر کو

— ۱۶ —

بھکو دیکھو اور پیام وصل کی تقریر کو	۱	اک جہان ظلم لازم ہے ہری تقصیر کو
اور جرم رہزنی پر ہو سزا نچیںد کو	۲	دل میرا اڑ کر لپٹ جاتا ہے اُٹکے تیر کو
کیا کہوں فکر کشا و خاطر دلیںد کو	۳	نست دشمن میں بحسرت دیکھتا ہوں تیر کو
ناز اُسکے ناز پر ہے غیر تر تقصیر کو	۴	کھینچتے کھینچتے اک قیامت چاہئے شمشیر کو
حال میرا غیر ہے جو برسرا بازی ہیں وہ	۵	انقلاب ہر گیسے رنگ کی تفسیر کو
میرے جذب دل سے ادھیری نظر سے جمال	۶	چھپکے جانا آپ کو اور بچکے چلنا تیر کو
اسے تصور آخرش اک شور کش عالم ہے تو	۷	تو ہی لے آ کھینچ کر اُس عالم تصویر کو
ہم سے کیوں امن بچائے ہو کہ حفظ وضع	۸	پہلے ہی یہاں توڑ بیٹھے دست و ہنیر کو
شورش محشر کہاں ہے اب کہ قسمت ہوئی	۹	کچھ وہاں نظروں کو کچھ یہاں الہ شکیں کو
گر لکھا ہے نام دشمن ہی تو مرث سکتا نہیں	۱۰	جانتے ہیں ہم خط تقدیر اُس تحریر کو
زیست کا باعث ہے اذکار خیال قطع سے	۱۱	ہم رگ جاں کہہ نہیں سکتے ہری خمیر کو

۴	کیا ملائیگے ہم اسکے دل سے نقشِ یادِ غیر کو	۴	حبِ مٹا سکے نہیں اپنے خطِ وقتِ ریکو
۸	گر فلک سے ہم بگڑ بیٹھیں تو کسے کیلئے	۸	تم تو آخر جانتے ہو ناکہ شبِ بگیر کو
۱۰	گو بظاہر ہے حریفِ سرشکسِ میل میں	۱۰	ایک ربطِ معنوی ہے شمع سے گلگیر کو
۱۱	کتے ہو وقتِ سوالِ دل نہیں ہرگز نہیں	۱۱	پڑھ لیا ہے غم نے کیا میرے خطِ تقدیر کو

ہم سے انور کو کہن کو عشق میں بہت نہیں
 کون مانے عہد کی تقدیم اور تاخیر کو

۱	ضعف میں کئے رہائی قید کی تدبیر کو	۱	دستوں سے بھر دیا ہے خانہِ زنجیر کو
۲	تابِ نظارہ نہیں خود عاشقِ دلگیر کو	۲	بے نقاب اس نے رکھا ہے کئی پر تنور کو
۳	وہ اور آنکھوں سے لگائے غیر کی تسویر کو	۳	دیکھتا ہوں زورِ ملک کا تب تقدیر کو
۴	پائے الفت درمیاں ہے گوجنوں کا زور کو	۴	کوئی خالی چھوڑتا ہوں خانہِ زنجیر کو
۵	دیکھ کر منہ نہ فی سراکتے ہیں دیکھا ایک ہے	۵	سنگِ سر سجھا ہوں اپنے رنگ کی تجسیر کو
۶	وہم یہ گداز کہ صورتِ آشت ہو گا جہاں	۶	ہم نے اک عالم میں جب دیکھا تری تیر کو
۷	وصل کی شبِ صبح ہو نیکی خوشی اللہ سے	۷	دل سے سنا ہے اذانِ صبح کی بے ر کو
۸	اک تیری پاسِ ناکت سے وہی محبت ہے	۸	دل نے چھوڑا آہ کو اور آہ نے تاثیر کو
۹	اسے دُعا ہے بھگوا ہی مجھ کو اب بھی کھینا	۹	پے اثر سمجھا ہوا ہوں ناکہ شبِ بگیر کو
۱۰	دل بھرا آتا ہے اُس صیادِ نو آموز کا	۱۰	یارِ بیکِ دل کے عوض سو دل میں خبر کو
۱۱	کیا وہ اک پروانہ کا مرنا کہ جو بکا قصا	۱۱	اُڑی ہے لاگ ہی شمع سے گلگیر کو

غیر کی تقدیر میں جو کچھ کہ چاہا لکھا ہوا
 کا دھنوں ہی کا دھنوں سے سرسبز گریز
 وہاں لکھا آئی بے نیازی یہاں تالی آئی
 رہا پیوستہ لے اور جذبہ حسرت لے

۱۲ دواوری سچ کیا کہوں میں کاتب تقدیر کو
 ۱۳ دل سے لایا ہے مگر فزا جوئے شیر کو
 ۱۴ پیرو مرشد جانتا ہوں آسمان پیر کو
 ۱۵ ہے بہت مشکل تری چٹائی سے چٹنا تیر کو

اک غزل ہوا اور بھی کچھ قول ناصح تو نہیں
 انور اس قنول میں کیا دخل ہے تفسیر کو

— ۱۳ —

۱ محکو دیکھو اور پیام وصل کی تشریر کو
 ۲ اور جرم رہنمائی پر ہو سزا تجھ سیر کو
 ۳ کیا کہوں فکر کشاد خاطر و لکھ سیر کو
 ۴ ناز لکے ناز پر ہے غیر پر تفسیر کو
 ۵ مال میرا غیر ہے جو بر سر بازی ہیں وہ
 ۶ میرے جذبہ دل سے اندھیری نظر سے ہمال
 ۷ اے تصور آفرین اک تصور کش عالم ہے تو
 ۸ ہم سے کیوں آئین بچائے ہو کہ حفظ وضع
 ۹ شورش مشرکماں ہے اب کہ قسمت ہو گئی
 ۱۰ کہ کھانے نام دشمن ہی تو مٹ سکتا ہیں
 ۱۱ زیست کا بائست ہے او کل خیرال قطع سے

۱۲ اک جہان ظلم لازم ہے ہری تفسیر کو
 ۱۳ دل میرا اڑ کر لپٹ جاتا ہے اُسکے تیر کو
 ۱۴ شست دشمن میں بھرت دیکھتا ہوں تیر کو
 ۱۵ رکھتے رکھتے اک قیامت چاہے شمشیر کو
 ۱۶ انقلاب ہر گئے رنگ کی تفسیر کو
 ۱۷ چھپکے جانا آب کو اور بچکے چلنا تیر کو
 ۱۸ تو ہی لے آ کینچی اُس عالم تفسیر کو
 ۱۹ پہلے ہی یہاں توڑ بیٹھے دست دہنگیر کو
 ۲۰ کچھ وہاں نظروں کو کچھ یہاں ناز بشگیر کو
 ۲۱ جانتے ہیں ہم خط تقدیر اُس تحریر کو
 ۲۲ ہم رگ جاں کہہ نہیں سکتے تیری خم شیر کو

<p>نام زور بازو سے فرما دے ہی تو ہے سر ہے اس کا فرکا اذکیہ ہے دوتا لویا کوئی ایسی لمحہ قوری ہو انیزنگ عتق صدہ فرق نہیں اٹھتا تو کس کس لیے</p>	<p>۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵</p>	<p>شمع بزم خود نمائی کہتے جو مے شیر کو پڑو یا ہم نے جبین غیر کی تحریر کو ان پہ ہم پر فائدہ دیکھیں شمع سال گلگیر کو دیکھتا ہے مجھ کو دل اور میں سپریر کو</p>
<p>۱۶</p>	<p>پنہ واعتبار نہ پوچھ انور کہ کس کس فکر میں دیکھتا ہوں دمدم دست گریباں گیر کو</p>	
<p>عشق ہے عشق محبت کی اما سے مجھ کو گشتہ عشق ہوں کیا کام قنا سے مجھ کو اب نہ شرمائے کوئی عذر جنا سے مجھ کو جو رہہ سہکے غیث عشق ہو کہ محشر میں مگر بوجہ آموز محبت ہے ادا سبخی شوق ہے ستم تو مگر اک لطف سے معوی کیا ہو لاکے دماں چھوڑ دیا مجھ کو جمال سے بڑھو بندہ مجرم و بیمار و اسیر اسکا ہوں ڈال دوں زیر قدم دلو جو لٹا چوبیس اسکو بھی راہ بھلا دے مری بیانی نے دماں نہ دامن ہی نہیں جیسے کوئی لاکھ پڑا</p>	<p>۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱</p>	<p>بوشش با تہ ہے نوا ہائے در سے مجھ کو اُس نے مارا ہے دم نوح فر سے مجھ کو کچھ تو کہنا ہے کسی روز خدا سے مجھ کو بخشو ایٹھے جنا کار خدا سے مجھ کو راہ کچھ ٹیڑھ ہوئی راہ نما سے مجھ کو اُس نے مارا ہے محبت کی اول سے مجھ کو اب بھی شکوہ ہی رہا راہ نما سے مجھ کو کچھ تعلق ہے تعلق ہیں خدا سے مجھ کو اُس کی منزل کے کسی ابلہ پاسے مجھ کو راہ منزل نہ ملی راہ نما سے مجھ کو فائدہ کیا ہے سر سے دست بر سے مجھ کو</p>

<p>۱۲ اس نے مارا ستم آمیز اور اسے مجھ کو ۱۳ کیا قیامت کو ملائی گئے خدا سے مجھ کو ۱۴ ماتھ آئے ہیں کسی زلف دقا سے مجھ کو ۱۵ یہ سبق یاد ہے تعلیم فنا سے مجھ کو ۱۶ کہیں ٹٹا کیوں اٹھنا نہیں جائے مجھ کو ۱۷ اگلی ہے نہ جفا سے نہ وفا سے مجھ کو ۱۸ بات کرنے کی ہوئی اس خدا سے مجھ کو ۱۹ زندگی مل گئی خاک شہدا سے مجھ کو ۲۰ آزماتے ہیں جفاؤں پڑنا سے مجھ کو ۲۱ بے بڑی اس تیرے علم و حیا سے مجھ کو</p>	<p>نن سکو گے کہ ہر اک شخص کہیگا اک دن جو نہ کام آئے یہاں کام ہے پھر کیا ہے دل کے الجھاؤ کہ لہرا رہاں جتنے کھلے کچھ نہیں ہستی ہو ہو م میں جز گردنا اُسکے در پر صفت نقش گیسٹا ہوں دھیان یہ ہے کہ محبت کی بنا ہوں بس حشر کو واسطہ قرب ہے بیدار کشی انکی مٹی میں مگر آب بقا ساری ہے اکٹھ مٹی نہیں اور آپ ملے جاتے ہیں تو نے شرا کے نہ کی ایک گندہ کی پریش</p>
---	--

۲۲ غم عصیاں میں جو مضطر مجھے دیکھا انور

اس کی رحمت نے دئے لاکھ دلا سے مجھ کو

<p>۱ اور کو اس سے بندے سے خدا سے مجھ کو ۲ اس ہے درد سے نفرت ہے واسے مجھ کو ۳ چارہ فرما نظر آتے ہیں خفا سے مجھ کو ۴ ملگتی طوف مزار شہدا سے مجھ کو ۵ اس ہے نیر کو نفرت ہے شفا سے مجھ کو</p>	<p>۱ یاں کیوں ہو غم فرقت کی وفا سے مجھ کو ۲ اب جو صحت ہو تو دشمن کی دغا سے مجھ کو ۳ مجھ سے نفرت ہے انہیں میں کہ دوا سے مجھ کو ۴ راہ وہ جسکی تمنا ہے ردا سے مجھ کو ۵ کام کیا در محبت میں دولا سے مجھ کو</p>
---	--

دیکھ سکتا نہیں آزادِ دعا سے مجھ کو ۶
 جو نہیں ہو طلب اسکی ہے خدا سے مجھ کو ۷
 ہجر کا بیج کہ افزوں ہے قضا سے مجھ کو ۸
 بابِ رحمت نہ کھلے یوں تو یہ ہے بات ہی ۹
 کیا خبر ہے کہ نگہ اُس کی ادھر کو ہی ہے ۱۰
 میں کہیں اور ہوں سامانِ تعلیق میں افس ۱۱
 مجھ سے ملنا نہیں اور یوں الگ آنا جانا ۱۲
 مر کے ہمیں تر از زندہ جاوید رہا ۱۳
 ہے تو دل کے لئے اک گونہ پیشِ منظر ۱۴
 ہو کے آزاد ہی چننے یوں ہی ہنگامِ سیر ۱۵
 چرخِ کج باز نے دنیا کے دکھا کر نیزنگ ۱۶
 سختیاں کھینچ کے ثابت قدمِ عشق رہا ۱۷
 عشق کا نام بُرا جنت کے سب کامِ خراب ۱۸
 میں گنہ کر کے گنہگار تھا را کھڑا ۱۹
 شوقِ کامل سے نکل آئی جُدارِ اہلِ نول ۲۰
 جو گنہ مجھ سے ہوا حق کیا مال یا ۲۱
 سو کہی اور پش کی نہ کہی ایک کبھی ۲۲
 ہاتھ اٹھا ہے تنائے دعا سے مجھ کو ۲۳
 یاس سے یاس ہے تائید دعا سے مجھ کو ۲۴
 اک نہ اک روز ملا دیگا خدا سے مجھ کو ۲۵
 ہے توقع تو بہت آہ رسا سے مجھ کو ۲۶
 کیا ڈراتا ہے کوئی روزِ جزا سے مجھ کو ۲۷
 مجھ سے نفرت ہے فنا کو تو فنا سے مجھ کو ۲۸
 ہے رگنی تیرے کو چے کی ہوا سے مجھ کو ۲۹
 چھپھری چھپھری ہے ہر وقت قضا سے مجھ کو ۳۰
 وہ کیا کام کسی شیخِ ادا سے مجھ کو ۳۱
 رہا تھا کس قدر اک زلفِ وٹا سے مجھ کو ۳۲
 میں ڈالاکسم لطفِ ناسا سے مجھ کو ۳۳
 کھل گیا رنگِ وفا طرزِ جفا سے مجھ کو ۳۴
 لوگ ناکام بتاتے ہیں وفا سے مجھ کو ۳۵
 نسبتِ خاص لگی ہاتھ خطا سے مجھ کو ۳۶
 کچھ تعلق نہ رہا راہِ ناسا سے مجھ کو ۳۷
 حوصلہ اور ہوا انکی جیسا سے مجھ کو ۳۸
 لاگ ہے بلبلِ آشفہ تو اسے مجھ کو ۳۹

اک محبت میں بسر کی ہے سوز بھی لکے ۱۲ خوف کیا پرستش ہنگام جزا سے مجھ کو

۲۵۶ — دلِ آسودہ بھی دُنیا میں کہیں ہے انور
غیرت آتی ہے مری آہ و بکا سے مجھ کو

روایت ہا۔

ترچھی اُفائیں رکھتے ہیں سیٹھ جلن کے ساتھ ۱ اک بانگین کے چلتے ہیں وہ بانگین کے ساتھ
جاتا ہوں بزمِ غیر میں اُس سیتن کے ساتھ ۲ اپنی ہر ایک چال ہے دیوانہ پن کے ساتھ
گردن بندھی ہے زلفِ شکن شکن کے ساتھ ۳ وابستہ اک جہاں ہے ترے اس رسن کے ساتھ
ماز و ادا و غمزہ و شوخی و فن کے ساتھ ۴ آئے وہ انجمن میں تو اک انجمن کے ساتھ
ڈالابے وحشتوں نے نئے چرخ میں مجھے ۵ پھر تباہوں ایک پاؤں سپر کہن کے ساتھ
ہوں بعد مرگ حسرتِ مردہ کا سو گوا ۶ اک ماتی لباس ہو میرے کفن کے ساتھ
اللہ سے اپنی خوبی گفتار کا خیال ۷ آپ سے نکلے جاتے ہیں اپنے سخن کے ساتھ
مے پی کے لوٹتے ہیں درِ خانقاہِ یر ۸ تقویٰ کی ایک چھتر ہے ستانہ پن کے ساتھ
رحمت سے وقتِ قتلِ مرے خاشی تیری ۹ عاشق میں جان آتی ہے ہر سخن کے ساتھ
رہتا ہوں یار کے لبِ دندان کی یادیں ۱۰ دُرخدن برستے ہیں لعلِ یمن کے ساتھ
ہے ضعف و ستگیر تو کوچہ میں یار کے ۱۱ اک دن لپٹ چلیں گے بہارِ چمن کے ساتھ
انصاف اپنا روز قیامت بھی ہو چکا ۱۲ کشتوں کا حشر ہو گا اسی تیغِ زن کے ساتھ

۱۳	زخمی تمھاری تیغ کے انداز پسند ہیں	۱۳	قیمت نمک کی تیز بہشک خنک کے تھے
۱۴	مردہ ساہوں فراق وطن میں پڑا ہوا	۱۴	شائد کہ رُوح کو بے قلعوں وطن کے تھے
۱۵	الفٹ میں تیرے قد کی مجھے لائن ثابت ہے	۱۵	ایک ایک سرو باغ و بہارِ بوہن کے تھے
۱۶	مرا ہوں ایک شیخ کے رنگِ سیح پر	۱۶	آتی ہے جان بوسے گلِ یاسمن کے تھے
۱۷	پھرتے ہیں تازہ فتنے اٹھانیکی فکریں	۱۷	چکرتے ہیں آپ بھی ہیں سپہر کمن کے تھے
۱۸	ناکامی وصال کو پیغام ہے مجھے	۱۸	شیریں کا ذکر بھی نہ کرو کوہن کے تھے
۱۹	جو روحِ جفا و ناز سے کرتے ہیں پامال	۱۹	چلتے ہیں ایک چال کو سو سو وطن کے تھے
۲۰	آیا ہے میرے رنکی سنکر وہ بدگماں	۲۰	کوئی لپیٹ دو مجھے زندہ کفن کے تھے

انور جو صد پہ آئیں تو کیا اہلِ چرخ ہے
اب بچوں تک دیتے ہیں نفسِ شعلہ زنج کے تھے

۲۱

۱	مٹتے قدم قدم پہ ہوئے سایہ بیکے ساتھ	۱	مٹش لگا ہوا ہے تمھارے چلن کے تھے
۲	بے بندیاں زبان بھی لڑچکن کے تھے	۲	اچھی بھیکگی اُس صنم کم سخن کے تھے
۳	بیخود ہوں ایک جلوہ حیرتِ فلک کے تھے	۳	بُت بگیا ہوں اس بُت گلِ برین کے تھے
۴	جلتا ہوں تیری بزم میں ہم فن کو دھیکر	۴	ہے لاگ ہو گئی مجھے شمع لگن کے تھے
۵	ترکِ وطن میں روح نہ قالب میں ٹھہرتی	۵	پر باندہ کر رکھا ہے خیالِ وطن کے تھے
۶	عادتِ بگڑ گئی ہے نہ سوئیگے قبر میں	۶	برسوں لپٹ کے سوئے ہیں ان ستم کن کے تھے
۷	ہر دم زلزلِ آفت تو کا ہے انتظار	۷	آنکھیں لگی ہیں سفت سپہر کمن کے تھے

۱۰ یوں مجھ سے پانچ سو کو غربت میں چھوڑا کس طرح ادا مصر نکلتے نہ چاہے کہتے ہیں سنن جامہ دہری زندگی میں ہم بل بے نزاکت اسکی دم غصہ و غضب	۱۱ لے بہ طریق یاد بھی ہیں کچھ دہری کے ساتھ تھی اک کند شوق بھی دلو دہری کے ساتھ ہاں کچھ کھیلنے کے ساتھ ہمارے کھن کے ساتھ کھینچتے ہیں آپ پر دے جاو دشمن کے ساتھ
---	--

۱۲ انور دم گذار شیر احوال ہائے ہائے
 آئی ہے لب پہ جان نکل کر سخن کے ساتھ

۱ پاس رضا ریا ہے حکم خدا کے ساتھ لیجاو جاں بھی دل حسرت فرا کے ساتھ ہمت بڑھی کلیم کی لطف خدا کے ساتھ اڑتی پھری ہے خاک ہماری صبا کے ساتھ دیکھے تو کوئی شکل تمھاری حیا کے ساتھ لب تک تو اوصال صنم کی دعا کے ساتھ کیا قطع کیجے راہ طلب رہنما کے ساتھ تم دل میں کیا رہے جو ہے عا کے ساتھ اکا کھلا ہے ہاتھ ہماری خطا کے ساتھ اک دلکش خوشی ہے غم جاگزا کے ساتھ کیا کیا اٹھا ہے حشر عذو کو کھٹا کے ساتھ	۱ کرتے ہیں زندگی شب غم میں قضا کے ساتھ شوخی لگی رہے نگہ دلربا کے ساتھ دیدار کی طلب ہے گذر کلام سے آیا نہ رحم تجھ کو بھی اسے چشم اشکبار گویا کہ سب غلط ہیں دہری بد گمانیاں اے جان زار کچھ تو رہے پاس بھی منہ اٹھ گیا جدھر کو وہی ایک اداس میری نظر میں آو تو کچھ نکلے مدعا عرض پیام وصل پہ خنجر اٹھا لیا دل کا عجیب حال ہے امید وصل میں کیا کیا ہوئے ہیں دہریم شب اہل بزم
---	--

یہ سس سیاہ کاری انور کی بھی دیاں
ہوگی شب فراق بھی روز جزا کے ساتھ

۱	دشمن کے ناز اٹھاتے ہیں انکی جھلکے ساتھ	۱	آخر نبھانی ہے دل بُستلا کے ساتھ
۲	بدنامیاں مٹاتے ہیں عرض وفا کے ساتھ	۲	چلتے ہیں نقش کشتہ جو رجھا کے ساتھ
۳	کیونکر نبھائیے دل شکستہ کے ساتھ	۳	مرتا ہے ایک ایک قتل ادا کے ساتھ
۴	ہر قدم پہ بیٹھتا آتا ہے راہ میں	۴	لایا ہوں کس کی بزم سے دل کو لگا کے ساتھ
۵	بچوے ہیں کس خیال پہ زبا و پارا	۵	رشتہ نہیں ہے واہ روز جزا کے ساتھ
۶	میں بخود ان یار خدا کی سے غم	۶	کیا جانئے معاملہ کیا ہے خدا کے ساتھ
۷	لیتے ہیں لمحہ لمحہ سرے دل چنکیا	۷	شوحی وہ بات بات میں کچھ کچھ جھلکے ساتھ
۸	ضد سے ہری رہے وہ مخالف کے حق	۸	سیدھے سدا چلے فلکس کج ادا کے ساتھ
۹	بیدا میں بھی لطف کا دھوکا بنا رہا	۹	دیتے ہیں مجھ کو زہر ملا کر دوا کے ساتھ
۱۰	ہیں نقش دل میں غیر کی جا و بیاباں	۱۰	باتوں میں یگیا انہیں گھر تک لگا کے ساتھ
۱۱	بیٹھو نہ آسے بزم میں بے شرم و بیجا	۱۱	مجھ کو اٹھا دو پردہ شرم و حیا کے ساتھ
۱۲	چلتا ہوں رہ گزار طریقت میں بے سہرا	۱۲	گم کر دو راہ بھی ہوں قہ ہوں ہنا کے ساتھ
۱۳	کم التفایتوں کا سبب کچھ نہیں مگر	۱۳	بڑھتے ہیں اُنکے ناز مسری التجا کے ساتھ
۱۴	لے لگی ہے اپنی نظر سے تری نظر	۱۴	تقدیر جالڑی ہے ہماری تھنا کے ساتھ
	یہ سوچ ہے کہ ہونہ تکلف وصال میں		اُلجھا ہوا ہوں یار کے بند قبا کے ساتھ

۱۱ ہنس نہیں کے قتل کرتے ہیں عاشق کو بیگنا
 ۱۲ ترکِ حجاب کرنے میں کیا کیا خوشی خوشی
 ۱۸ آیا ہے میں نے حاملِ سعیِ کلیم و خضر
 ۱۹ ہے جوشِ دل میں یہ طلبِ صلِ یار کا
 ۲۰ کر نصفِ دپائے شوقِ مددگار ہے تو ہم
 ۲۱ رور و دیا ہے حالِ مرا غیر دیکھ کر
 ۲۲ ہر گام پر کہیں دلِ عاشق ہے سرِ ابرو
 ۲۳ اٹھی ہے ایک مٹھی کھٹک ساتھ سانس کے
 ۲۴ کچھ ضبط کا خیال ہے کچھ چارہ گر کا یاں
 ۲۵ کچھ بے حیاتی ہو تو بتی ہے بات اب
 ۲۶ ہر بار کیا ڈرتے ہو بیدار و جور سے
 ۲۷ مجھ سے رباں ملاتے ہو ایما و غیر پر
 ۲۸ جاتا ہے جو ادھر کو اسی سے بگاڑ ہے
 ۲۹ شرائے اور عدد کے نہ پہلو سے اٹھ سکے
 ۳۰ دیوانگی کی حد بھی ہے اب کے بہا میں
 ۳۱ میں و اعظوں کے حد سے ارادے جڑ ہو گئے
 ۳۲ کیسا ہنرمیں تم نے چھپایا ہے عیب کو

۱۱ ہے لطفِ سہمِل ستمِ ناروا کے ساتھ
 ۱۲ مطلب جو غیر کا سے سرے سرے کے ساتھ
 ۱۸ آتش ملی ہے طور کی آبِ بتا کے ساتھ
 ۱۹ جانِ آگنی ہے میری لبوں پر دعا کے ساتھ
 ۲۰ پہنچے ہو اسے پہلے وہاں یا ہو کے ساتھ
 ۲۱ کیا کیا حمل ہوئے ہیں دشمن کو لاکے ساتھ
 ۲۲ خستے سنبھل کے چلتے ہیں ناز و ادا کے ساتھ
 ۲۳ پہلو میں کون ہے دلِ حسرتِ فرا کے ساتھ
 ۲۴ سہتا ہوں دردِ عشق کے صدمے و دکھ کے ساتھ
 ۲۵ دُک تو اُسکے آگے بُخِ بسا کے ساتھ
 ۲۶ اک آپ بھی سہی فلکِ فتنہ زاک کے ساتھ
 ۲۷ چیتا ہوں گھونٹِ خون کے آبِ بقا کے ساتھ
 ۲۸ ہم بھی اُلٹتے پھرتے ہیں حلقی بوا کے ساتھ
 ۲۹ نکمیں اور حشر اٹھایا حیا کے ساتھ
 ۳۰ بڑھتا جنوں ہے جنبشِ موجِ ضبا کے ساتھ
 ۳۱ توڑی گئے تو بے اسکی ظلمِ حیا کے ساتھ
 ۳۲ دل میں کہہ دیتیں ہیں تو رخ کی جاکے ساتھ

انور وہ قتل کرتے ہیں دیتا ہوں میں دُعا

اک ربا بھی ہے اپنے وفا کو جفا کے ساتھ

آنکھیں دکھائیں غیر کو میری خطا کے ساتھ
 سوخی نگہ کے ساتھ تغافل جفا کے ساتھ
 آخر ہوا نہ ضبط بنسب وصل مدعی
 تیرے تم سے مجھ کو بلا منصب کلہم
 تیرا حجاب اُٹھتے ہی آیا وہ ناگہاں
 میں کیا کہ دشمنوں کی بھی قسمت اُن کی
 راو طلب میں شوق کی منظور ہو نور
 یارب غلط ہو فہم کج اندیش کا گناں
 دیتے نہیں کسی کو پتہ اپنے حال کا
 مے بے طلب ملی تو ہوئی یار کی طلب
 جوش فلق میں دیکھئے کیا مانگتا ہوتا
 گھر سے مجھے نکالتے رہے پر اس طرح
 کیوں شوق میں گرایے ساتھ اپنے بگن
 کہتا ہوں یہ نصیب نہ دشمن کو ہو فراق
 بلی کا نام زندہ ہے اب تک جہان میں
 مطلب ادا وہ کرتے ہیں ادا کس ادا کے ساتھ
 عشاق پر ہجوم بلا ہے بلا کے ساتھ
 ناز نکل گیا میری لب سے دُعا کے ساتھ
 اک وجہ گفتگو کل گئی خدا کے ساتھ
 شمر کے پاؤں کھل گئے بند بجا کے ساتھ
 ترجیحی ادا میں اور تیری باکی ادا کے ساتھ
 مٹتے قدم قدم پہ چلے رہنا کے ساتھ
 کچھ کہہ رہا ہے اُن سے جدا ہونے کے ساتھ
 بیگانہ بنکے چلتے ہیں ہر آشنائے کے ساتھ
 بندوں کے ناز بھی ہیں رائے خدا کے ساتھ
 یاروں کے دم نکلتے ہیں میری عاک کے ساتھ
 کہ مدعی کے ساتھ گئے مدعا کے ساتھ
 اغماض بھی ضرور ہے کچھ التجا کے ساتھ
 آئیں وہ کہتے جاتے ہیں میری عاک کے ساتھ
 تم بھی نباہ دو کسی اہل وفا کے ساتھ

۱۔ پھر تے ہی اسی اکٹھے کے دل بستہ ہو جاؤ
 ۲۔ ہم مالم خیال میں کچھ بھی نہ خوش ہوئے
 ۳۔ اب تو بڑا خیال تری رہنمائیوں کا ہے
 ۴۔ کہتا ہے ڈر کے ہاتھ دفا سے اٹھالیا
 ۵۔ آتا ہے بڑے دوست میں کافر بٹا ہوا
 ۶۔ جس دل کے ساتھ دل گرفتہ زاد کے ساتھ
 ۷۔ ہے رستگ خیر یاد لب جانفزا کے ساتھ
 ۸۔ محشر میں دیکھ لے گا خدا کی خدا کے ساتھ
 ۹۔ دشمن کی بات غلطی میری دعا کے ساتھ
 ۱۰۔ قاصد بھی ایک قیب ہے اپنا صا کے ساتھ

۲۱۔ کیا دھونڈتے ہو دہریس انور حال دست
 چند سے پھر دچلو کسی مریضہ کے ساتھ

۲۱۔

۱۔ ہے تصور سے تری تصویر پست آئینہ
 ۲۔ دل سے یوں بھاگے مرے کھنچ جائے دال تیرا
 ۳۔ دل یہ روشن اونہیں کچھ اپنی قسمت میں فرما
 ۴۔ ہو گئی آئینہ رویہ کو دور وئی کی دلیل
 ۵۔ پڑتی ہے بیٹور ہی اسکی نگہ سینہ تو کیا
 ۶۔ کیوں م آئینہ دلمی دو ہوئے ہم اور کس
 ۷۔ سامنے لے کے یہ بیضا متاج روئے دست
 ۸۔ لاؤں دل میں بھی جو اس آئینہ دلمی کا خیال
 ۹۔ دیکھے کیا پشت آئینہ کو تیرے عکس سے
 ۱۰۔ روئے آئینہ سے کیا ہے یہ حجاب جان بن
 ۱۔ بلکہ ہے ایک ماہ پر نور پست آئینہ
 ۲۔ ہے مگر اک نقش پر تخیر پست آئینہ
 ۳۔ جگہ گئی گویا میری نقدیر پست آئینہ
 ۴۔ کیوں بنی اسے مالک نقدیر پست آئینہ
 ۵۔ توڑ دیا دیکھتے یہ تیر پست آئینہ
 ۶۔ ہو گئی کیا ایک دم شہر پست آئینہ
 ۷۔ ہاتھ یہ ہے یہ وہاں تو قیر پست آئینہ
 ۸۔ شرم سے ہو چھپے تصویر پست آئینہ
 ۹۔ رو تو ہے رو مہر پر نور پست آئینہ
 ۱۰۔ چٹوٹک دی اے آہ پر تا تیر پست آئینہ

اس میں عکس رخ نیز ایا تیری طرح نور
بسکہ جو ہے روبرو تیرے کھٹکتے مجھے
سانے اتنا وہ کیوں رہتا ہے پر غم میں
ہوئے عکس انگن جو رخ تیرا تو یہ بے نور ہو
کیا اسکا بے سر زانوئے ناک ہائے ہائے

معصوم آئینہ اور تفسیر رشت آئینہ
انگہ میں لگتی ہے مثل تیر رشت آئینہ
لگ گئی بستر ہے اسے بے پر رشت آئینہ
اُس سے بجا گئے ڈکے سو تیر رشت آئینہ
ہو گئی حق میں میرے شمشیر رشت آئینہ

بے صفا ہے اسلئے انور یہ ہے ناکام دید
کر چکی ہے درز کیا تفسیر رشت آئینہ

ہے کف روشن تیری جاگیر رشت آئینہ
بے صفا از بسکہ تھی تقدیر رشت آئینہ
نفس جو اسکا ہوا تصویر رشت آئینہ
ہے پڑے زانو سے یہ پوئے اول میں فکر میں
شرم سے ہے پیش روئے یار یہ بے آفتاب
ہے صفائی رو پہ سبل دیکھ کر رو کی صفا
عکس انگن ہوا کر دوزخ رس جادو طراز
روئے آئینہ گریاں گیر عکس روئے یار
آمل میں ہے رست تو جی دیکھتے میں کچھ
روئے آئینہ دنیا سے ہے تو بخار دنیا

اسے خوش قسمت نہ ہے تقدیر رشت آئینہ
کچھ نہ صفا کرنے کی تیر رشت آئینہ
روح اسکا رہوئی پنجر رشت آئینہ
ہو گئی ہے پائے درز پنجر رشت آئینہ
روئے آئینہ ہوا تصویر رشت آئینہ
صیقل رو کا انصاف تیر رشت آئینہ
منہ سے برے غم جو تصویر رشت آئینہ
دست رشک اپنا ہے دیکھ رشت آئینہ
ہے بری تحریر دہاں تحریر رشت آئینہ
روئے اسکا در کو اب تقدیر رشت آئینہ

۱۱ ہے پس آئینہ جو اللہ اکبر وہاں رقم
 متصل زانو سے یہ اور وہ ترسٹخ مجھ
 ۱۲ دید سے محروم اور شک کی نہ ہو ممکن نہیں
 دیکھ ہی سکتا نہیں اپنے سوا اکل مثال
 ۱۳ مفت اے میاں ہٹی کی جو بھل سیکار
 ہے جو اسکی آئینہ دلری کی حسرت نقش دل
 ۱۴ تجھ سے نسبت شمع روشن کی یہ بجے بظلم
 ۱۵ خنجر عکس مرہ وہاں روئے آئینہ یہ تیز
 ۱۶ اسکی صورت کیا کھنچی اسپر کر اک عالم کچھا
 ۱۷ خورہ جوئی روئے آئینہ کف روشن تری
 ۱۸ ناز ہمدوشی سے اس نقشہ کی لڑ جائیکو تھے
 ۱۹ مثل دو دام نگاہ یار آہستہ ہو گئی
 ۲۰ بستر زخمی نہ بجائے کف رنگیں تری
 ۲۱ روئے آئینہ نہیں پر ہے جو زانو پر تیرے
 ۲۲ مجھ کو آئینہ دکھاتے ہیں م عرض وصال
 ۲۳ کسر شاں میری ہے اس کے سامنے توں جسے
 ۲۴ اک جہان میفراری کہینچے لے سیما بکیا

۱ میں ہوں کُشتہ اور یہ کبیر پشت آئینہ
 ۲ ہے فزون رخ سے کہیں تو قبر پشت آئینہ
 ۳ پر کوئی سُنتا نہیں تقریر پشت آئینہ
 ۴ روئے دل میں ہے ترے تاثیر پشت آئینہ
 ۵ ہے جو یہ تصویر میں پنجہ ریشہ آئینہ
 ۶ تیرے عشاق پر شمشیر پشت آئینہ
 ۷ جیسے ہر شمع ہو گلگیر پشت آئینہ
 ۸ اور ادھر مشاطہ پر شمشیر پشت آئینہ
 ۹ جس نے دیکھا ہو گیا تصویر پشت آئینہ
 ۱۰ او پشت دست آئینہ گیر پشت آئینہ
 ۱۱ پر ہوئی الفت نری زنجیر پشت آئینہ
 ۱۲ تھی یہ نگیں پسکری زور پشت آئینہ
 ۱۳ تیری ہر انگشت ہے شمشیر پشت آئینہ
 ۱۴ ہے فروزاں اختہ تقدیر پشت آئینہ
 ۱۵ مجرم سے میرے ہوئی تو قبر پشت آئینہ
 ۱۶ ہمیش روئے آئینہ تحقیر پشت آئینہ
 ۱۷ جذب دل ہو گر مرا تخیل پشت آئینہ

انور اس روشن بیانی سے پہلی سب جمل
دیکھتے ہو عالم امت پر پشت آئینہ

۱۔ لعل تل جو حاصل ہوئی شمشیر کے ساتھ
۲۔ دوزخاں مزاج اپنا ہے کیا کچھ نازک
۳۔ اب تو زندان میں فلک پر ہوں کہ دکھش باہر
۴۔ رات آگ ہے بہت خند بھی آئی ہوگی
۵۔ کچھ جو عزت ہے تو پھر کہتے ہیں کہ شکر تو
۶۔ بزم اپنی ہے کوئی دگر ملکوت تو نہیں
۷۔ مال ابرو و رخسار ہیں نہ پوچھا ہے ہم
۸۔ اہل ہی اسکی نہ ہوتی تو خیال دشمن
۹۔ ناتوانوں کی اسیری بھی تو کتنے دم کی
۱۰۔ دوزخاں میں جو کیتا ہیں تو ہم ضعیف ہیں

۱۔ عین بزم کے جیسے تھے قندیر کے ساتھ
۲۔ بند بیک بن بیک کی فلک پر کے ساتھ
۳۔ دیکھتے تھے ناز سرائی مری بخیر کے ساتھ
۴۔ سجدہ ہو گج اسی عاشق و دلگیر کے ساتھ
۵۔ وہ قدم آئے لیجاتی ہے تو قیر کے ساتھ
۶۔ شمع کیوں آئی ہے پر وہ دگر گلی کے ساتھ
۷۔ زندگی کا تھے ہیں خیر و شیر کے ساتھ
۸۔ منزل دل میں نہ رہتا ہری تصویر کے ساتھ
۹۔ اب اڑے اب اڑے ہم ناز بخیر کے ساتھ
۱۰۔ اسی تصویر بھی ہو بار کی تصویر کے ساتھ

انے میا دنے سمجھی ہی نہیں لذتِ قتل

۱۱

دہ خود لوٹا پھر تار کسریٰ بخریہ کے ساتھ

۱۲

بات کس طرح دیاں منہ سے نکالوں انور
باتک آنکھوں سے نکل آتے ہیں فقر کے ساتھ

۱۳

ردیف یائے

۱ اُفتِ انجم میں رات ہی سہی

۱

عمر بھر یہاں تو مصیبت ہی سہی

۲ مرگِ انجم محبت ہی سہی

۲

سوختِ مرجانے کی جزاں ہی سہی

۳ میں یہ خوش ہوں کہ علاقہ کچھ ہے

۳

مجھ سے گودل میں کدورت ہی سہی

۴ نہ ہے جو منظور تغافل میں کمال

۴

تو تغافل میں بھی نفقت ہی سہی

۵ در قیامت کا بہت ہے واعظ

۵

وہ ہماری شبِ فقرت ہی سہی

۶ کچھ تو دیگی مجھے صبحِ شبِ وصل

۶

موت آنے کی بشارت ہی سہی

۷ آپ کرتے ہیں اگر مشقِ ستم

۷

میں سزاوارِ عقوبت ہی سہی

۸ اپنے وعدے سے ہے پھرنا کیسا

۸

ہے نزاکت تو نزاکت ہی سہی

۹ میں نہ جاؤنگا عدو کے ہوتے

۹

گو چہ یار میں جنت ہی سہی

۱۰ میرے گھر آئے کوئی شانِ خدا

۱۰

یہ تو مانا کہ وہ آفت ہی سہی

۱۱ پھینکے کیوں نئے ناقصِ ساقی

۱۱

شیخ صاحب کی ضیافت ہی سہی

۱۲ ایک روشن نورِ با دل میں چراغ

۱۲

دراغِ ناکامی و حسرت ہی سہی

۱۳	تج کا وار ہے ادھب ادھب	۱۳	نگہ ناز کی شہرت ہی سہی
۱۴	خانہ بول کو پنجوڑ وصالی	۱۴	سیری جانب سے کدورت ہی سہی
۱۵	اور کیا مانگئے ننھ سے اسے چرخ	۱۵	کوچہ یار میں رطبت ہی سہی
۱۶	اُف سے یہ کچھ غضب اور تعلق مزاج	۱۶	خیر طینت میں شرارت ہی سہی

انور اُس بزم میں جانا کیا تھا

اب جو ذلت ہے تو ذلت ہی سہی

۱	واعظ اب ترک نصیحت ہی سہی	۱	بے عنایت تو عنایت ہی سہی
۲	اُنکے یہاں آنے کی حکمت ہی سہی	۲	اپنے مرجانے کی شہرت ہی سہی
۳	آؤ بجاؤ یہ جھگڑا کیا ہے	۳	تم کو اغیار سے نفرت ہی سہی
۴	شبِ نرقت کا بسر کرنا ہے	۴	طویل گیسو کی حکایت ہی سہی
۵	خاک ہونے کی یہاں ہے تدبیر	۵	بول میں دہاں دخل کدورت ہی سہی
۶	نہیں بیکار عنتم ترکِ وطن	۶	ایک رنیتیں رہ غربت ہی سہی
۷	باندھ دو سلسلہ گیسو سے	۷	خیر اچھا ننھے دشت ہی سہی
۸	مہر سے ہے دل دسینہ لبریز	۸	نگہ یار کی دعوت ہی سہی
۹	آؤ زاہ کو بنائیں کچھ کچھ	۹	بیٹھے بیٹھے کوئی صنعت ہی سہی
۱۰	نال بد بھی نہ کہوں گا منہ سے	۱۰	کو تمہیں مجھ سے عداوت ہی سہی
۱۱	کچھ تو بجاؤ لبِ شیریں سے	۱۱	زہر کھانے کی اجازت ہی سہی

توڑتے ہیں دل عاشق کیونکر	۱۲	گو سراپا وہ نزاکت ہی سی
کوئی ہنگامہ تو ہو بائیں پر	۱۳	تو نہیں شور قیامت ہی سی
آؤ بازار میں چہ چہ تو سنو	۱۴	غیر سے محفل خلوت ہی سی
وہ تو کب آئے یہاں پر یہ خیال	۱۵	دل کے پہلانے کی حکمت ہی سی
ہائے کافر تیری بے پروائی	۱۶	ہے شکاوت تو شکاوت ہی سی
مجھ کو اور پاؤہ کشی سے نسبت	۱۷	مگر ایک شیخ سے حجت ہی سی
دل میں یہاں آکے کھلنا کیسا	۱۸	اے وہ امان شہادت ہی سی

ایسے مجبور ہوئے کیوں انور
جان کھو دینا کی قدرت ہی سی

— ۱۹ —

ہے بھی اور پھر نظر نہیں آتی	۱	دھبہ ان میں وہ کمر نہیں آتی
مانگتا ہوں مگر نہیں آتی	۲	یہ اجل وقت پر نہیں آتی
تیرے کشتوں کا روزِ حشر حساب	۳	غیرت اور فتنہ گر نہیں آتی
طبع اپنی بھی ایک آندھی ہے	۴	خاک اڑائی مگر نہیں آتی
اب کس کس طسج برستا ہے	۵	شرم اے چشم تر نہیں آتی
تم تو یوں محوِ ظلم ہو کہ ہمیں	۶	آہ کرنی مگر نہیں آتی
نذر کچھ کر کے دل کو لے کر یہ جس	۷	صفت اے صفت پر نہیں آتی
مختصر حال وردِ دل یہ ہے	۸	موت اے چارہ گر نہیں آتی

۱	یارب آباد کوٹے پار رہے	۱	کہ قیامت اُدھر نہیں آتی
۲۰	نہند کا کام گرچہ آنا ہے	۲۰	میری آنکھوں میں پر نہیں آتی
۱۱	بے طرح پڑتی ہے نظر اُن کی	۱۱	خیر دل کی نظر نہیں آتی
۱۳	بے پری نے اُڑا رکھا ہے مجھے	۱۳	حسرت بال و پر نہیں آتی
۲۲	سب کچھ آتا ہے تو نہیں آتا	۲۲	گر وٹا سیر نہیں آتی
۱۳	اپنی اس آرزو کو یکا کوسوں	۱۳	آب و ہاں تیج پر نہیں آتی
۱۸	جان دینی تو ہم کو آتی ہے	۱۸	دل کو تسکین اگر نہیں آتی
۱۷	غیر کچھ مانگتا ہے دیکھیں تو	۱۷	ہے تمہیں کس قدر نہیں آتی
۱۰	دل کی اپنے جگر پہ لوں لیکن	۱۰	ایک کی ایک پر نہیں آتی
۱۸	وتمن اور اک نگہ میں لوٹ بجائے	۱۸	چوٹ پوری مگر نہیں آتی
۹	تیرا کوچہ ہے مصر نظارہ	۹	کو پٹ کر نظر نہیں آتی
۲	اُٹھا آنا تو ایک آنا ہے	۲	موت بھی وقت پر نہیں آتی

انور اس شب کی دیکھ لو تاخیر .

صبح ہوتی نظر نہیں آتی

۱	ماہرا دار و درسن کا خلق میں مشہور ہے	۱	اب کے تقلید خوش گشتاری منسوب ہے
۲	خلق سے عاجز تر استغنے و مغرور ہے	۲	جو ترے نزدیک ہے نزدیک اپنے دور ہے
۱	رگ برگ سبزہ قدرت کے تری محور ہے	۱	جس نہاں پر دیکھتا ہوں نغمہ منصور ہے

اور کچھ دینا ہے کچھ جاو بڑھ جا سو حق
 اور کیا ہوگی شہیدانِ محبت کی دیت
 کوہِ وادی پر نہیں کچھ حصر طالبِ تہِ طہ
 اپنی جہوری پہ کیا حسرت ہے فریبِ غیر کی
 نیک ہوں مہوں تمھارا ہوں تمھیں کو پاس
 ڈھ ہے دوہو جانیکار ہر دوسک نہ چاہئے
 ایک مخفی سی ادا ہے آپ کی دو نو نظر
 اس قدر عشق مجاز و عشق حق میں فرق ہے
 ہو مجازی یا حقیقی حسن کی بے رستی
 سوز کا فرخوئے بدگو دفعِ دونوں کا محل
 ہے ادا و نازِ لیلیٰ اور سرِ اپا عجزِ قیس
 ہوں وہ عامی جو گنہ میرے نوشتہ میں ہو
 گزشتہ ابھرا تو زابہ عیسیٰ عیسیٰ پر گرا
 ربطِ بڑھ جاو حسنِ عیسیٰ کی ہے خانِ ایک
 جو مرا محبوب ہے وہ سی مرا مطلوب ہے
 عشق ہے اپنے سے جب اپنے سے پھر کی گیا
 فیر و ظلمتِ آج پستیِ ملکِ عرفان ہیں

تیر حنا کچھ گیا یا میں اُتار دوسرے
 بس تڑپنا لوٹنا مقبول ہے منظور ہے
 ہر قدم پر درشتِ ایمن ہر قدم پر طور ہے
 اُن سے کتنا پاس ہے جو مجھے اتنی دُور ہے
 تم نے لکھا ہے ہری قسمت میں جس منظور ہے
 جادہ محرائے توحید اک نیم سا طور ہے
 وہ حکمتِ حضرت یوسف کی جو مشہور ہے
 اک چراغِ دیر ہے اور ایک شمعِ طور ہے
 وہ چراغِ بگدہ ہے اور یہ شمعِ طور ہے
 وہ جگر میں ملغ ہے اور دل میں پائوس ہے
 یہ بھی تیری شان ہے اور فوج بھی تیرا نور ہے
 وہ بھی شاہِ نامہ اعمال میں منظور ہے
 سعیِ میثاقِ گرفتاری زلفِ حور ہے
 جو نفیس ہے سینہ عاشق میں متعِ طور ہے
 جو مجھے منظور ہے وہ ہی تجھے منظور ہے
 طالبِ مطلوب کیا خود ناظر و منظور ہے
 یہاں سے نکلے چاہِ بالِ ہاں ابھری آواز

۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱	بے نظر اُس پر کہ جس سے تھر کو سون مُڑے جانتا ہوں خیر کچھ سے تھر تھجے سے دُور ہے تیرے دروازہ کا سائل قیصر و فقیر ہے کہئے کس منہ سے کہ اتنی سعی نامکور ہے	۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱	کاتبِ اعمال جو چاہیں لکھیں کچھ علم نہیں دُہ گناہ کرتا ہوں اب جی کھول کر جو گئے بادشاہی مال کچھ ہوتی تو کہتے فی انبال آپ ہی کو یا لیا زاہد نے تو سب کچھ ملا
---	--	---	---

لونا کیا ہم خوابوں سفر کی یاد میں
 خیر ہے انور یہ کچھ دلی نہیں ہے پورا

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱	سلسلہ اپنے محسوس کا مار زلفِ حور ہے کچھ جیسا نا کچھ حتما ساز کا منظور ہے اس قدر بدانتوں پر کس قدر مستور ہے اڑ کے جانا حائر بے بال پر سے دور ہے تم کو پانا کس قدر فہم بہتر سے دور ہے راہ اپنی دُور ہے اور دُور تر سے دور ہے جو حریفِ عشق ہے شاد ہے سرور ہے کس قدر منزلِ رہِ نزدیک تر سے دور ہے رہِ رومی اسی رہِ درِ کیم سفر سے دور ہے باس بھی یاس ہے وہ دُور تر سے دور ہے غم وہ ہے جو کسی ادراک میں محذور ہے	۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱	حسنِ دل آویز و عشقِ پاک کا مدور ہے مہر میں کسے فروغ اور مہر میں کسے نور ہے حسن میں سوجھو ہر جلوہ میں اُس کا نور ہے آپ جن چاہیں پہنچاواں نظر سے دور ہے ساسے بے علوہ اور کوسوں نظر سے دور ہے مسروں مجھ سے جدا کوسوں نظر سے دور ہے کیا نمودِ لذتِ درِ جگر منظور ہے دل میں ہے دل کو مگر پانا نظر سے دور ہے راہ وہ چلتا ہوں میں جو راہِ میر سے دور ہے بے طلبِ دلیں اور حدِ بشر سے دور ہے عقل دُہ ہے جو کسی راہِ طلب میں گم ہوئی
---	---	---	--

جو اٹھا پر وہ نظر سے وہاں حجاب سے ہوا
 ہے لطافت خیز زون مائل حسن عقیف
 یوں رکھاتا ہے تماشا وہ امید یاس کا
 پائے بندان محبت پر زباں کھولی تو کیا
 رند و زاہد دونوں اعلیٰ عشق سے لطف لیں
 عشق واجب ہو گیا روئے تجلی خیز کا
 بات ہلکی ہلکی آئی ہے لبِ میخوار پر
 دعا یہ ہے عبادت سے کہ بلجائے بہشت
 مجھ سے اور بے طاقتی کی پریشی کچھ بات ہے
 ہو قفا پر منحصر دیدار اور جیتا رہے
 حسن ہے دھوکہ ہی دھوکہ ورنہ یہ سہل کار
 ہر آدمی اہل دل پاتے ہیں لطفِ گزشتہ
 طور پر بخش ہیں تو دم دیتے ہیں شمعِ دیر
 معصمت ہے کچھ کہ کچھ کھلتے نہیں لبِ ناب
 سنگ کا دی تیشہ رانی اور امیدِ وصل با
 واریر کھینچنا مگر معراج ہے عشاق کی
 وہ جلی کچھ ہے بانجبر جو ہے ادھر سے بجنبر

جتنی یہاں آنکھیں کھلیں اتنا ہی مستور
 آہ سینہ میں برے تازہ نگاہِ حور ہے
 میرے دل کے پاس آمیری نظر نے دیکھا
 آپ ہی زاہد اسیرِ نازِ لبِ حور ہے
 یہ ٹھید ہوشاں ہے وہ قتلِ حور ہے
 دستاویز پردہ پردہ میں انہیں منظر ہے
 حال کچھ وہ ہے کہ لب گویا نہیں مہذب
 زاہد سالوس گزر اہد نہیں مزدور ہے
 جانتے ہو تم کہ جو حالِ دل رہجور ہے
 واقعی عاشق مگر ناچار ہے بنجور ہے
 سر سے یا تک صورتِ مکر و فریبِ زور ہے
 جو صبر رکھ لے آہنگِ نفعِ حور ہے
 عاشقوں کو کب تمیزِ ناز و نور ہے
 وہ اس حلقہ میں اک اک اہلِ دل منور ہے
 کو کین عاشق نہیں ان خیرِ مزدور ہے
 کس بلندی پر فروزاں ماحترِ منصور ہے
 یہاں ہے ہنسیار جو وہاں سے نئے میں چور ہے

<p>کچھ نہیں سننے کسی سے ہم کہتے ہیں چند ساعت میں ہونگی مہستی کا رنگ چشمِ دیدی ہے بارِ رخسارِ گویا نہیں اور ہے کچھ نہ آتشِ کُزبانِ قہقہہ قہر ہے دل کی رکھنی غیرتِ تعلید سے بچہ کو یا ناچہ سے کناسل اور کیا قریب سانے ہے اور حقیقت سے تصورِ زحیر اکو آتی ہے مرے اس عجزِ سہم پر حیا</p>	<p>کیا زبانِ بندہ تھاری ہم کا دستور ہے شبِ عشرت ہے دُوجو صبحِ محکِ فُرش سیرِ نبردِ دعا میں کی نہیں مسطور ہے دکھا اس بار کے یہ ہے جس کیسا اور ہے ہر شہیدِ خاکی فریادِ پیہرِ مسور ہے نچہ کو تیرا ڈھونڈ لینا مجھ سے کیا کچھ دور ہے وہ نظر میں ہے مری اور ہر دل سے دور ہے کس قدر دُجوئے مجرمِ اس میں منظور ہے</p>
--	---

اس مقامِ لائقین پر وصولِ انور کہاں
اُس کے منزل پر جہاں مٹے کہ دلی دُور ہے

<p>تیرے جلوے دمِ غلوت جو نو دار ہوئے دل نہ اٹھتا ہے جہاں سے اٹھیں دل سے یہ تو محسوس ہونے کو سیہ کاری سے صلحِ کل مشربِ ذہبِ تہ کو کیا دشمنِ دوست عمرِ دردِ دُزر کی اتھنی کر لٹاٹے جاوید کچھ سمجھتے ہیں ترے طالبِ دیدار کا درد مہرِ مگر جو کہ غمِ دلِ عاشق میں ہے</p>	<p>حیرت آگیاں مرے گھر کے دردِ دیوار ہوئے مجھ سے مجرم کی طرح یہ بھی گرا بنا ہوئے جو مری عمر کے قیامِ شبِ تار ہوئے دل میں وہ پھول ہوئے انکھ میں قحطِ تار ہوئے ہے یہ حسرت کہ انکھوں مرگ پر مختار ہوئے جو کسی نوگس بیباک کے بیمار ہوئے انکھت ہوئے کہیں گری بازار ہوئے</p>
---	---

۸	بار بار درو سے مرجانے پر تیار ہوئے	۸	مستی دوست سے نایا رہیں ورنہ مجبور
۶	عمر کے روز بھی کیا اپنے شب تار ہوئے	۶	تیرہ کاری سے نہ دیکھا ہی کبھی روئے سیف
۱	جو ہوئے کار پے مصلحت کار ہوئے	۱	نار معشوق نے پایا ہے تو عاشق نے نیا
۱۱	ایک گریار ہوا سینکڑوں لہجہ ہوئے	۱۱	ہو بازی کہ حقیقی مگر اس اُکنت میں
۱۵	پھول جو اکٹھے ہیں تجھے دلیں وہاں غار پئے	۱۵	ہے نظر اور کہیں گر گئے نظروں سے حسیں
۲	تار جو جسم میں ہے پرستہ زنا ہوئے	۲	طاعت زاپہ سالوس پہ ٹھہری جو نگاہ
۱۵	تیرے دل باختہ اس شوق میں بیا ہوئے	۱۵	درو میں تار ہوزباں زمر مر سنج یارب

۱۵

کبھے طاعت حق یاد بھی ہے کچھ انور

ایک دم صبح ازل آپ سے اقرار ہوئے

۱	اپنے بھی دل پہ غم کی طح سے گراں ہے	۱	بستے رہے تو خاک ترے ناتواں ہے
۲	ہم سے کوئی تجھے تو بتاؤ کہاں رہے	۲	وہ ہر ماں ہوئے بھی تو ہم بدگماں رہے
۱۰	آئیں بری نظریں اب ایسے کہاں رہے	۱۰	ہماں رہے وہ غیر کے ہاں میزبان رہے
۲	کیا کیا وہ چھیر ٹنکو مرے سر گراں رہے	۲	دیکھا جو پاس وضع سے کچھ مجھ کو بند بند
۵	میں میزبان رہا ہوں وہ ہمارا جان رہے	۵	آنکھیں بچھا رکھی ہیں ہر اک جانے شوق پر
۱	ارمان جی کے جی ہی میں کیا کیا ہیں	۱	کچھ ہم رُکے رُکے رہے کچھ وہ کچھے کچھے
۷	خوش ہوں جو اُنکے در پہ عدد پاسبان رہے	۷	کسخت کوئی دم تو ہریگا نظر سے دور
۱	اتک تو حسن میں پر رہے آسماں رہے	۱	مٹی خراب ہے ترے کوچ میں ورنہ ہم

۱	کس ہوا پہ دیکھتے تُوہ آشیال رہے	۱	سر پہ ٹٹے تھے ہیں سری طرح وادیں
۲	تیرے آستان پہ تیرے ہاتھوں پہ	۲	لائی بھی موت کھینچ کے بایں تو کوئی نہیں
۳	میٹھے عذہ کسے گوگ میں اندر شاواں ہے	۳	تو جی کی تعمیر یاس و فامیں ہے کہ تو

کن حسرتوں سے خاک ہوا ہو لیں ہے

انور مرا عار صابر گراں رہے

۱	منہ دیکھنے والوں کو دکھانے نہیں دیتے	۱	وہ جسکو بلاتے ہیں پھر آتے میں دیتے
۲	غیروں کو ذرا ذوق اٹھانے نہیں دیتے	۲	البتہ کا تیری دردتاں نہیں دیتے
۳	مجھ کو تُوہ مرے ہاتھ سے جانے دیتے	۳	دل قید تعلق سے چٹرائے نہیں دیتے
۴	آنکھوں میں وہ عالم کو مانے نہیں دیتے	۴	یہاں اپنے سوا کوئی ہو آنے نہیں دیتے
۵	آرام سے پہاڑ میں بھی آنے نہیں دیتے	۵	مٹا دلا تھ سے جانے نہیں دیتے

۱۳ بہیز سا پرہیز ہے عاشق سے اُکو
 ۱۴ گتے میں جو دل میں تو بچتا ہوں کیونچ
 ۱۵ ملنے کی بھی اُمید نہ ملے کی بھی ہے اُس
 ۱۶ کچھ تاں ٹھکانا ہے قیطانِ وفا کی
 ۱۷ ہے دبیان کو طوفان نہ اٹھائے کوئی کر
 ۱۸ منظور نہیں دیر مرے ناصیہ سائی
 ۱۹ ہیں بزمِ تیس اُنکے نہ بیہوش نہ ہشیار
 ۲۰ کیا جلوہ پرتاب دکھایا ہے کہ دیکھو
 ۲۱ منظور نہیں اہل طلبِ چین سے بیٹھیں
 ۲۲ وہ حسن کے انوار وہ الوار کے اظہار
 ۲۳ کہتے ہیں سدا سوزِ محبت کے فسانے
 ۲۴ ہر دل میں گرہ ہے صفتِ عقدِ مطالب
 ۲۵ انجام کی ہے فکر تو ناکام جہاں ہوں
 ۲۶ اک ایک نواسخِ چین کا ہے فسانہ
 ۲۷ آجائے اُسے رحم مگر یارِ حسد سے
 ۲۸ راہیں تو بہت دُور کی معلوم ہیں لیکن
 ۲۹ ہوں تذکرہ عشق نہ ناشتگیِ دل

۱۳ عشقِ قدم اکھوں سے لگانے نہیں دیتے
 ۱۴ ادا شدہ ہستی بھی مٹانے نہیں دیتے
 ۱۵ دل بس وہ کوئی رنگ جمائے نہیں دیتے
 ۱۶ مقتل سے وہ لاشے بھی اٹھانے نہیں دیتے
 ۱۷ جینے سے بھی دُعا مانگے اٹھانے نہیں دیتے
 ۱۸ نقدِ میر کی تحریر مٹانے نہیں دیتے
 ۱۹ آنے نہیں دیتے کہیں جانے نہیں دیتے
 ۲۰ نکس دُکھ کسی شکل سے آنے نہیں دیتے
 ۲۱ دُعا مانگے جہاں سے بھی اٹھانے نہیں دیتے
 ۲۲ کچھ بات ہے ایسی کہ چھپانے نہیں دیتے
 ۲۳ آگ کو سینہ میں دبا دے نہیں دیتے
 ۲۴ وہ راز کہ جو دل میں چھپانے نہیں دیتے
 ۲۵ یاروں سے مجھے ربط بڑھانے نہیں دیتے
 ۲۶ وہ حرف کہ لب تک جسے آنے نہیں دیتے
 ۲۷ کچھ حال غم و درد سنانے نہیں دیتے
 ۲۸ مجھ کو مرے دوسراں بتانے نہیں دیتے
 ۲۹ کیا ہے کہ مجھے بزم میں آنے نہیں دیتے

۱۲	مُسنے ہیں وہ اور رد کی میر نہیں سنتے	۱۲	کہتے ہیں وہ اور دل کی سننے نہیں دیتے
۱۱	بیزاری میں اور پھر مجھے انگھوں سگر اگر	۱۱	ہر جا میں تسلیم جھکانے نہیں دیتے
۱۰	دیدار کہاں کا کہ دکھا کر کوئی پر تو	۱۰	سروں بھی تو پھر ہوش میں آنے نہیں دیتے
۹	یہاں دیکھ لو حو طور پہ گزرے ہیں تاشے	۹	جلوہ کو گر آگ لگانے نہیں دیتے
۸	حُسنِ نظر سے افروز کرے یہ حسن یہ دھوکہ	۸	عاشق کو کبھی پاس بٹھانے نہیں دیتے
۷	بے شینستہ اپنا نو سمجھ کر لے اپنا	۷	دل کو بھی مجھے ہاتھ لگانے نہیں دیتے

عشاق ہیں اور داغِ تنہا مگر انور

کچھ یاد و داپنی سے جھلانے نہیں دیتے

۱	جو رت رشکِ خلی میں یہیں تصویر مٹی کی	۱	ایسی مٹی نے تابِ مہرِ پرتو پر مٹی کی
۲	سنبھالی دوش پر اس طفل نے تشیر مٹی کی	۲	خلایقِ حشر کو ہو دیگی دامگیر مٹی کی
۳	پسند آئی یہ حق کو بخر کی تقریر مٹی کی	۳	کہ مسجودِ ملک بنگئی تصویر مٹی کی
۴	فقط اندازِ قاتل ہے تم تیغِ دو دم کیسا	۴	بتوں کے ہاتھ میں تو ہو ذرا تشیر مٹی کی
۵	نگمہ اوچکی کر دیکھو فلک کی خوب تیر رہے	۵	جھکا کر چشم کیوں آجا جگہ تیر مٹی کی
۶	پتک دینا نظر سے بس سزا ہے خاک میں	۶	فدا و امن سے جھٹکتا ہو گئی تعذیر مٹی کی
۷	سبک دھول کو بھی یہ کھینچتی ہے اپنی جانب کو	۷	گولے سے ہے پائے باد میں زخمیر مٹی کی
۸	وہ ہوں ماکامِ دیدار بتاں گر دیکھنا چاہوں	۸	یقین ہے صاف منہ کو پھیرے تصویر مٹی کی
۹	ہوئے ہم خاکِ پانیچیں تر ہو چکے اسی دھوکے	۹	یہ تھا اپنا مقدر آگے اب تقدیر مٹی کی

جو کبھی وسعت میداں تو یہ سبیل تہریا
 آہی ابداری خنجر قاتل کی چل جائے
 کرے برباد کیا باد جو ادت خاکساروں
 بنے تھے ہم صفا اور وہ کدورت نمٹائیں
 ہیں اُس کوچہ میں جانا عروج آسمانی تھا
 دہاں جانیں از خود فتنگی کا اک وسیلہ تھا
 وصال اس بُت سے کھڑا تھا کہ دم گئے رنج و بچا
 مجھے نالائقی مکت نہ آئی یاد آتا ہے
 ہوے جس راہ میں ہم خاک تم اُس رہ نہیں چلتے
 بگولہ جکے چاکوں ہے یہ بھی میں بھی گردن تکیا
 اُسے ڈھونڈتے تھے پتھر کو کہن نے بے ستوں پایا
 ہمارا ہاتھ بھی ہے پھر گریباں تک سائی کو
 پس رُون دی مٹی بھی اگر قبر تک اُس نے
 یہ حسرت ہے کہ دوش باد پر ہو کہ وہ بربادی
 جہاں چشم کیوں مکرانے یا انداز کو لاؤں
 سحر م قبر میں سوئے جو شب ہم خواب تھے اس سے
 نغم ہاں سر سے باندھ لے لو ہر نغم لے چکی

کہ خوں سے قتل کے سُرخ سو سو تیر مٹی کی
 کہ دم میں کیسی کیسی حسرت پنجر مٹی کی
 مبلکہ دوش پر توقیر ہے تشہیر مٹی کی
 وہ بول میں اس کے سینچے بن پڑی بڑی مٹی کی
 موئے ہم یہاں دیکھو جذب کی تاثیر مٹی کی
 فضا نے مجھ کو مٹی کر کے یہ تیر مٹی کی
 ہماری حسرتیں ہو دیگی دامگیر مٹی کی
 دم جولان قس یوں بڑھی توقیر مٹی کی
 غضب سے آرزوئے خاک دہلیز مٹی کی
 میری تقدیر میں کیا مل گئی تقدیر مٹی کی
 آرائی خاک تھی ہکولی جاگیر مٹی کی
 پلٹنے سے جو دامن کے نہیں تقصیر مٹی کی
 مگر مٹی ہماری اور بے تقصیر مٹی کی
 اُسے کرتی ہے مٹی حسرت توقیر مٹی کی
 چلیں وہ یوں نہیں پرانے خوتا تقدیر مٹی کی
 مگر کیا ہم نے اپنی خواب کی تعبیر مٹی کی
 مگر ہاں کچھ شش کر جائے کہ تقدیر مٹی کی

۱۲	مجھے خود رشک ہے اس مرگ خوش انجام پر اپنی	۱۲	کہ انکے زانوئے نازک پہ اپنا دم بکھتا ہے
۱۳	یہ میں اور سر یہ تم اور تیج بسم اللہ دیکھیں ق	۱۳	جھاسے کون پھرتا ہے دفا سے کون بکھتا ہے
۱۴	اُدھر وہ ہاتھ میں خنجر لئے میاں بکھیں	۱۴	خوشی سے دل بھر سینہ میں درد ہاتھ بکھتا ہے
۱۵	میں اس جیسے پہ مرتا ہوں کہ اس شمشیر کی	۱۵	کسی پر جان جاتی ہے کسی پر دم بکھتا ہے
۱۶	جگر کا دی کو کیوں چھڑا تھکے کیوں کو پر گزرتا	۱۶	ابھی فضل خدا سے ہاتھ چلتا پاؤں بکھتا ہے
۱۷	جھٹلے پار ابھی باقی ہے دم لئے اجل اکدم	۱۷	خود کے ساتھ میاں آنکھ وہ گھر سے بکھتا ہے
۱۸	اداسیاختہ ہوتی ہے پیدا سوا داؤں سے	۱۸	ترے سستی کے عالم میں بھی اک عالم بکھتا ہے
۱۹	تسے اس سے دامن باندھ دوں اپنی تغافل کا	۱۹	کہا تک دیکھیں اس درنگی میں ساتھ چلتا ہے
۲۰	عدو کی گر جوشتی دیکھ کر میاں جل گئے تیر	۲۰	دشواں آنکھوں سے اپنے جائے نظارہ بکھتا ہے
۲۱	وہ مجھ کو قتل کرتے ہیں عدو نے کیا کیا میں	۲۱	مرے جہل میں ہے وہ ہاتھ سے انکے بکھتا ہے
۲۲	تمہارے کا تماشہ ہے کیا کیوں صرف بیخبر	۲۲	نہاری بزم میں عاشق بجائے شمع جلتا ہے
۲۳	بترے ملنے کی کچھ کچھ موتیں ہیں نقش سینہ میں	۲۳	ان انعام خیالی سے ہمارا جی بکھتا ہے
۲۴	کوں میں سپہ صی او نا فہم کچھ رفتار ٹھہرا ہوں	۲۴	جلو غم ٹھہر چکی اور پاکین اس میں بکھتا ہے
۲۵	تم ایسے کھوٹے جاؤ گے کہ دشمن پھر نہ پاؤ گے	۲۵	تمہاری بات پانے میں میرا مطلب بکھتا ہے
۲۶	دسری سربازیاں جی ہارتی ہیں غیر خود مرگ	۲۶	بہارِ پامال ہونا بولہوس کا سر بکھلتا ہے
۲۷	جدا ہو کر قدم سے تیرے ہے یوں نقش پا مضطر	۲۷	کہ طفل آغوش ماہ کی مڈائی سے بکھتا ہے
۲۸	تیری ہر رفتہ رفتار میں ہے شور و شمس	۲۸	مگر آغوشِ حشر میں طفل سوخ لیتا ہے

میری خونا بختانی نے یہ کچھ رنگ بندھا ہے ۳۱
 مجھے لسنو پر اپنے قیاس ہے تیری الفت کا ۳۲
 نزاکت نے تیری تجویز دلایا رحم بسمل پر ۳۳
 ترپتے بھی نہیں ہم آپکی پاس نزاکت سے ۳۴
 مرے یہ نالہائے گرم گرم اور بخیر اتنے ۳۵
 حیا سے دور کیوں بیٹھے گلے میرے پر جلو ۳۶
 قصور میں کسی کے اُن سے اپنی گرمی خلوت ۳۷
 عصب میں ساعد و بازو و ساق گردن و قفا ۳۸
 بجائے گز نہیں گوئے عدویں نقش پاپا کا ۳۹
 اگر واقع میں ہوں ہی تو دل اک چنیے اپنا ۴۰
 جسے دل بابر ہوا اپنا یہ باتیں اُس سے لازم ہیں ۴۱
 رمری عین تمنا ہے کہ ہے سرے بلاستی ۴۲

چمن میں غنچے چھو میں گل کلیں کیا کام ہے لو
 ہمارا دل تو گھرو یوں کے غنچے میں بہلتا ہے


پسینہ پو پچھنے اپنی جیسے
 ستارے جھڑتے ہیں ابہیں سے
 ندامت منگی پڑتی ہے جیسے

نہیں سمجھانہ آپ آئے کہیں سے
 ٹپکتا ہے پسینہ اُن جیسے
 چلی آتی ہے ہونٹوں پر نکالت

۱ میں اس پر ہم مزاجی کے تصدق
 ۲ بسر کرتا رہا ہوں زندگانی
 ۳ یکس نقش قدم پر جبہ ساہوں
 ۴ تھیں ہمواب و سمن دیکھتا ہوں
 ۵ جہاں مفل ہیں تیرے کشتہ ناز
 ۶ نہیں کوئے مد میں نقش پاک
 ۷ جنوں میں اس غضب کی خاک اڑائی
 ۸ گریباں گیر ہے ہماں شوق مڑا
 ۹ کہاں کی دل لگی کیسی محبت
 ۱۰ دورنگی ایک جانے نہچوٹی
 ۱۱ آٹ ڈیگا جہاں بسل تڑپ کر
 ۱۲ بجائے شمع جلتے ہیں سر ایا
 ۱۳ غضب ہی بیگر تھا بسل شوق
 ۱۴ وہ کچھ بیتا بیاں بگڑے سے تیور
 ۱۵ اُدھر مارا اُدھر مجھ کو جلا لیا
 ۱۶ نہ نکلی اُس کے منہ سے آہ تک بھی
 ۱۷ نزل قابو میں اور دل میں نہ اب میر

۱ اٹھتے ہیں وہ زلفِ عنبر سے
 ۲ تہ تیغ اُس نگاہِ شکر میں سے
 ۳ کہہ اٹھتا میں اپنا ز میں سے
 ۴ اٹھا پردہ یہ چاکِ استیں سے
 ۵ بقیں ہے حشر اٹھکا وہیں سے
 ۶ مگر وہ اڑ کے چلتے ہیں زمیں سے
 ۷ بنایا آسماں ہم نے زمیں سے
 ۸ وہ خنجر تو نکالیں آستیں سے
 ۹ مجھے اک لاگ ہے جانِ حسین سے
 ۱۰ مجھے مارا ادائے فہر و کیں ہے
 ۱۱ سنبھالو دست و پائے نائیں سے
 ۱۲ تمھاری بزمِ رون ہے ہمیں سے
 ۱۳ کہ جا پٹارتے فتراکِ زیں سے
 ۱۴ لڑائی میں مزہ ہے اُس حین سے
 ۱۵ لبِ جاں بخش و چشمِ خستگیں سے
 ۱۶ جسے مارا نکا و شکر میں سے
 ۱۷ کھنچیں کس بل پر ہم اس خستگیں سے

۲	غضبِ فتنے لگا لائے کیسے	۱	اٹھانے ایک قیامت بیٹھے ہیں
۲۶	برجائے دست و پاٹے نازیں سے	۱۰	کمی کی دست قاتل نے تو بسمل
۶۲	پکڑ دیں چور دل کا ہم میں سے		باد صحرانہ و ذرا بیت حسائی
۲۴	تو ہے امید وصلِ اکمی نہیں سے		اگر سچ ہے حسینوں میں تلون
۲	تمھاری ترس سحر آفریں سے		بزرگ ہونگے ہیں کرشمے
۲۰	جدا ہوں ایک غدار آتشیں سے		جہنم ہے مجھے گلزارِ جنت
۲۴	یہ ساری لکھ ترانی ہے ہیں سے		یہ پردے ہیں بصدیقِ شوق و دیدار
۲۸	جو نظارہ کریں چشمِ یقیں سے		جہاں کو جلوہ نگاہ یار دیکھیں
۲۱	نہ اٹھے گا کبھی اس نازیں سے		مجھے کیا غم کہ بارِ الفتِ غیر
۱۳	نگاہیں لڑ رہی ہیں اک حسین سے		ساتنیں چل رہی ہیں جانِ دل پر

		وہاں عاتق کشی ہے عینِ ایمان	
		انہیں کیا بحثِ انورِ کفر و دیں سے	

۱	موت ڈرتی ہے ترے بیمار سے	۱	ایجاز اس عشق کے آزار سے
۲	دم چھراتے ہیں تیری تلوار سے	۲	عتبارِ الفت کا کیا اغیار سے
۳	رنگ اڑتا ہے گلِ خسار سے	۳	کچھ تو ہی حالی نہیں اغیار سے
۴	جل رہا ہوں آہ آتشِ بار سے	۴	بے فلک تک حاک اورینمِ قیبت
۵	حانِ الجھی ہے نفسِ کتار سے	۵	ضُف میں رہا بھی مشکل ہو گیا

۶	ہو نہ مینے اک نہ الدن یہ ہی جیستر	۱	فتنے اٹھ اٹھ کر تیری رفتار سے
۷	قہر میں سستی میں وہ انگڑیاں	۲	خالی ہاتھوں لڑتے ہیں تلوار سے
۸	گر کہیں جا بیٹھیں تم تکلیف دوست	۳	سایہ اڑ جائے تیری دیوار سے
۹	وہاں مڑی ظہر زجنا غفلت سربیک	۴	پس گیا جو پس گیا رفار سے
۱۰	جمع اپنا حسرت میں ل جب ہوا	۵	بجلیاں ٹوٹیں نگاہ یار سے
۱۱	ہے حسرت یار ایک عالم یار کا	۶	سرو ہوں اس گرمی بازار سے
۱۲	تھی جو مطلب کی تو ساری برہمی	۷	جھٹ اڑا لی طرہ طرار سے
۱۳	مجھ سے گریہ ہے تو لو کہتا ہوں میں	۸	میرے کہنے سے طواغیار سے

واعظ وقت آج انورینگلے

کل نکلے تھے درخسار سے

۱	ہیں طاقت مجھے ضبط فغاں کی	۱	بڑائی سر پہ لینی ہے جہان کی
۲	پیام غبر ہی پر گو کہ ماں کی	۲	حقیقت تو کھلی ٹینکے وہاں کی
۳	تمنا تم سے رکھتا ہوں جہاں کی	۳	میری ایک بات ہے سواستاں کی
۴	بلے جان ابد کیا اگر نہ جانا	۴	کو کیا مدت ہے عمر جاوداں کی
۵	کر باندھی ہے توبہ توڑنے پر	۵	اکی خیر مسزم ناتوان کی
۶	در زد ہوار سے حسرت ہے پیدا	۶	یکساں بھی کہ رہا ہے لاسکاں کی
۷	خدا کی بے نیازی ماننا ہوں	۷	ذرا پریش نہیں ناز جہاں کی

۱ کسی کا فخر پہ گر مرتے نہ رہے
 ۲ تمھارے ہاتھ سے مرنا ہے شاید
 ۳ وہ پے دم میں ہیں اس فکر میں ہم
 ۴ رہا یکساں ہمت، باہر ایسا ر
 ۵ محل میں دل میاں چلتے ہیں ماتم
 ۶ چلے دامن کے گھر خود رفتہ ہو کر
 ۷ ستم ہے پسند گو کی ہمت ربانی
 ۸ تکلف اپنی بزم آرائیوں کا
 ۹ یہ باتیں سچ یہ قسمیں رست لیکن
 ۱۰ راہ صبر ہم اور گران جانی کے دعوے
 ۱۱ سلاٹیں بخت بیدار عدد و کو
 ۱۲ یہ رعب حسن سے گھبرا گئے ہم
 ۱۳ طیس نظریں تو اب دل کی نہیں خیر
 ۱۴ حکمت عہد پر باندھیں گے کس کو
 ۱۵ غم اُنکا دل میں ہے اے ناخاموش
 ۱۶ چھری ہوتی ہے دماں عشاق پر تیر
 ۱۷ رہے ناکام ماب اس صفت سے ہم

۱ تو کیا لذت حیاتِ جاوداں کی
 ۲ کہ گزری ستام غم اس نیجاں کی
 ۳ کہ جہالی کریں کیا مہساں کی
 ۴ وفا میں ہم سے چوچھو آسماں کی
 ۵ جدائی دیکھتا ہوں جسم و جاں کی
 ۶ طبیعت آگئی ایسی کساں کی
 ۷ دہائی اُس بُتِ نامہ سزاں کی
 ۸ دکھا دیتا ہے صورت میہاں کی
 ۹ یہ کیا کستی ہے طراری نہاں کی
 ۱۰ اُدھر تم اور صلاحیں امتحاں کی
 ۱۱ کہانی کہنے اُس آرامِ جاں کی
 ۱۲ کہ سو جھی بات کچھ اور کچھ میاں کی
 ۱۳ خیر یہ سود دیتا ہے زیاں کی
 ۱۴ لکڑی میں ہے جو خاصیت دہاں کی
 ۱۵ کہ نازک ہے طبیعت میہساں کی
 ۱۶ انہیں حاجت نہیں سنگِ فساں کی
 ۱۷ کہ منت تک نہ اٹھے پساں کی

۱۵ ہمیں سر بھوڑنے کے دلوں میں
 ۱۶ یہ سوتے کشتہ تیغ تعافل
 ۱۷ کہ اپنے ناز پر خود الاماں کی

۲۸ چلے ہیں آج انور مسکدہ میں
 کرامت دیکھت پیرمغاں کی

۱ یہاں آرزوئے قل میں جینا عذاب ہے
 ۲ کیا اسکی ہے خوشی کو دُرخ بے نقاب ہے
 ۳ کہتا ہوں شوق وصل یہاں بھاب ہے
 ۴ کس بل سے توبہ توڑے ساتی کھاتھ ہے
 ۵ چشم اپنی این اُن کے تماشے سے بد ہے
 ۶ دماں اک نہیں کی بات سوا دوسری نہیں
 ۷ دیکھی ہے ہم نے ایسی شب تیرہ طاعی
 ۸ دشمن کی خاک اڑتے ہیں تو بھی رشک ہے
 ۹ نذر خیال کا کل صذاب کیا کروں
 ۱۰ دماں اک تم تو یہاں ہم تن ہے زبان شکر
 ۱۱ عرض کشاد زلف پر ابروئے پرشکن
 ۱۲ ہو عذر گو اک آتش چشم مال میں

۱ یعنی تمھارے ہاتھ سے مرنا تو اب ہے
 ۲ اک میرے ساتھ چشم ہاں کا سیا ہے
 ۳ میرا سوال بایں سے میرا جواب ہے
 ۴ پیمان سے اپنے بڑھکے نزاکت آ ہے
 ۵ غفلت ہے اک طرح کی گرانی خواب ہے
 ۶ مثل ہن سخن بھی مگر لا جواب ہے
 ۷ دوراں میں اپنے ساغرے آفتاب ہے
 ۸ اُن سے زیادہ کچھ سری مٹی خراب ہے
 ۹ دل ہے تو وقف کشمکش چرخ و تاب ہے
 ۱۰ اپنا جد اہاں سے حساب و کتاب ہے
 ۱۱ سیدھی سی بات بھی ہے تو اُلٹا جواب ہے
 ۱۲ ہے بادہ مہتاب تو کیا اجتناب ہے

۳	روزی وصال بھی تیری آنکھوں کا جواب ہے	۳	قسمت ہے یہاں جو دُشمن کیسے جان قہن
۱۵	ورنہ کسے دماغ حساب و کتاب ہے	۱۵	یہ دل پہ لکھ گیا کہ نہیں وہاں شمارِ ظلم
۱۵	ہم بھی یہ دیکھتے ہیں کہ کب کب جاب ہے	۱۵	ہاں سر جھکاٹے بیٹھے رہو تم کچھ اور بھی
۱۶	واعظ طہورِ خلد میں یہاں شراب ہے	۱۶	کیوں اتنی دُور ذوقِ زباں کے لئے گئے
۱۷	حسرت ہی اپنی چروہ اُنکے نقاب ہے	۱۷	سہرہ یک بیک جو کھول دیا ہے عشق میں
۱۸	انکھا خیالِ بخشش مازِ عذاب ہے	۱۸	دلتا دل بے قتل کے وعدے پہ ہوں مگر
۱۹	اکتا ہوں اگنِ نگاہِ کرم ہو عتاب ہے	۱۹	اُلٹے میں یہی بات بھی اُلٹی ہی کہ نہیں

۲۰	الور یہ عقدہ پر سبزِ آب سے کھلا
۲۱	بگڑا ہوا طریقہ ورجِ شراب ہے

۱	ہر کام کا اٹھنا یہ دکھانا ہے کہ سر جائے	۱	کوچہ میں ترے کیا کوئی عیونِ خطر جائے
۲	وہ جائے جدھر سایہِ صفت یہ بھی اُدھر جائے	۲	کیا پتھر سے دل سے ترا تیر نظر جائے
۳	جو دستِ جنوں یا گریبانِ سحر جائے	۳	شاید تب ہم خوش وخت میں گند جائے
۴	دیکھیں کہ کہاں کشتہ اندازِ کمر جائے	۴	قاتل ہے جو موہوم تو پھر مطلبِ دل کیا
۵	سمجھیں اُسے موت اپنی جو کچھ بھی یہ ٹھہر جائے	۵	قابو میں طیش کے ہیں ترے فطرِ الحال
۶	پیکانِ ترا کہئے کہ اُدھر جائے اُدھر جائے	۶	یہ قطرہ آبِ اور جگر و دل سے کشتہ
۷	عشر میں کوئی جائے تو بادِ اس تر جائے	۷	ہو کچھ تو علاجِ قلبِ خود شیدِ قیامت
۸	اُس کو چسپں جو چائے زمیں سے وہ اُدھر جائے	۸	کچھ پاؤں اُلٹ جاتے ہیں وہاں سے بچا

۱۔ دل دوزخ ہے جانشین ہر نالہ بلبل
 ۲۔ ہاک ہوا اٹکا نہیں جاتا ہے کہ بلبل
 ۳۔ آئے تو سر سے سینہ میں دم لے ترا پیکل
 ۴۔ ایک جیت کی بازی ہے نظر بازی عشق
 ۵۔ لب غمہ سرائی ارنی جھکولے کیوں
 ۶۔ نکمیں لے جانے نہیں دیتی کہیں ہرگز
 ۷۔ بیٹھ ہی ہوا ہے دل آشفۃ مزا جا
 ۸۔ امید ہے اپنی یہ برائی نہ برائے
 ۹۔ ہے اُن پر گراں بیخ تماشائے مقابل
 ۱۰۔ جو روز قیامت ہے اسی رات میں ہوگا
 ۱۱۔ اُس بزم میں جا بیگا عدو حشر اٹھا کر
 ۱۲۔ کیا خوب نزاکت ہے کہ الفت سے عدو کے
 ۱۳۔ دل سے تو خلش جائیگی اُس بلبل میں کی
 ۱۴۔ اچھا ہے کہ اس کا ہش انجام سے چھوٹا
 ۱۵۔ جان بخش ہے گفتار تو لب حیمہ حیاں
 ۱۶۔ برہم جو ہوئے ہیں وہ بس اب کچھ نیکی
 ۱۷۔ روشن ہے چراغ روبرو تار یک محبت

۱۔ ڈر ہے کہ دل یار میں تاثیر نہ کر جائے
 ۲۔ اڑ کر جو بیت جائے تو تاحہ نظر جائے
 ۳۔ حاضر جگر و دل میں ادھر جائے اُدھر جائے
 ۴۔ سو جلی نظر آئیں اگر ایک نظر جائے
 ۵۔ منظور جو یہ تھا کہ مراد و ق نظر جائے
 ۶۔ کیا جا بیگا دُور گرچہ کسی بات ہی پر جائے
 ۷۔ ڈر ہے کہیں مجموعہ عالم نہ بکھر جائے
 ۸۔ یا تیغ سرقل سے باہر سے گد جائے
 ۹۔ عکس اترے جو آئینہ میں چہرہ بھی اتر جائے
 ۱۰۔ ورنہ شب غم نہیں نکلن کہ گدز جائے
 ۱۱۔ کیا عمر ہے اپنی کہ جو باتوں میں گدز جائے
 ۱۲۔ تم ہاتھ اٹھا لو تو کلائی نہ اتر جائے
 ۱۳۔ اے کاش دُعا اقرار کرے کہ چکر جائے
 ۱۴۔ نظروں سے ترے مجھ پہ قیامت جو گد جائے
 ۱۵۔ پھر کہئے کہ اُنپر کوئی کس بات پر مر جائے
 ۱۶۔ تقدیر ہے کیا بات کہ بگڑے تو سنو جائے
 ۱۷۔ اندھیر ہو کیا کچھ جو مرا داغ جگر جائے

۱۶ اپنے کو تجلی گر جاناں میں دیکھوں خود ہی نظر آتا ہوں جہانکے نظر جائے

۱۷ کلامی ہیں گر کچھ بھی دُعا کیجئے انور
اب تک بھی نہ آئے کو دُعا میں سے اثر جائے

۱ اب اپنا حال ہم انہیں تحریر کر چکے
۲ کہتے ہیں تم وصال کی تدبیر کر چکے
۳ تدبیر کو حوالہ تقدیر کر چکے
۴ دل خار خار خندہ چشم اثر ہے اب
۵ مرتا ہوں یوں کہ بستہ دُعا کیوں نہیں
۶ ہم جاں کیوں نہ دیں دم گذار بار بار
۷ باہر ہے ضبطِ شرم سے اشتغالی برسی
۸ وقت پیام وصل وہ کہتے ہیں ہو چکا
۹ بس انتظارِ صبح قیامت نہیں قبول
۱۰ کچھ مُردہ سچ بازوئے قاتل نہیں کہ دل
۱۱ کھلتا نہیں یہ عقدہ کہ ہو بیٹھے شاد کیوں
۱۲ کہے کہ شانِ عشق میں کیا ہو گئی کمی
۱۳ دل ہے یہاں و دہیم قصورِ طیشِ معاف
۱۴ کھلتا ہے اور نالہ سدا سے دل مرا

۱ خامہ سپرد کاتبِ تقدیر کر چکے
۲ گویا ہمارے حق میں وہ تقدیر کر چکے
۳ ہم بے زبان بھی یار سے تقریر کر چکے
۴ دل گرم صرف نالہ شہبگیر کر چکے
۵ میں ہوں وہی کہ تم جسے پنخیر کر چکے
۶ پر دیکھتے ہیں یہ کہ وہ تقدیر کر چکے
۷ تم بھی اسیرِ زلفِ گرد گیر کر چکے
۸ شاہِ عدو سے وصل کی تحریر کر چکے
۹ ہم اب تو غمِ نالہ شہبگیر کر چکے
۱۰ تدرِ اولئے ہر ششِ شمشیر کر چکے
۱۱ کہ کو اسیرِ زلفِ گرد گیر کر چکے
۱۲ گو آپ خوب ہی برسیِ حقیر کر چکے
۱۳ تم بھی نگاہِ شرم کو شمشیر کر چکے
۱۴ نالہ ہیں تو اُنپہ بھی تاثیر کر چکے

سُورت چھپائیے کسی عورت پر سے
 دامن کشاں چلے ہیں مری خال پر سے وہ
 کچھ حشر خیزی شبِ غم انتظار مرگ
 گو تم نے اُسکو رکھ کے نظر میں گرا دیا
 تاہنچ ہیں اُٹا سے بھرے کچھ کو ضعیف
 ہے وہاں نگہ نگاہ کو سرورِ بری مگر
 کھٹے کہ زور بازو سے میں کہہ دھریا
 کس منہ سے جبہ ملے دیار ہوں کہم
 دل مصر ہے کہ کارکنانِ قضا اسے
 چن چن کے بیگنہ کو وہ لاتے ہیں تیغ
 آخر توجہ اُس کے ہے یا اس سے امید
 اب کیا کہیں کہ قولِ فنا دیکھے انہیں
 اب کیا رہا پیٹ میں امن سے آپ کے
 جے چشمِ دجلہ باز تو کیا ہم کو چشمِ زیست
 کیوں التجائے قتل سے کیجئے نہیں تنگ
 ہم کس سے شکر و مدح قبولِ دعا کریں
 اب منہ سے بولتی کوئی تصویر آپ کی

ہم دل میں نقشِ آپ کی تصویر کر چکے
 برباد کرنے کی مری تدبیر کر چکے
 کچھ دُور ظلم و قوت کی تاخیر کر چکے
 لیکن عدو کی عزت و توقیر کر چکے
 اے کہاں کہاں مجھے تشہیر کر چکے
 دل کو ہرے وہ قسمتِ حدیر کر چکے
 سوارِ غیر آپ کی تقصیر کر چکے
 پہلے جیسے حوالہ تقدیر کر چکے
 سامانِ شدہ کستن تعمیر کر چکے
 ہم جب سے اس اُمید پر تقصیر کر چکے
 جو کچھ ہم اپنی آہ کی تاثیر کر چکے
 پہلے ہی قطعِ دامنِ تقریر کر چکے
 سٹی ہم اپنی آپ جو توقیر کر چکے
 کاشا نہ روئے اب یہ تعمیر کر چکے
 جب وقت آگیا تو وہ تاخیر کر چکے
 قسمتِ شکستِ تاثیر کر چکے
 جاں اپنی ہم حوالہ تقدیر کر چکے

اُس بے امتحان کے لئے مرثیہ ہیں ۱۱۶ جینے سے پہلے مرنے کی تدبیر کر چکے

ہوتا ہے وہی یہاں کہ جو منظور ہے ہاں

انور ہم آزمائشِ تقدیر کر چکے

شکات کیا تمہارے آستان کی
رہی سُن عشق میں یہاں کی ندوان کی
یہ حالت ہے سرے مردنہاں کی
پس قتل جہاں لاؤ گے کس کو
نہ آئے ضعیف سے گواہ لب پر
گھڑی جو عشق میں گزری تریپ کر
یہاں آنیکا غم تھا جانے کا وہاں
تری محفل بنی یوں بے تکلف
وہ یہاں آپس تو کدنگِ ہم نہ دین جہاں
وہاں اک بات ہے کہنے کو ورنہ
نہ ہاتھ اٹھنے سے ثابت ہے ستم پر
عنایتِ غیث پر یہ غیثِ ممکن
تھیں دیکھا تو دل دینا ہی سوچا
ستم چھوڑو کہ ہے پاس نزاکت

نہیں بھی سوچتی ہے آسمان کی
کوئی پوچھے تو ہلاؤں کہاں کی
کہ صورت دیکھتے ہو رازواں کی
بجھلت تو بڑی ہے امتحان کی
مگر ہمت تو کی ہے لامکاں کی
وہ اک مدت ہے عمرِ جاواں کی
حلاوت کیا ملی دونوں جہاں کی
کہ بھبتی ہے حد و پیمیندیاں کی
کہ جہانی ہے واجبِ مہیتاں کی
نشانی بے نشان ہے اُس ماں کی
نزاکت بڑھ گئی اُس ولتاں کی
مگر ہے طرزِ میرے امتحان کی
نہ سوچھی کچھ بہن سودوزیاں کی
مقامت کب اٹھیکگی اک جہاں کی

مری فریاد بہر خوابِ غمبار ۱۷ کہانی ہے کسی آرامِ جاں کی

یہاں یہ خجرانور وہاں دُہمکیں

زمیں کی ہم کہیں دُہ آسماں کی

۱ داد بھی ملتی ہے تو بیدار سے

۲ یا خیر نوں سپرخ کی اُفتاد سے

۳ تم نہیں داؤدِ مری رو داد سے

۴ عار ہے یہاں غیز کی امداد سے

۵ جی نہیں بھرتا تری نیداد سے

۶ جا کے لیے خجر جتا دے

۷ دل مرا بھرتا نہیں فریاد سے

۸ کچھ سمجھ لینگے مری فریاد سے

۹ کچھ دھوپ چپ ہیں مری فریاد سے

۱۰ کم نہیں ہے گلشنِ شاداد سے

۱۱ ایک فقرہ ہے مری رو داد سے

۱۲ ایک طرف بیٹھے تو ہیں ناشاد سے

۱۳ چنچ لگے وہ مری فریاد سے

۱۴ مجھ کو پاتے ہیں مری فریاد سے

مجھ کو پوچھا غیر کے ارشاد ہے

دُور ہے جتنا طریقِ داد ہے

پیشہبشی یوں ہیں کہ گویانی اشل

کیا سنوں دل کی حیمِ عشق میں

ہے طبیعت کا تعاقب ہی سہم

بڑھ کے شوقِ وصل سے تجا شوقِ کمال

لطف سے خالی نہیں اظہارِ درد

فرض ہے کیا مجھ کو عرضِ حال زار

وایدِ خواہی اپنی ہے اُس پر سہم

میں اگر آگئیں تو ترہت گجہ دل

تم پہ جو گزرا عدو کے عشق میں

یہ خوشی کم ہے کہ ہم اُس بزم میں

وصفِ ضبطِ غمیر ہو تو کیا لکھ

ہیں غنیمتِ ضعیف میں تالے کہ دوت

۱۵	چونک اُٹھتے ہیں دسری فریاد سے	۱۵	مستے ہیں عبرت سے وہ حالِ عدو
۱۶	موم ہے جو دل دسری فریاد سے	۱۶	جم گیا نقشِ وِنا ہے مدعی
۱۷	دوستی ہے اب تک ستمِ ایجا د سے	۱۷	دیاں مدارِ ابھرِ ظلم اور یہاں خشی
۱۸	کیا بھینگی اُس ستمِ ایجا د سے	۱۸	اُبھر سکے جس کی ناک طرزِ چنا
۱۹	کون واقف ہے دسری رواد سے	۱۹	ضبطِ غم منہ پر ہر نہ کہتے نہیں
۲۰	غم نہ بھلے خاطرِ ناشاد سے	۲۰	ہم ہی اپنے سے نکل جاتے ہیں خیر
۲۱	خامدہ کیا گلشنِ شاد سے	۲۱	آنکھ سے اوجھل ہے نثرِ کوئے یا
۲۲	دل گیا تم میں تمھاری یاد سے	۲۲	استقد محوِ تحیر ہوں کہ میں
۲۳	شاد ہوں کیا کیا دلِ ناشاد سے	۲۳	ہے فروں تر از دباں کا انتقا
۲۴	سب خبر ہے آپ کی رواد سے	۲۴	مصلحت یوں ہے کہ چپ رہے مگر
۲۵	دل کو پایا عشق کی امداد سے	۲۵	دل کی سخی و جند سے دیکھا نہیں
۲۶	چھٹ گیا خنجرِ کفِ جلا د سے	۲۶	تھے پیش اپنی رہائی اور کی

اب کسی جا اور انور چل رہو
 نہ بھٹکے چکی چرخِ ستمِ ایجا د سے

۱	تنگ تر عالمِ دلِ ناشاد سے	۱	میں رہوں کس جا کہ ہے فریاد سے
۲	اک ادا خالی نہیں ایجا د سے	۲	لطف کینے سے کرمِ بیدا د سے
۳	چھوڑ تو ہے اُس ستمِ ایجا د سے	۳	گرچہ کچھ ہوتا نہیں فریاد سے

ہر دل آزار می کے شامل لطیف عالم
 تم جفا پیشہ ہو تم کو فرض ہے
 تم کو عاشق کے تہانے کا مزا
 کیوں مرہ کو دیتے تکیفِ خلش
 سخت جانی کو غضبِ متوق ملا
 نقد کیسے تھی رگہ جاں کھولتی
 راک نہیں مٹتا تو دل سے رشکِ غیر
 جاں سستاں تھا ہجر میں شوقِ لہلہ
 ناز سے تصویر کچھنے کے عوض
 بس سوا اسکے کہ ہم کھوئے گئے
 بے غمی ہو گو کسی عالم میں ہو
 ہے نفس میں گرچہ آزادی مگر
 صید خود آیا ہے تا پریشان تیر
 لطیف و خشمِ باغبان سے کیا غرض
 صید لا غرہوں نظر میں خار ہوں
 دل میں کیوں کھٹکا تہائی کا رہے
 پویشش میں صید کی اتنی تو بات

مجھ کو مارا دوسے بنیاد سے
 پیشوہ چسپنج ستم ایجا دینے
 اور مجھے کاوشیں دل ناما دیے
 بیشتر بے نتیجے فصا دیے
 سامنا ہے خبرِ فولا دے
 دل جلا دل گرئی فصا دے
 وز نہ کیا کیا کچھ بھلا یا دے
 ہم نے دانستہ بھلا یا دے
 کھج گیا نقشہ تیرا بہت ز او سے
 اور کیا پایا تمھار می یا دے
 ہم گرفتاری میں ہیں آزاد سے
 بی طرح آن بن ہوئی صیتا دے
 ہے امید آفریں صیتا دے
 خیر جو بگڑی بنی صیتا دے
 کیوں نہ اُجھوں دامن صیتا دے
 مول لے لیے ہے نفس صیتا دے
 آفریں بیکے ب صیتا دے

۲۱	حشر جو اٹھا میری فساد سے	۲۱	اٹ گیا وہ رہ گزار یار میں
۲۲	تلخ تر ہے تلخی فساد سے	۲۲	جان شیریں ہے مگر بے لطف وصل
۲۳	حشر ہے شورِ مثبت ارکبا دے	۲۳	میرے مرنے سے صفا غیا میں
۲۴	یاں نظر ملتی رہے جہاد سے	۲۴	دل کسی سے لڑنا ہے زیر تیغ
۲۵	آگ کھ کچھ ملتی رہے جہاد سے	۲۵	کچھ گلے ملتے رہے خنجر سے ہم

انور اُس کا انس ہر جاسا تھا ہے
ہم کہاں جاؤں جہاں آباد سے

۱	کچھ ہوں اور کچھ نگہ ہوش رہا کرتی ہے	۱	مجھ کو حیرت میں مرا رہنا کرتی ہے
۲	وہ قیامت سر عاتق یہ اٹھا کرتی ہے	۲	خاک میں جو تری ٹھوکر سے ملا کرتی ہے
۳	میری تقدیر میرے ساتھ ہنسا کرتی ہے	۳	کچھ ادائیں تیری مطلب کی ادا کرتی ہے
۴	نہیں معلوم کہ شوخی تری کیا کرتی ہے	۴	وہ ہوا جو کہ سمجھتے تھے ہم انجامِ قریب
۵	زندگانی میری یا تیری جفا کرتی ہے	۵	کچھ ادا شرط و فاعالمِ فرقت میں مگر
۶	بات اُس کی میرے مطلب کو ادا کرتی ہے	۶	غیر کی ہمسختی مرگ ہے اور مرگ مراد
۷	میری تدبیر یہ وقتِ دیر ہنسا کرتی ہے	۷	جانتا ہوں پیشِ دل کے جوابِ مجال
۸	مجھ کو ترسندہ میری آہ رسا کرتی ہے	۸	وہ چلے آتے ہیں کیا مضطر و خود ہے
۹	کہ تری بات میں اک بات رہا کرتی ہے	۹	جھوٹے دعوں پہ بھی ملزم نہ ہوا تو جانا
۱۰	تیری رقا کوئی بات سوا کرتی ہے	۱۰	حشر بھی ہے یہی برہزنِ عالم لیکن

پھٹ گیا دل مرا عقد سے جو کھلے ہیں ہنگے
تیری صورت بھی تصور میں ہو مجھ سے پیس
ہیں صنیعوں ہی پہ بہ تیرا قاتل کی نگاہ
ہاتھ ہر دم سوئے حبیب اٹھتے ہیں اور تپ
چرخ لاتا ہے اٹھا کر اُسے عالم میں بکار
کوئی رُوٹھے ہوئے منتے ہیں فکب آتے ہیں

مجھ پہ ظلم اور میری فکر سا کرتی ہے
کبھی دل میں کبھی آنکھوں میں اُکرتی ہے
آنکھ پھرتے ہی میرے دل سے اُکرتی ہے
تنگ کیا کیا مجھے تحریک مبار کرتی ہے
جو جتنا تیری نگاہوں سے گر اُکرتی ہے
کہیں بگڑی ہوئی تقدیر بنا کرتی ہے

صبر کر سحر میں انور کہہ رکھ عاشق پر
ہوتی اتنی ہے کہ بیدار ہو اُکرتی ہے

جوشی ترے مکان میں سر لاسکاں ہے
آنکھیں تو کا مباب ہیں صدمے لیے ہو
شب کو وہ یہاں نہ تھے تو نظر تجھی کہاں
ہم کو بھی عمر خضر یہ کیا نہ رشک آئے
پڑتی ہے اپنی آنکھ دل چشم غیر پر
کو چہ ہو غیر کا کہ گزر گاہ دوست ہو
بقدر انکے دل میں ہیں حتم عدویں کل

تو ہی رکھے زول میں تو کوئی کہاں
بیٹھا ہے وہ سامنے گو سرگراں ہے
ہم بھی وہیں رہے ہیں وہ جہاں جہاں
دل میں اگر کوئی خلش خار وہاں ہے
گو اب نہ ہو مگر وہ کبھی تو یہاں رہے
ہم بھی وہیں رہیں گے خرابی جہاں رہے
اپنے کو ہم مٹا کے رہے ہیں جہاں رہے

ہے یہ اپنی عرض و نفا پر ادھر ہنسی
انور جو غیرت اگئی تو ہم کہاں رہے

ایک شہر سے نوشاد کا زیبا سہرا
 یا دجواں سے تجلی کو نکرتے ہوئے
 دام کیا تاج کیا شان ہے کیا حال
 ناز ہے فصل بہاری کو چمن پر کیا کیا
 آیا سہرا تو کہا بشتری و زہرونے
 اس کا معدوم نظیر اس کا نہ ثانی ممکن
 آج وہ دن ہے کہ سب عقد و باہنیں
 وجد کرتے ہیں اسے دیکھ کے کیا کیا موقی
 رشتہ طول آبد گوہر سحر جاوید
 آتش گل سے ظہور شجر طویر ہو
 کمان و معدن پر مہر کو رشک آتا ہے
 رشتہ عمر بے اسے وہ لائے سوزن
 گر گئی نظروں سے نہیں مشاع خورشید
 عرش رحمت سے برستا ہے یہ بارانِ نیا
 کثرتِ شوق سے بکرتہ تن و دست
 موتیل میں تجھے تو لیں تو بجا ہے اور

سہرا یا بد قدرت کا تماشا سہرا
 دیکھتے آکے جو پر رشک تجلی سہرا
 واہ کیا نام خدا چہرہ ہے اس کا کیا سہرا
 گل و نسرن و سن سے ہے جو گوند جا
 دیکھیں دیکھیں کدھر آیا کدھر آیا سہرا
 جو ہر فرد ہے رخ گوہر بخت سہرا
 آج وہ دن ہے کہ نوشاد نے باندھا سہرا
 ہے عجب جلوہ قدرت کا تماشا سہرا
 دست قدرت نے ہم کر کے بنایا سہرا
 دست رنگیں جو نوشاد نے باندھا سہرا
 اعلیٰ و گوہر ہے جو نوشاد کا گوندھا سہرا
 حضورِ عیسیٰ نے ہم ہو کے بے گوندھا سہرا
 چاند سے چہرہ پر دولہ کے جو دیکھا سہرا
 پاؤں تک جو سرِ نوشاد سے لگا سہرا
 میں بلائیں رخ نوشاد کی لیتا سہرا
 کیا مئے ٹہنگ سے رنگ کا لکھا سہرا

تخصیص و مسیح مہار او مہار اچہ شیوان سنگہ بہادر مہاراجا کو

ہاں اے میں جس نے فضلے دل نسیم
 کہتے ہیں فیضِ قہر تجھے اور تجھے میں ہے
 بے مشک بیریوں سے تیری قلب نافذ
 باطن میں تجھ سے نور فرا جلوہ کلام
 گر ہے زبان ہن میں ہاں میں ہے نطق تو
 انساں کی جان ناطقہ تو ناطقہ کی جان
 کیا کچھ نہیں ہے فیض ترا کہ جہان پہ
 عالم ہے پُر درخشاں جاں بخش سے تری
 ہے فکر تجھ کو اُسکی تناکا کہ جس سے
 وہ کون یعنی والی الٰہ اور سحابِ جود
 مطلع لکھوں وہ اس کی شانے حضور
 تو ایک کوہِ حلم ہے اسے داورِ کریم
 ہے تیرے نام روحِ فرا سے دلوں میں جان
 خوش خود خوش حال خوش اطوار خوش نما
 تیرے جمال و جاہ و کرم سے ہے ہر میں

ہاں اے شمیم ناز گل و خاطر نسیم
 ایک نور جلوہ کرم مبدعِ عظیم
 گل ریزیوں سے ہے تری خاطرِ کریم
 سینہ میں تجھ سے جلوہ فرا آتشِ کلیم
 گر نطق ہے سخن میں سخن میں ہے تو نسیم
 تو ہی نہ ہو جو بار تو ہے آدمیِ ہسیم
 کیا کچھ نہیں ہے خلق ترا خلقِ پر عظیم
 مجھ کو بھی ایک نقحہ لے یا کوئی شمیم
 تجھ کو بھی ایک ربطِ دلی الفتِ صمیم
 وہ ہر اوجِ حلم و حیا باؤلِ سلیم
 جوں صبحِ دل کشا ہو پئے خاطرِ نسیم
 و بجائے تیرے سایہ ہے بھی دشمنِ کریم
 ہے تیری ذات جانِ حطائے سطا تو لم
 ہے تو جہاں میں اور عدم میں تیرا ہسیم
 پستی رفیع قبحِ حبس اور دنی کریم

گرتیرے ہر رخ سے زپائے کمال نور
 و تمن پہ بھی ہے فیض کف کیسی طراز
 تیرے قدم میں ہے چمن فتح کی بہار
 آتا ہے حشر تیرے دم حملہ اور سی
 یکدمت تیرے دور سرت طراز میں
 دل ہے محسّر ان قصانے مٹا دیا
 اور جو لکھا بھی تو نہیں ہے الم وہ ہے
 علت کا حرف بھی نہ ہو لم سے یہ ہر ہے
 گر تو ستم کشان گذشتہ کی داد دے
 ہر شبے میں تیری پختہ مزاجی کو دخل ہے
 گرتی ہے ٹوٹ ٹوٹ کے دشمن کی فوق پر
 عالم ہے کامیاب تیرے دست فیض سے
 جیسے میں حصر دوست پہ دشمن پہ کچھ نہیں
 تا نسل قاطع جگر الماس بکے ہو
 تیرے عقاب نہ کے لئے کچھ غدا بھی ہو
 دیکھے وہ تیرے گنج گہرے بے مثال
 اسکنہ زمانہ ہے تو عز و جاہ میں

رہ جائے نم سے گھٹ کے منیم ماہ نیم
 ہے تیج آہنی ترے قبضہ میں تیج سیم
 جو گرد و ہلکد میں اٹھی ہنگامی نسیم
 دشمن کے گھروں ڈکے مگر ہو گیا قسیم
 دنیا سے مٹ گیا الم اے داد کریم
 لکھتا نہیں الم کو کوئی کاتب فہیم
 تسطیر حرف علت تحریر لام سیم
 اس واسطے کہ کوئی الم سے نہ ہو سقیم
 ہو کوہ و بیتہ مثل سر کوہن و نیم
 ڈر ہے رہے نہ تیرے زمانہ میں ظلم سیم
 تمشیر تیری برقی ہے اور وہ سیلیم
 اشد رے وصف خاص زنجیریں عظیم
 ہے تجھ میں پر تو صفت رازق کریم
 جو دکھائے تیرے عہد میں یک حق قسیم
 اچھا ہے بد سگال ترا ہے اگر سیم
 کہتے ہیں جو یگانہ گہر کو درتیم
 اور عقل میں ہیں رشک اسکو نہ نیم

دشمن کی سرگزشت میں گراؤ ہو رقم
 ہے باریاب فیض حضور تو شمع سے
 توزہ کرے کمان میں اگر سہم بے خطا
 یعنی کہ تیرے تیر کی صورت ہو سہم کر
 تلوار کھینچی تو اگر پھینک دے نیام
 فرق جفا قلم ہے تیری تیغ عدل سے
 لکھا الم ہو جسکی براب نصیب میں
 یہ انقلاب ہو کہ نہ بر جابر ہیں عود
 ہے سر پرست دہر تیرا نقل عاطفت
 تقریب پر ہے سالگرہ کے ہر ایک شاد
 جب سے زمانہ ہے شرف شاہ خاوی
 ملتی ہے جان تازہ ہر اک ذمی حیات
 اللہ سے تیرے سالگرہ کی خوشی کا شور
 کھولا ہے گوش جذرا ہم اس نوید نے
 اس روز دلتیں وہ لٹی ہیں زم تار
 رشتہ میں یہ گرہ ہے کہ نغمہ ہے تار میں
 ہے یہ عجب گرہ کہ رخ اہل دہر پر

جو لفظ جیم کا ہے وہ ہواں قلب جیم
 دامن بچا کے چلتی ہے اب صر و نیم
 دس حصہ خوف کھا کے کھٹے پیکر سیم
 اور خود نظر میں اپنی کھٹکنے لگے نیم
 ہر عدد و نیام بھی ہوا در کلیم
 ہے یہ یقین کہ فا و الف سے ملے جیم
 اور مال دیکے دے تو اسے راحت نیم
 بعد الف ہو لام تو قبل الف ہو سیم
 کہنے دے دیکھانہ کو کس طرح سے نیم
 یہ امر ہے کہ غلن پہ ہوشش عظیم
 دنیا ہے باغ باغ تو اک صورت نیم
 گلشن گل و شکوفہ سے پاتا ہے رو سیم
 یوں سپرچ پر صد ہے کہ جیسے ترا حرم
 غنیمہ کو جس طرح سے شکفتہ کرے نیم
 درویش کا ہے کنج سرانج زردیم
 ہے یہ گرہ میں عیش کہ نافہ میں ہے نیم
 کھولا در آسید تو کی بستہ راہ نیم

کیسے گرہ میں تیری ٹول عمر نے
 یہ عقدہ بھی وہ مخرجِ قضا ہے
 سب تکلیس جہاں کی ہوئی اس گرہ نے
 لینے وہ یہ کہ توروں الطافِ خاص ہوں
 لایا ہوں وہ جو اہر بے تل بہر نذر
 جنسِ بریج و تازہ ہے دیکھئے کہ اب
 فرق جہاں پہ ذاتِ تری سایہ ور ہے
 وابستگانِ دامنِ دولت ہوں غرور جا
 حسادِ سوزِ غم سے جلیں اپنی آگ میں
 مسعودِ سوئے سالگرہ تجھ کو دہر میں

نقدِ حیاتِ خضر کو باندھا ہے مستقیم
 کھولی ہونے صد گرہ کیسے لشم
 اک میں ہا سو مجھ کو امیدیں بھی ہیں عظیم
 ہا ہو شہیرِ عام مرا رتبہِ مخیم
 جسکا نظیر معدنِ دکان میں بھی ہے عظیم
 کیا کچھ صلہ میں ملتی ہیں گنجینہِ قدیم
 ہستی دہر تیرے قدم سے رہے تویم
 ہوشِ شکر میں کشادہ زبانِ دولت عظیم
 ہو ہر نفسِ نیا بہ کشتِ آتشِ جہیم
 ہر سال اس گرہ میں رہے فرشتہ عظیم

میں کون ہوں کہ اُس کی شنا مجھ سے ہوا
 ہاں یہ دعا کروں کہ ہمیشہ ہو دُعا کریم

آج کل ہے گرم بازارِ سخن
 دیدہ بجزِ نگر کو ہے نوید
 دل پسا جاتا ہے کچھ بیاختہ
 کھل رہا ہے رازِ اہلِ آگہی
 ابر فیضِ معنوی ہے رشخہ بار

جسکو دیکھو ہے ضربِ بارِ سخن
 ہے بہارِ یا سمنِ زارِ سخن
 دیکھتے ہو طرہ زرقارِ سخن
 کھل رہا ہے نثرِ زارِ سخن
 تازگی پر ہے چینِ زارِ سخن

جانفرا تر سنبیل و نسریں سے ہیں
 سر و موزوں سے ہے کچھ نکلا ہوا
 لالہ دگل کو ہیں کچھ شرار ہی
 ابر نیسانی سے ہے رڑتی ہوئی
 موج طوفانی سے ہے ملتی ہوئی
 دل کشی فرماے زلف یار ہے
 جادو ہے آموز چشم ناز ہے
 چشم بچشم میں ہے کچھ کہنے ہوئے
 اسکے جلوے دل میں رکھنے چاہیں

شام و صبح زلف و رخسار سخن
 قامت رعنائے دلدار سخن
 شوخی و رخسار گلستاں سخن
 بارش ابر گیسو بار سخن
 جوشش میائے ذخائر سخن
 طرہ پر تاب حمداں سخن
 ز گیس مست فسونکار سخن
 لمحہ افروزی انوار سخن
 قابلِ اخفا ہے اظہار سخن

سلام

یہ اللہ کی ندرح خوانی رہے
 سلامی غم شہ نہانی رہے
 غم شہ میں یوں زندگانی رہے
 رہے میزبانِ جانِ ایذا طلب
 دل افزائش درد سے خون ہو
 رہے حصہ نشتر غم جگر

کہ خود حق سے ہداستانی رہے
 شرر ریزِ دل سوز جانی رہے
 کہ دل شاد و ناشادانی رہے
 غم و درد کی میہمائی رہے
 غم و رنج سے خون پانی رہے
 مژہ قسمتِ خوفشانی رہے

جگر آب ہو ہو کے آنکھوں میں آئے
 رہے لطف فرمائے دل آؤ گرم
 قلوب میں قلق درد میں درد ہو
 شرر بارشِ نالہ ہو دہ بدم
 زباں پر رہے یا علی یا حسین
 اسی بیخودی میں رہے ہوشِ جان
 رہے تشہِ نودشہ غم جگر
 رہے ماتم شہ سے سینہ فگار
 جدا ہی رہے قبسِ عباس بھی
 کہاں خدمتِ شہ سے جلتے فقی
 گدایانِ شہ فیضِ بخششِ نام
 گرا خاک پر رکنِ عرشِ جلال
 برائے شہ تشہ لب بے سبیل
 رہے عمرِ نجر شہ تمہیلِ رضا
 یہ کہتے تھے عابدِ دمِ غم کشی
 ضماں دارِ انسِ ملک ہیں ماما
 ہمیشہ جگر گوشگانِ رسول

یونہی آنسوؤں کی روانی رہے
 دمِ ستر کی مہربانی رہے
 طپشِ صرفِ آنسو دہ جانی رہے
 جگر سوزِ مئی ہر زمانی رہے
 نفسِ دمکشِ توجہِ خوانی رہے
 اسی مرگ میں زندگانی رہے
 راحت سے راحتِ رسانی رہے
 نمایاں عسز کی نشانی رہے
 پے قطع بازو نشانی رہے
 کہ مرہونِ لطفِ زبانی رہے
 بصدِ شوکتِ خسروانی رہے
 کہاں گردشِ آسمانی رہے
 سخنِ ہائے تریں روانی رہے
 تمناے باقی میں فانی رہے
 قوی ہمتِ ناتوانی رہے
 زمینی رہے آسمانی رہے
 سدیدہ آسمانی رہے

رہی تیغ شہ سخت جانوں پتیر
 ریامین زہر اگر نئے خاک پر
 اٹھاتے رہے عابدیں بار صبر
 یہ تھی عرض اکبر کو اٹھیں صفیں
 بچے ایک سجاد ہی قتل سے
 ہوا قتل بے آب طفل حسین
 رہا دم میں دم جیتک انصار شاہ
 بہت ناخوشی میں رہے خوش حسین
 غضب ہے کٹا دل اشقیبا
 ملے شہ کو خون جگر داغ دل
 سہارا ہے اکبر پشیر کو
 گل و سر و شاد باغ بتول
 دریغ اکبر نو جوان صد دریغ
 زباں پر ہے ذکر شہ تشہ لب
 کہا حق سے کچھ اور سدھارے صغیر
 ہوئے قتل اکبر بھر صغیر شہید
 کھلے سوز دل یوں کہ دشمن جلیں

کہ سنگ فساں سخت جانی رہے
 کہ ایک گلشن بخت زانی رہے
 توانا تر ناتوانی رہے
 مگر شاہ کی مہربانی رہے
 کہ آل عبا کی نشانی رہے
 زمانے میں اب خاک پانی رہے
 سراپا دم جانفشانی رہے
 بہت شادنا شادمانی رہے
 کہ شبیر پر بند پانی رہے
 غضب ہے کہ یوں میہانی رہے
 رہے یہ بہار جوانی رہے
 غضب و قہر باد خزانہ رہے
 کہ محسوس لطف جوانی رہے
 عجب ہے کہ رطب اللسانی رہے
 زباں اور بے زبانی رہے
 دل شہ پہ یہ داغ ثانی رہے
 مکالم میں آتش زبانی رہے

<p>کہ یہاں آپ کعبہ کے بانی رہے پس پردہ لُٹ ترائی رہے کہ پیدا شکوہ شہسائی رہے کہیں شاہ دیں کی کہانی رہے مکان میں کہاں لامکانی رہے لبوں کی لبوں پر کہانی رہے قیامت نماے جہانی رہے کہ صورت میں باب المعانی رہے کہ زہرا کے آرام جانی رہے کہ شہ غم سے شکل کہانی رہے کہ اک پیکرِ نبی جانی رہے نگہدارِ آداب دانی رہے یہ نقاش کا نقش ثانی رہے زمیں پر بھی جنت مکانی رہے</p>	<p>نبی کریم کعبہ محترم عیاں شہ میں وہ نور ہیں جو نہاں سر شاہ دیں ہے سناں پر بلند سکینہ تڑپتی ہے سوتے میں بھی یلا نور میں نور شہ بعد قتل رہے خشک بہاے معجز نما دمِ رخصت شاہِ اہلِ حرم حقائق کھلیں روئے سبطین سے وہ بے سر پڑے ہیں سر خاک گرم چھٹا ہے غضب تیر قیامت پسر سہے بھی جو کنبہ میں عابد تو کیا ہوئے بعد عتاس اکبر شہید جو یوسف ہیں اکبر سے اول تو ہوا ہشت بریں ہے جہاں ہے حسین</p>
---	--

مے حُب حیدر پہ انورِ ظہور

کہ سب مے خسروانی رہے

ت

یہ غزل ترتیب دیوان کے بعد دستیاب ہوئی

رتبہ کسی کا ہم سے گھسایا نہ جائیگا
 پردہ رخ وفا سے اٹھایا نہ جائیگا
 ہے کوئے یارِ حشر اٹھانے کے واسطے
 اس صنعت نے تو مرنے سے دل کو بٹھا دیا
 ہے کوئے یارِ وادیِ ایمن تو یہ نہیں
 یا غم سے اپنے پاؤں پہ یاد رہے آپ کے
 اے خضر تم کو راہ پہ لانا پڑا مجھے
 نے فتنہ مخرام ترا۔ نے مرا عیار
 ایسا ڈرا ہوں اُن کی لڑائی کے نام سے
 اس سرکشی کے سدھے اس انصاف کے نثار
 تقلیدِ غیر موت ہے گو کوئے یار ہو
 کچھ ہم ضعیف کچھ یہ زمیں ناز کی اثر
 وہ دل میں آگئے بھی تو فرطِ سرور سے
 دل خار خار شوق سے ہے یاں خدنگِ نثار
 اُس وقت ہم کہیں گے تمہیں جانِ ناز کی

آنکھوں سے اشک غم بھی گرایا نہ جائیگا
 داغِ اُس نے جو دیا ہے دکھایا نہ جائیگا
 لاشہ مرانہ ہو کہ اٹھایا نہ جائیگا
 ماتھے اپنا زندگی سے اٹھایا نہ جائیگا
 پاں اک قدم بھی پاؤں بڑھایا نہ جائیگا
 سراپا پیشِ غیبر جھکایا نہ جائیگا
 گر مجھ کو تم سے براہ پہ لایا نہ جائیگا
 دشمن ہے کیونکہ پاس بٹھایا نہ جائیگا
 دل حفظِ صلح میں بھی لڑایا نہ جائیگا
 نادم ہوں اور سر کو جھکایا نہ جائیگا
 یاں نقشِ پاے غیر پہ جایا نہ جائیگا
 کوچے سے اُن کے پاؤں اٹھایا نہ جائیگا
 آنکھوں میں اپنے آپ سمایا نہ جائیگا
 سینے سے اپنے اُن کو لگایا نہ جائیگا
 جب دستِ ظلم تم سے اٹھایا نہ جائیگا

لویاں نہ آئیے یہ نزاکت سے آپ کی
 نالہ سے آؤ پہلے ہی محشر اٹھانہ لیں
 اُس کو میں اپنے کوچہ کا ہوں نقش یا مے غیر
 ہے روز حید تم نہ ملو گے تو کیا یہاں
 تم اور غیر دخلوت دانکار جھوٹ جھوٹ
 کوچہ میں اُسکے دل تو رہے بن کے نقش پا
 کیونکر نہ ہوش رفتہ کو رو بیٹھے کہ ہوش
 ہے آسمان یہ دست دشمن کہ بوالہوس
 اک میں کہ تیر گویں بیٹھا نیک دن
 یاں دل مجنا پسند سی یر نہ اس قدر
 انور لکھنؤ اور بھی اس بحر میں غزل

خوتس ہوں کہ دم میں غیر کے جایا نہ جائیگا
 صدر شب الم کا اٹھایا نہ جائیگا
 کیونکر کوں کہ مجھ کو مٹایا نہ جائیگا
 خنجر کو بھی گلے سے لگایا نہ جائیگا
 دل پر وہ نقش ہے کہ مٹایا نہ جائیگا
 اتنا یقین ہو کہ اٹھایا نہ جائیگا
 ہے عمر رفتہ جس سے پھر آیا نہ جائیگا
 حوت غلط بھی ہو تو مٹایا نہ جائیگا
 اک نقش پا کہ گاہ اٹھایا نہ جائیگا
 ناز وصال غیر اٹھایا نہ جائیگا
 اوریوں تو زور طبع دکھایا نہ جائیگا

اندر

گناہ کرتے ہیں اور بے حساب کرتے ہیں
 شکوے ہم کرتے ہیں اور کہتے بجا کرتے ہیں
 جگر اُن کا سرا ہے ظالم
 بیہوشی میں تھی زباں بند مگر چشم تھی دا
 دل میں ہیں سو شکستیں اور جیسے بے شکن

کہ تجھ کو داو پر روز شمار سمجھے ہیں
 کہ وہ بیٹھے ہوئے خاموش مٹا کرتے ہیں
 تجھ سے جو دل لگائے بیٹھے ہیں
 حسرت آتی ہے کہ ہم کس لئے ہشیار ہوئے
 درو عشق شاہد مستور بھی مستور ہے

تقریبات و تیار خجابت و یوان انوار زینت کج افکار سخن از خوش فکر

تقریظ از نتیجہ فائزہ فاک نازک خیالی طوطی شکرستان خوش مقامی است
نامور جناب شیخ ظہیر الدین حسین صاحب خطبہ دہلوی تلمیذ راجا قانی ہندو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جل جلالہ وعم نوالہ

حمد و ثناء بے منتہا اس یکتا بے ہمتا و ستائش و ذیائش اس یگانہ
بے یگانہ کو سزاوار ہے کہ جس نے انسان ضعیف البیان کو خاک ناپاک سے
پیدا کر کے خلعت و لقلہ کو مٹا ہی ادم سے سرفراز فرمایا۔ حوصلہ طلاقت
لسانی و نطق رنگیں بیانی عطا فرما کر اشرف المخلوقات کر دکھایا۔ چار مصرعہ عنہم
کو افراد حواس خمسہ سے ترکیب دے کر حلل گرانا یہ تقصیر سے آراستہ و پیرستہ کیا
پند آئی یہ حق کو عجز کی تقریر مٹی کی کہ سجد و ملائک بن گئی تصویر مٹی کی
جو بت رشک تجلی میں ہیں تصویر مٹی کی اسی مٹی نے تاب مہر پر تصویر مٹی کی
درو و نامحدود اس برگزیدہ عالم اقمار بنی نوع آدم باعث ایجاد و تکوین
رحمۃ للعالمین شہسوار عرصہ و تے فتنہ مسند نشین چار بالاش قاب قوسین اودنی پر

کہ جس نے بعدِ جمال جہاں آرا دکھا کر پیشگاہ بارگاہِ احدیت و مہمدیت سے
 خطاب لولا کہ لما خلقت الافلاک پایا ہے محمد باعثِ ایجادِ کونین -
 محمد خسر و اقلیم دارین - محمد شافعِ روزِ قیامت - محمد مطلعِ دیوانِ قدرت و
 وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ الطیبین الطاہرین اہلبابہ جمعین جس کا ارحم الراحمین اللہ تعالیٰ یوم الدین

کہ کردہ رحمت حق آبیاری
 بہ لطیف مبدعہ فیاض نازد

سخنِ بغیت از انصالِ باری
 چمنِ غویتن بر خویش بالہ

تخلیہ بندان گلزارِ ہیت بہارِ سخنِ طوطیان عذب البیان شکر شکن لب لبان گلزار
 معانی نغمہ سنجان حدیقہ نکتہ دانی پر مخنی و محتجب نہ رہے کہ گلستانِ ہمیشہ بہارِ سخن
 ہر زبان و ہر آواز شاداب و خنداں ہے یو ما فیو ما و قفاً فوقاً ترقی پذیر و شگفتہ
 و زیان آسپ صیر صر و جہمت خزاں سے مستغنی و مصون ہے حسن بہارِ روز افزوں
 ہے بہ باغبانِ رحمت لالہ کارِ مبدعہ فیاض آبیاری ہے نمونہ قدرتِ نہر نگار
 ہے ان البیان الشعرا میں الحکمۃ کیا قدرتِ باری ہے یہ چشمہ فیض ہمیشہ
 جاری ہے۔ اگر کوئی شجر بار آور خشک ہو جاتا ہے اک نہ اک شگوفہ مہر خاک
 سے نشوونما پا کر پھولتا پھلتا لہلہاتا ہے عالم اس کے روائحہ روح افراد
 شمیم جان آسائے تر دماغ و شیریں کام ہوتا ہے دنیا میں نام ہوتا ہے اہل
 دیار روزگار اس کے کلامِ معجز نظام سے استفادہ پاتے ہیں وسعتِ زبان
 کو بڑھاتے ہیں روز بروز زبانِ اصلاح و ترقی پاتی ہے۔ فصیح و صحیح و لطیف و

دخوشگوار ہوتی جاتی ہے۔ اگر یہ سررشتہ خلافت لسانی و وافر بیانی جاری و
ساری نہ ہوتا تو بسلسلہ منطق و بیان یک قلم منقطع ہو جاتا کوئی کلمہ گفت و شنید
زبان پر نہ لاتا۔ انسان مثل بہائم بے زبان رہ جاتا۔ اس لئے آفریدگار سخن نے
انسان کو دماغ اور دہن کو زبان اور زبان کو منطق اور منطق کو وسعت بیان
عطا فرمائی ہے کہ کار و بار دینی و دنیوی و امور مالی و ملکی کا رگاہ عالم میں جسکی
بدولت انصرام و انجام پاتے ہیں اور احوال پیشینیان معلوم و مفہوم ہوتے رہتے
ہیں۔ مگر جب کوئی فوہمال بار آور ہنگام فیض سانی عالم جوانی میں حوادث صرصر
زمانی سے خشک ہو جاتا ہے تو چاشنی خواران ماندہ سخن ذائقہ نعمت کلام سے
محروم و تلخ کام و خشک مشام ہو کر دست نقابن تا سفت ملتے رہ جاتے ہیں۔
داد ریخاد اجسرتا انور سراپا جو ہر میرا برادرِ خرد و فضل و کمال میں برتر و بزرگ
تھا۔ واقعہ جانکاہ اس نوجوان مرگ خجستہ خصال کا قابلِ سینہ زنی و گریہاں
دری ہے۔ دم تحریر خامہ استکبار دل نگار ہوتا ہے۔ ناچار و ناگزیر بقید تحریر
لانا پڑا داغ کہن دکھانا پڑا

ایں داغ جگر کہ آشکارا اند	وین نالہ چند یا دگار اند
در سینہ ریش ریش چوں نے	از شوقِ نفیرِ بقیہ راز اند
درد اکہ بلب رسیدہ از دل	ایں فوہ کہ نالہاے زار اند
آغشتہ بخوں رسیدہ برب	چندیں نفسے کہ در شمار اند

خونماہ دل رسد بمرگاں - ایں دیدہ من کہ آشکارا نہ

خانچہ فقیر حقیر سید ظہیر الدین حسین ظہیر چند کلمہ حال خذلان مال کچن
برادر معزن بیان میں لاتا ہے۔ - مرحوم مغفور یعنی سید تنجاء الدین عرف
امراؤ میرزا تخلص بہ انور خلعت سید جلال الدین حیدر رضوی الناطق صلاح اللہ
میر تقی خاں استاد بہادر شاہ بادشاہ دہلی تھا۔ سن طفولیت سے ائید جل شانہ
نے اسے جوہر قابل و مواد استعداد کامل عطا کیا تھا۔ خلعت زہد و ورع
و پابندی شرع و حلیہ تقویٰ اس کے جسم پر قطع فرمایا تھا۔ - بحیث محامد گزیدہ و
پسندیدہ و اوصاف حمیدہ موصوف تھا۔ ایام خرد سالی سے طبیعت حق طوبت
زہد و تقویٰ و کسب علوم دینی و دنیوی و حصول کمالات صوری و معنوی کی
جانب مائل تھی۔ - طبع بلند پر داز عقل نکتہ رس فہم سلیم ذہن رسا ذکا و خاطر
یشوخی زبان تیرہنی بیان ثنات کلام تراکت خیال نگاہ باریکت بین خوشنویس
لاتانی۔ شاعر بے مثال منار الاحباب جس طرف غور کیجئے یگانہ و فرد تھا۔ حق
نقائے مغفرت کرے عجب مرد باکمال فرشتہ خصال تھا۔ فن خوش نویسی اللہ
سے تکمیل کو پہنچایا تھا۔ گیارہ برس کے سن میں تمام خوش نویسان روزگار پر
سبقت لے گیا۔ اسی عمر میں کتب درسیہ فارسی کو طے کر کے استعداد عربی
میں قریب تحصیل کے سزا یہ بہم پہنچایا۔ - سخن کا اکتساب تیج محمد ابراہیم
ذوق و مہرزا اسد اللہ خان غالب سے کیا تھا مگر شاید کوئی ایک ایک دو

غزل دکھانے کا اتفاق ہوا ہو یہ کمال سب صیانت و ہنر جن طبیعت رسائی فکر
 سے حاصل کیا تھا جمیع اصناف سخن پر قادر و ماہر تھا غزل قصید و رباعی تفسیر
 ترجیح بند مستحسن جملہ اقسام سخن کو قالب جدت میں وہ فروغ دیا کہ شعر اسے
 امنی و حال پر ہیبت حاصل کی۔ فن خوشنویسی میں روح یا قوت و صدا کو شاد کیا۔
 الحق اس کی رنگینی مضامین شیرینی بیان بلند پروازی فکر شفاف طبع فصاحت
 کلام متانت بیان بلاغت سخن نو آئینی ترکیب چستی بندش نزاکت خیال باریکی
 معانی پر غور کر کے بنظر انصاف دیکھے تو لامحالہ عربی زمان ظہوری طور و نظیری نظر
 کلیم وقت کہیں تو بجا ہے مومن ثانی کنارہ ہے بلکہ خان صاحب مرحوم مغفور سے
 زیادہ تر خیال کو وسیع و باریک کیا تھا۔ ترکیبیں جداگانہ طبع سے اختراع کی تھیں۔
 متروکات شاعری کے علاوہ اور جو لفظ ثقیل و کربہ غیر فصیح دیکھا اُسے دور
 کر کے اپنے زبان اور دو کو زنگ کراہت و سقاہت سے بالکل پاک و بھلی کر دیا۔
 اُسے مخففہ کا بمقابل قافیۃ اللہ کے لانا بالکل متروک کر دیا شگلا پروانہ و کاشانہ
 اور آنا جانا وغیرہ وغیرہ کا استعمال شاگردوں تک سے ترک کر دیا اور شاہد ابھی ناجائز کر دیا
 شگلا پردہ نشین و پروا نشین نفس طے ہذا بہت سے ایسے الفاظ ہیں تشبیہ مثال
 وغیرہ کو ترک کر کے اس کی عوض استعارہ اور ابہام کو قائم کیا۔ فی الحقیقت
 حکیم سخن موجد طرز جدید امام الشعرا اکمل الکمل ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ زبان کی
 وہ شستگی الفاظ کی وہ فصاحت خیال کی وہ نزاکت ابہام کے وہ برتاؤ ترکیبوں

کی وہ نوبت محاوروں کی وہ کثرت بیان کی وہ مہلاست تحقیق پر وہ نظر بندش
 پر وہ حکومت جس بات کو دیکھو جواب نہیں رکھتی۔ اے اے ابورٹے اے انور سب کا
 انتقام کر گئے کیوں نہ ہو جب اہل ہند نے تم کو استاد مسلم الثبوت تسلیم کیا تھا
 آج تک کسی خوردہ بین کی نظر اس کے عرائس افکار کے نقص و سقم تک نہیں
 پہنچی۔ فی الحقیقت کلام بلاغت نظام اس کا شائبہ نقص و سقم سے پاک و مبرہ
 اور اگلت خوردہ بینان مکملہ چین سے دور و منزہ تھا اگر عاشقانہ نظر ڈالنے
 تو حسن و حسن کی تصویر ہے اگر سوز و گداز کو غور کیجئے تو سوز و گداز شمع و پروانہ کی
 نظیر ہے۔ عارفانہ پر نظر کیجئے تو مہارت کامل و صوفی معارف دل کے اقوال
 نظر آتے ہیں۔ معاملہ و انداز نورانی اعلیٰ موقع کا موقع ہے۔ حمد و ثناء کو پیرانیہ
 عاشقانہ کے سانچے میں اس طرح ڈھال کر دکھایا کہ حقیقت کو مجاز میں اور مجاز
 کو حقیقت میں ایک کر کے مسئلہ ہمدوست کو پایہ ثبوت کو پہنچایا یہ بات مختص
 اسی کی ذات کے لئے تھی۔ الحق فن سخن میں حکیم لاثانی ہے کوئی شعر حکمت و بلاغت
 سے خالی نہیں یہ تائید یزدانی ہے قصائد کی ترکیبیں جہاں سے جدا گانہ ہیں
 وہ اپنے رنگ میں یگانہ ہیں۔ مائدہ سخن کو ملاحضت الفاظ اور شیرینی بیان
 اور جاشنی ظرافت سے وہ لذیذ و خوشگوار کر دیا کہ بذلہ خواران خوان سخن کے کام
 و زبان مرے نے لے کر چٹخارے بھرتے ہیں۔ قطع نظر اس عروج کمال کے
 محامد اخلاق و محاسن خصائل پر غور کیجئے تو درویش فرشتہ سیرت و صاحب دل

صاحبِ نسبت کنارِ واسے عمر بھر جاوے تسلیم و رضا سے قدم باہر نہ رکھا ہر بیخ
 و معیبت میں شکر گزار و قانع رہا اور حدیث شریف الفقیر و فخری پر عمل کیا
 ہمیشہ فقر و فاقہ رحمتِ حوادثِ عیش و آرامِ عسرت و عشرت میں ایک و منع
 اور ایک طریقہ پر گزاران کی۔ خوشی کو خوشی بخ کوشج نہ گردانا اپنی قوت بازو کے
 اکلِ حلال پیدا کر کے قوتِ اہل و عیال کیا۔ نماز روزہ و برد و وظائف کسی حال
 میں قصا نہیں ہوئے۔ حقوڑے بہت فقر و فاقہ کا بھی شکوہ زبان یر نہیں آیا
 جو اللہ نے دیا صبر و شکر کر کے کھالیا۔ معیشتِ قلیل پر قناعت کی۔ حرصِ دنیا کو
 کبھی پاس نہ آنے دیا۔ نفوسِ قدسیہ کے خواص اُس کی ذاتِ ستودہ صفات
 میں پائے جاتے تھے۔ عالمِ باعمل سالکِ کاملِ عارفِ باخدا درویشِ خوش
 اوقاتِ دنیا دار تارکِ الدنیا اسی سے مراد ہے۔ غرنیکہ بجمعِ حامد و اوصاف
 محلی و محلی تھا۔ ہیبتِ ہیبتِ زمانہ غدار و زندگانی مستعار نے اُس سے فائدہ کی
 سنت ۱۲ ہجری میں عمر جوانی میں قریب سن چہل سالگی یا کمتر ازیں دار فانی سے
 بمقامِ وطنی داعیِ اجل کو لبیک کہہ کر رگراے عالمِ جاودانی ہوئے انا للہ و
 انا الیہ راجعون۔ محجہ کبختِ سخت جان کو داغِ فرقت و آلامِ مہاجرت اٹھانے
 کو زندہ چھوڑ گئے ورنہ میں بڑا تھا میرے مرنے کے دن تھے۔ اوراقِ دیوان
 اپنی حینِ حیات میں ایک دن بحالتِ جذبِ چاک کر کے پھینک دئے تھے
 اتفاق سے میں اُس وقت موجود نہ تھا ورنہ اُس جواہرِ گراں بہا کو ہرگز ضائع

نہ ہونے دیتا بعد میں نے دیکھا تو بہت دستِ تافت سر پر مارے مگر بکر کتب
افسوس ملنے کے وہ گوہرِ شیم کب دستیاب ہو سکتے تھے۔ خیر جس قدر ممکن
ہوا اُن لعل پاروں کو مثل سیارہٴ دل فراہم کر کے جو کچھ پڑھا گیا لکھا باقی سب
سرمایہ معرضِ تلف میں آکر برباد گیا یہ جو کچھ لکھا گیا ہے عشرِ عشیر بھی نہیں ہے
درائے ازیں اکثر دیوانِ شاگردوں کے درست کر دئے صداغزلِ تقسیم
کر دیں انہیں اپنے کلام کی قدر نہ تھی اور اس جواہرِ بے بہا کو کمتر از سنگِ ریزہ
گنا کبھی اس پر ناز و تفاخر نہ کیا ہمیشہ اس کو بیچ و پوچ سمجھا اللہم اغفر وارحم

قطعات تاریخِ دیوانِ درِ حرمِ شجاع الدین عوامِ اُمیرِ مخلص بہ انور

باغِ انور آج پھر تازہ ہوا
داغِ انور آج پھر تازہ ہوا

۱۸۹۹ء

میرے بھائی کا چچا دیواں ظہیر
از سراندہ تافت نے کہا

دیگر

کلامِ نیز رخشانِ انور
ہوا مطبوع جب دیوانِ انور
عجب ہے نگہِ بستانِ انور
تماشا ہے گل وریحانِ انور
لکھوں تاریخِ کیا شایانِ انور

ہوا جب شرقِ مطلع سے تاباں
کھلا پیتِ نظرِ گلزارِ معنی
مشامِ دل کو کرتی ہے معطر
کہاں ہیں ہل سبز آگے دیکھیں
ظہیر اسکی ہوئی جب فکرِ تاریخ

سرحدت سے اٹھا شور ہم

ہے نادر نسخہ دیوانِ انور
۱۳۱۶ء

دیگر

ہوا شائع عجب دیوانِ رنگیں
نگارستانِ چین پر طعنہ زن ہے
گھر سنجان معنی آکے دیکھیں
نگاہِ غور سے دیکھیں سخنِ رس
یہ بینشیں ہیں ہی متی کی لڑیاں
نمک انگیز ہے شورِ فصاحت
بلاغت سے بھر کوزے میں دیا
جدگانہ ہے خوبانِ جہاں سے
ظہیر اسکی ہوئی جب فکرِ تاسخ
سرِ عجاز سے تحریرِ کرد

پھلا پھولا ہے کیا گلزارِ انور
بہار گلشنِ بے خارِ انور
سخن میں گرمیِ بازارِ انور
کہاں ہے پایہ اشعارِ انور
سلسل ہیں دُرِ شہوارِ انور
زہے نظمِ ملاحِ تبارِ انور
کہاں تک سہل ہے دُوارِ انور
ادا ہے شوخیِ گفتارِ انور
تو بول اٹھی یہ خود گفتارِ انور
عجائب گلشنِ اشعارِ انور

تقریباً دینیز شاعر بنظیر نثار میثانِ نظم از خیالِ مولانا محمد علی چغتای برتر محمد امجدی غازی پوری

شاگردِ رشید سید ظہیر الدین حسین ظہیر دہلوی

برگِ درختانِ ہندو نظر ہو شیار
ہر ورقے دفتریتِ معرفتِ کوکار

ترنِ بالی ملکِ خشک فیضِ حمد باری را ادنیٰ نشانی ست۔ خردِ دورِ بین را از شاہد

صناعی رنگارنگ حیرانی۔ سمبر ان گلشنِ عالم را از مصرع قد موزونی داده و از بندش
طرز نظم مسلسل طوق حسن در گلو نهاده۔ فلک را با این همه رفعت و ہر دلیف زمین ساخته
و از لطافت گلمائے بوقلمون ثابت و بیارگان را قوافی تنگ نموده۔ صغیر عالم را
از ترکیب صفت غلیظ بر روی آب کشیده۔ و ہیرہ ہزار بحر خلق از اذ صنایع و
اشکال مختلفہ قائم نموده از رباعی عناصر و اس خمسہ را در عیب و ہنرمیز گردانید۔
و صورت ہر فرد بشر را از آئینرتی یک رنگی قطع نمود۔ نہ ہے باغبانے کہ از آیاری قدرت
شمتاد را الف آزادی در بر کشیدہ۔ و قمری کو کو زبان را ہچو جیم طوق منت در گلو
انداختہ۔ عنایب نوا سخ را بہ ہوائے گل مصروف فغاں داشتہ۔ و عجب گل از کمال
حسن و لطافت چاک گریہاں ساختہ۔ زنگس چشم بر راہ در جستجویش و سون گوش بر آواز
بہ گفتگویش چون نبی صلعم ما عرفناک حق معرفتک فرمودہ بشر را چہ یارا کہ حد
بے پایانش در حیطہ تحریر آرد و لغت سرور کائنات مخمور موجودات خلاصہ ہیرہ ہزار
عالم سلالہ دو دمان آدم تمح افروز بر زم رسالت درۃ التاج فرق نبوت شمع گنگار
روز جزا باعث امرزش ما دشما احمد محبتی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم را
چگونہ در معرض تحریر آرم۔ حبیب خدا اشرف انبیا۔ کہ عرش مجیدش بود مشکا۔
تخلیق عالم و عالمیان موافق لولاک لما خلقت الافلاک تہمہ از ثنای بے پایان
مرا چہ یارا کہ لب کشایم باز بر این دہن خویش مے بندم اللہ صلی علی محمد
محبوب نامہ محمد نادر علی بہتر محمد آبادی غازی پوری کہ یکے از پیچکاران عالم

و بدترین از مخلوق آدم ستار و زسے در خدمت استاد و عظیم النظار حضرت استاد
 سید ظہیر الدین صاحب تلمیذ دہلوی زانوے شاگردی نہ نمودہ نشسته بود حضرت مومن
 در ذکر کلمات اساتذہ و شعرای سابقہ از چوچ دہن گوہر تقریر مسلسل را در رشته
 بیان مشکک سے فرمودند شاگردان از فیض این صحبت منتظمہ فیض یاب - در اثنا
 تذکرہ برخے از حالات برادر کیمین خویش کہ مسما بہ حضرت سید شجاع الدین عرف
 امراؤ میرزا التخلّص بہ النور خلعت سید جلال الدین حیدر رضوی المحاطبہ صلاح الدولہ
 مرتفع رقم خاں بر زبان فیض ترجمان آوردند بابت کہ از شنیدنش حالتی و کیفیت
 بر حضار مجلس طاری گشت ہر یک بہ عالم بخودی از انور مرحوم سرگرم محکم - من ہم کہ
 یکے از معتقدان و شاگردان حضرت ظہیر ام وارفتہ گشتم عرض نمودم کہ اگر اجازت
 باشد شہ از حالات آل یحیٰ کاہ روزگار بر نگارم - فرمودند کہ بسیار خوب است - پس
 موافق الامر فوق الادب کیت خانہ دوزبان را در جولان گاہ تحریر تکلیف نماز نمودم -
 خداوند جل و علے حضرت انور مرحوم را از سن طفولیت جوہر قابل عطا
 فرمودہ بود و کما لے کہ بذاتش پیدا بود خلقی و قدرتی بود - عمدہ خود سالی کہ طفلان
 مخصوص برائے لہو لعب است حضرت مغفور مطلقاً بجانب این فعل لا حاصل توجہ نہ نمود
 زہد و رعب در ریاضت و اتقا کہ جوہر قابل انسانی ست در ذات خویش مجتمع نمود کہ کتاب
 علوم دینی و دنیوی و حصول کمالات صوری و معنوی مائل معرفت - دریازدہ سالگی
 فن خوش نویسی حاصل کردہ بر جادو نگاران زمان و اعجاز رقمان جہان گوئے

د سبقت رپوده کتپ در سیه که مراد از معقول و منقول است به افتخار رسائید
 در فن سخن از شیخ محمد ابراهیم ذوق و مرزا اسد اللہ خان غالب استنادہ نموده پایہ
 سخن بر آسمان رسانید الحق کہ اگر خدا سے سخن گویم رواست در عمد خویش استاد
 تسلیم الثبوت بود ہمہ شعر سے ہند پیش او تافوسے خود نہ نمودند توکل و اکل حلال را
 فرض خویش تصور نموده ہرگز حاجتے بیش دیگران نہ برد آنچه کہ از رزاق دو عالم یافت
 یافت و در غرضے نے کہ از کسے گوید نہ روزے در حالت جذب ہمہ تصنیفات
 خولیت کہ نزل در باغی و شنوی و قصیدہ و ترجیع بند و غیرہ مایہ چہل سال بود
 پارہ پارہ نمود۔ استاد موصوف و قتیقہ شنیدند و دیدند دست بر سر و سر بر زانو
 زدند بالآخر آن اوراق پریشاں و پارہ ہائے رشک لعل پریشاں را جمع
 نموده دیوانے ترتیب دادند باشد کہ اگر چہخ دو ہزار سال سرگرداں ماند زمینار
 چنین گوہر یکدانہ از معدن عالم بیرون آوردن نہ تواند۔ ہیماں کہ زندگیت
 وفانہ کرد و رسن چہل سالگی از عالم فانی بہ اقلیم جاودانی رخت مارجت فرمود۔

جہاں در ماتم او گشت ناشاد	ز جور آسماں فریاد فریاد
فلک خود جاہر نیلی بیوستید	چو این فریاد عالمگیر را دید
ز چشم دیدہ ہائے نجم تماہاں	ستارہ از آب تبسم اشک یزاں
مباد در ماتم او خاک بر سر	جہاں پر شور چوں آستوب محشر

اکثر کہ از تصنیفات لطیفش و کلام لطیفش چشم و قلب نظر اریان سرور و نور گشت

بگوشت ناظرین و شائقین شاید سخن مرده تازه می رسد و درین ایام فرج انجام
 که فردزانی مهر فرحت از سمک تا سماک تا باں دیوانه در قالب طبع درآمد چه دیوانه
 که هر مصرعش یوزن قدان عالم را پا بگل نموده و هر بیتش بیت ابروان پر خم را
 از خجالت چوں کمان ساخته مضامین لطیفش چشمه کوثر را آب بخشیده از شیرینی
 بیانش کام تلخ کمان عذوبت قند مکر چشیده از بندش نظم سیل طره حیان
 در پیچ و تاب ترکیب شست الفاظش شاید مضنون را جلوه تازه بخشید و صبر
 قرار از دل حاسدان ربود و الحق که جان تازه در قالب نظم دیده و از زیور
 معانی سخن را حسن فراوان بخشیده اگر خامه مشکین بر سحر بیانی خود بالدر و است
 و ناطقه گرامی بر اعجاز بیانی باز و سزا است درین زمانه که علم و هنر از صفحه عالم مانند
 و قافیه معشوقان ناپیدا و خصوصاً فن شاعری که از کمال نایق دروانی و پست همی
 همچون صبر عاشقان عنقا است چنین دیوانه به قالب نظم آوردن کم از اعجاز
 نیست شستگی زبان و الفاظ و درستی و چستی محاوره خود دال است که این کار
 آدم خاکی بنیاد نیست هر که را که تائید غلیبی دست و پا البته این صورت رونماید
 سخن گلستان نیست که از باد حوادث خزاں امین و گوهریست که دل جوهریان
 بازار سخن معدن اوست اکنون که صدر نشین بزم سخنوری و نگین خاتم معنی پردی
 معدن گوهر یاقوت مخزن جوهر سعادت گوهر درج عطا بدر قبه صفا آفتاب
 آسمان فضل و کمال ماهتاب درخشان عز و جلال شهنشاه اقلیم سخن قبضه شمشیر

علم و فن نخبند گلشن معانی تیر از بند و قیر مکتہ دانی عالم معقول و منقول جامع
 فروع و اصول جناب سید شجاع الدین عرف امراد میرزا تخلص بہ انور مرحوم اس نظم
 دل آویز را در سلاک تحریر آورده از کمال عالمی ہستی پایہ فکر موزوں بر آسمان کمال
 رسانید تو مینش از حد تحریر بیرون ضرورتی نیست کہ متائن کنم مشک آنست
 کہ خود بوی نہ کہ عطار گوید بہ الاجوت طبیعت او لولہ بشوق را کہ بدین فن پیدا شد
 چہ طور باز دارم در نہ ستائن من بیچارہ چیست انداز ریختہ گوئی میرد غالب کہ
 اکنون همچوں جسم بیجاں چنیض خاک آفادہ بود از دستگیری انور مرحوم باز نہ
 گشت سخن ممنون منت دوست و نظم از بار احسانش طوق بہ گلو کیمت فکر و دانش
 را جلا نگاہ ہستی یک دائرہ و نگاہ خرد دور بینش را گردن یک گکرہ عالم
 از تجلی فکر و رخشانش روشن و ایں لولہ شاہوار کہ از کان طبع بیرون آورده
 بر صفحہ اوراق غلطانید آیش روز افزوں بلکہ بر اسے برودہ ولان اعجاز و فصول
 حسن کلامش داغ بر ناصیہ مہر دہانہ و بر شہرت ناسخ خط نسخ کشیدہ آتش
 را آتش در جان افکند و صبارا خاک بر سر افشانہ او میر مجلس سخن ست و بر سر
 جہاں غالب حاسداں را از رتک کلامش سو داہ مانع و منصف مزاجان
 را چشم و چراغ ۔ ۵

سخنور بی بدل جادو نگارے
 پے پیش زانوے خود تہ نمودے

زہے خوش فکر شاعر نامدارے
 ارسطو گر بدورش زندہ بودے

اگر فردوسی طوسی بیدری
 گرامی پایہ در زہر و قہوئے
 ہمایوں بخت و فرخ طالعے کو
 ربودہ نام مومن از زمانہ
 سخن را پایہ عالی ز فکر ت
 چہ گویم بر تراوصات حمیدہ
 سخن را ختم بالآخر نہائیم
 نوشتہ حضرت انور چہ دیواں
 نگفتہ تازہ گلہائے مضامین
 خمی مضمون لکست بندش صفا
 زہے فکر بلند طبع موزوں
 ستایش کردیے صدر کہ دیدہ
 خجالت ابرواں را دادہ بنیش
 زباں نغز و شیریں تر از قند
 ندیدیم ہمچنین نظم دل آویز
 دل عالم از تو تسخیر گشتہ
 چساں صفتش نگویم حیرتے بہت

بجوشت جلقہ طاعت کشیے
 جبین از داغ سجدہ شد مجلا
 کہ بر ملک با صفت یانت قابو
 کہ این پیش نظر ہست اوصاف
 مضامین چوں گل خندان بہت
 فرشتہ خوشتر اینساں ندیدہ
 پیے تازیخ دیواں لب کتائیم
 نہ دیواں بلکہ تازہ بوستاے
 فرج بخت دل و دہج روانے
 بقلب نظم بختہ تازہ جانے
 مضامین آورد از لامکاے
 نمودہ آئینہ میں پیرو جولانے
 خجل از مصرعش سرور روانے
 ملاحظہ را گوئے طرہ کائنے
 بحر قمر و اسد و رایں جہانے
 کہ گرد و یک جہاں را دل رتائے
 شائش بیروں از حد بیلانے

پے تدریظہیر اس نقطہ تاریخ
نوشتم با سر حکم مبارک -
بہ بیت آورد پتر ارغوانے
کلام شاعر شہر میں میا نے

دیکھ

معدن علم حضرت انور
اُن کے دیواں کی طبع کی تاریخ
تھے سخن یوجہ ہر طرح قناد
لیکھی برترے عنعنہ نادر

قطعہ تاریخ نو کزیر خامہ جادور قم سخن گستر پیشل نکتہ پرور بے بدل
جامع فروع واصول حاوی معقول منقول ماہر ہر فن لوی مفتی عبداللہ صاحب
پروفیسر علوم مشرقی اونیورسٹی کالج - لاہور

شکر ابد کہ کھلا شعر و سخن کا دفتر
لہذا الحمد چھپا آج وہ دیواں سخن
وزن سادہ جد ہے آب رواں کی مانند
نظم وہ نظم کہ ہے ردقت نظم بیرویں
صغیر و عریض ہیں یا یکجہے جوئے گوہر و در
راست کہنا ہوں نہیں کذب کیچہ میں اصلاً
ہر مان اور محب میے سر پر ام ایم اے
صاحب ذہن و دکا ماہر اصناف سخن
مشرودہ اسے جوہریاں سخن و اہل ہنر
جس کا ہر شعر ہے باسکب جو ابر ہنر
اس پہ تحریر ہے یا عارض گل یر ہنر
شعروہ شعر کرے پاک جو شعری کا جگر
شعر تراں میں ہیں یا گویے ہوئے قند و شکر
دیکھو دیواں اگر اس کو نہ جانو باد
جن کی کوستنس سے ملاطج کا اس کو زیور
ماظم عقد و در نائر و امان گہر

نوٹ - یہ تقریباً تاریخ تیس برس ہوئے تکھی گئی تھی۔

لکھ سائب میں نہیں کوئی برابر ان کے
بہتر تاریخ ہوا فکر تو ہاتھ نے کہا
سال ہجری کی جو تفتیش ہوئی بعد ازاں

جو دست طبع میں ان کا نہیں کوئی ہمسر
نظم خوش آب و عیسوی ہے اسے ہر
عقل محل جیب را مرغوب جہانی لکھ

دیگر

ہوا جب طبع یہ دیواں مطبوع
بوقت فکر ہاتھ نے ندا دی

ہوئے تاداں و فرماں سب خردور
لکھو تاریخ نظم کلک انور

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر فروغ شہستان دودہ شاہی صاحب عالم مرزا
مجاہد الدین شاہی نمبرہ حضرت ابو ظفر بہادر شاہ شاگرد رشید میرزا صابر مرحوم

حضرت اور کے دیواں کی ہو کیا مع و ثنا
مصر و مصر شعرا کا گویا پشوق ہے
حاجت مشاطہ نسیب روئے دلا رام با
شاعری کے فن میں بخا جو آپ ہی اپنا نظیر
خار کا دل زربک حسرت سے نہ ٹوٹے کس طرح

طوطی ہندوستان کا مجمع اشعار ہے
ہر غزل گلہ مست ہے اک تختہ گلہ را ہے
فرداں کے سامنے ہر بیت کا اظہار ہے
سال اس کے مجموعے کے چھپنے کا ذکر ہے
حضرت شاہی عجب یہ گلشن بنجار ہے

ولہ

کلام حضرت استاد انور
کہا دل نے پئے تاریخ مجھ سے

گل معنی کا بے شبہ چین ہے
لکھو شاہی کو لاتی سخن ہے

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر ارجہند شاعر بمیشال نکتہ پرور سعید اصل صاحب عالم
مرزا محمود شاہ صاحب شاگرد تلمیذ مرزا صاحب مرزا محرم

یہ ہے کلام اور نازک خیال کا باتفت نے دی ندا کہ یہی سال کر رقم	تسا کر جو قد و ادا سخن ہیں جواں و بید اس کو کہیں گے۔ آج سے دیوان ^{۱۲} _{۱۳} لطیف
--	--

قطعہ تاریخ از تصنیف ارسطو دوران جالینوس زمان جناب حکیم
بہاء الدین خان صاحب بہاء منصرم شفا خانہ درگاہ خواجہ معین الدین چشتی جمہیر
شاگرد حضرت فصیح الملک داغ دہلوی

وہ چہ پاکیزہ کلام انور است فکر تاریخ جو کرم اسے بہا	آئکہ بودہ زندہ ساز نام فوق باتفتے گفتہ۔ مذاق کلک تنق ^{۱۲} _{۱۳}
--	---

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر گل شکفتہ گلزار رنگیں بیانی طوطی شکرین مقال
چمنستان سخن گوئی و سخن انی جناب حکیم رام نرائن صاحب
حیران دہلوی شاگرد رشید نواب فصیح الملک داغ دہلوی

چوں دیوان انور مرتب شدہ	بہر شائق رفتہ پیغام وصل
-------------------------	-------------------------

نوحیہاں پیرے سال طبع سرور

گفتا تیگفت گل تمام وصل
۱۲ ۱۳ ۱۴

و دیگر

شد طبع خودیواں جناب انور

گلهائے مضامین شدہ دستر دست

حیراں و سرور سال طبع پر سپید

گفتا کہ بگو خیال ابر و بدینہ
۱۴ ۱۵ ۱۶

قطعه تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال روح و رواں گلشن سخن
جناب لاله موہن لال صاحب مطلب پید و وزیر لکھنؤ ٹاٹا ہور

صاحب جاہ سری رام جی ایم اے منصف

جن کی کوستش سے چھپا حضرت انور کا کلام

پے تاریخ بس اے حضرت مطلب کردو

جن کی ہمت سے بلند اور خیالات رفیع

طبع میں جن کے مرتب ہے کہاں ترصیح

چھپ گیا حضرت انور کا یہ دیواں مریح
۱۸ ۱۹ ۲۰

قطعه تاریخ من تصنیف شاعر شیریں مقال جناب محمد نور خان بیدل اجمیری شاگرد

جناب حکیم بہاء الدین خان صاحب بہاء

انور خوش خصال کا جبکہ کلام چھپ گیا

طبع کا اُس کے جوہر بنا بیدل زار کو خیال

دل کو ہر ایک شخص کے کیسی ہوئی مگر خوشی

ملہم عیب نے کہا۔ لوح کتاب غری
۱۲ ۱۳ ۱۴

قطعة تاریخ از نتیجہ فکر فلک پیارے شاعر شوخ فکر رنگیں بیان جناب منشی گوری شنکر صاحب قصیر دہلوی

چھپا جب یہ دیواں مطبوع عالم
قصیر اس کا میں نے کہا سال ہجری

پہو جان اردو پہ احسان انور
چھپا خوب و یکش یہ دیوان انور

اولہ

ہائے انور رنگ عری و انوری
اُس کے دیواں کی ہے یہ تاریخ برتہ قصیر

جس کے مرے سے مذاق شاعر کی کھپ گیا
یہ عجائب حضرت انور کا دیواں چھپ گیا

دیکھو

چھپا غیرت انورنی کا یہ دیواں
قصیر اس کی تاریخ لکھی ہے ہم نے

ضیا بخش ہے ماہ تابان انور
کہ ہے خوب یہ نظم دیواں انور

از نتیجہ فکر شاعر شیر گفتا منشی پیارے لال رونق دہلوی کر مولانا سنج دہلوی

جو دیوان انور ستہ انوار ولہا
زمین غزل گلز بن معالی
کجا عید لے جرعہ نونہاں فکر
متم سال ادگستہ ار حد حکم

فروغش بعالم جبرغ مضامیں
برا فلک رفتہ و مانع مضامیں
کہ لبریز گشت ست ابان مضامیں
کہ رونق فراغت بان مضامیں

از نتیجہ فکر احمد شاعر شیریں مقال بابو چندی پڑشا و صاحب شیدا دہلوی

”تلمیذ مولانا راسخ دہلوی“

صل علی ہے انور مرحوم واہ وا جو شعر ہے وہ رتک وہ شیخ اصفہاں روشن خیال سمجھ بزم سخنوری شیدا یہ سال ہے سراحد اکو کاٹ کر	دیوان وہ چھپا ہے کہ داغ رقیب ہے تشریف تیرے۔ رگِ جاں کے قریب ہے جو کہ گئے ہیں آب وہ کس کو نصیب ہے ڈنکے کی جھڑک دے عجیب و غریب ہے
---	--

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر نکات پیمائے ناظم بہتانا شریکتا استاد یگانہ مالک
مالک سخن رشک طالب و کلیم فخر اشعر امیر ہمدی حسین صاحب محبوب و دہلوی
از اشرف تلامذہ نجم الدولہ دبیر الملک نواب اسد اللہ خاں غالب مخفوری

شاعر آسماں خیال انور ان کا دیواں صفائے معنی سے میں جو اشارہ درنثار اس میں شورش افزائے مضامین نے کم ہیں الفاظ اور بہت مضمون	سب میں غل جس کی ہے طبافت کا بحر ذخار ہے سلاست کا ان کا کیا وصف ہو لطافت کا رنگ پھیکا کیا قیامت کا کیسا برتاؤ ہے بلاغت کا
--	--

اُن کے فکر متیں سے الحق
حق تبارک ممانے تازہ
ہے ہر اک شعر میں نیا مضمون
طبع اس واسطے ہڑا دیواں
ہوگی اہل مذاق کی دعوت
بہر تاریخ یوں ندا آئی

رہبہ افروز ہوا، مسامت کا
شوق مت سے تھا نہایت کا
کیا ٹھکانہ ہے اس ذہن کا
ماحصل اس کی ہے یہ نایت کا
تا مزا پائیں اس ملاوت کا
ہے خزینہ یہی فصاحت کا

ماودہ مارے تاریخ از قیثہ فکر آسمان پیوند صدرین بزم غنوری نگین خاتم
معنی پروری باظم رنگیں خیال ناشر عدیم المثال صاحب عالم مرزا عبد الغنی ارشد
از ارشد تلامذہ صاحب عالم مرزا قادر بخش صاحب مغفور

عنوان تاریخی

7743

گلستان فصاحت زیر غفل

ہے یہ بزم سخن کا گھدستہ
سخن بہتر - نظم و لغز
۱۴ ۱۳ھ

دفتر اشعار زیریا چھپ گیا
خوشتید انور است ایں
۶۱۸۹۹

العربی منوعہ جیساں - ہو سکے +

صحت نامہ غلط دیوان انور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۰	ہی	ہیں	۲۹	۱	ٹیک	۱۰ یہ سچ
۱۲	۸	لہے	لے	۲۹	۴	چلایا	۲۰ چلایا
۱۳	۷	نہیں نہیں	نہیں نہیں کہیں	۴۱	۴	آئی	۲۰ آئی
۱۴	۴	مری ریں	مری ریں	۴۱	۴	لائی	۱۰ لائی
۱۴	۱۳	پھیکے	چپکے	۴۴	۳	مگر	۱۰ ہوا
۱۷	۹	بنیں	ہیں	۴۴	۳	ہے یاد	۲۰ بھی یاد ہے
۱۷	۱۳	جیسے	جی سے	۴۴	۶	میں قدم	۲۰ میں ہی قدم
۱۸	۹	کنسرا	کنسرا	۴۴	۱۰	ہیں میں	۲۰ ہیں میں
۲۰	۶	ایکے	آپ کے	۴۵	۱	یاں	۲۰ یہاں
۲۰	۶	وصل	وصل پہ	۵۰	۷	غناں	۲۰ یہاں
۲۷	۱۶	ٹائل	ٹائل	۵۴	۴	کرکیوں	۲۰ تو کیوں
۲۱	۱۳	پاس	پاس	۵۴	۸	چاہتے ہو	۲۰ جلتے ہو
۳۲	۱۳	پھوٹوں	جھوٹوں	۵۴	۸	چاہتا	۲۰ جانتا
۳۲	۱۳	ٹیا	ٹیا	۱۶۱	۵	کرت	۲۰ کورٹ
۳۵	۱۴	حاشے	جائی	۱۶۳	۴	تین ہوا	۲۰ تین ہوا

اطلاع

اس دیوان کے جملہ حقوق برائے دوام لالہ سریرام صاحب
 ایم۔ اے نے سید عسکری مرزا فرزند مصنف مرحوم سے خرید لئے
 ہیں اور دیوان حسب ضابطہ رجسٹری بھی کرا دیا ہے۔ کوئی
 صاحب بلا اجازت لالہ صاحب موصوف اس کے انطبائع
 کا قصہ نہ کریں۔ جس قدر جلدیں مطلوب ہوں اُن سے یا مالک
 مطبع رفاہ عام سے طلب فرمائیں۔ تاجران کتب کے ساتھ
 قیمت میں رعایت ملحوظ رہیگی جس کتاب پر لالہ سریرام کے
 دستخط نہ ہونگے وہ مال مسروقہ متصور ہوگا ❖

الشاہ قہر

ممتاز علی مالک مطبع رفاہ عام لاہور